نسیم المجالس

مجموعہ عقائد

2

مدظلہ العالی

علامہ سید نسیم عباس رضوی

ادارہ منہاج الصالحین لاہور

نسیم المجالس 2 علامہ سید نسیم عباس رضوی

Presented by www.ziaraat.com

نسیم المجالس

(حصہ دوئم)

تقاریر

علامہ نسیم عباس رضوی مدظلہ العالی

ترتیب

شیخ خادم حسین

ناشر

ادارہ منہاج الصالحین جناح ٹاؤن ٹھوکر نیاز بیگ لاہور

Presented by www.ziaraat.com

جملہ حقوق بحق ادارہ محفوظ

نام کتاب .... نسیم المجالس (حصہ دوئم)

خطیب .... علامہ نسیم عباس رضوی

ترتیب .... شیخ خادم حسین

کمپوزنگ .... ایم۔ اعجاز احمد، ادارہ منہاج الصالحین لاہور

فون: 5425372

اشاعت اول 2002ء

اشاعت دوم 2007ء

ہدیہ .... R$150-00 روپے

ملنے کا پتہ

ادارہ منہاج الصالحین

المحمد مارکیٹ، فرسٹ فلور، دکان نمبر 20،

غزنی سٹریٹ اردو بازار، لاہور فون: 7225252

اعتراف ہنر

یہ امر ہمارے لئے نہایت افتخار و انبساط کا باعث ہے کہ حجتہ الاسلام والمسلمین علامہ نسیم عباس رضوی مدظلہ کی مجالس محرم کی ترویج و اشاعت کی ذمہ داری' خداوند متعال نے ہمیں عطا فرمائی ہے۔ نسیم المجالس کی جلد اول کی اشاعت اپنے معیاری مواد' استدلالی بیان اور روانی کلام کے باعث مقبولیت کی معراج تک پہنچی ہے۔ چونکہ علامہ صاحب کی تقاریر تحریری صورت میں پہلی دفعہ منظر عام پر آئی ہیں' لہٰذا ان کی پذیرائی حتمی اور یقینی ہے۔ ہم استفادۂ عام کے مدنظر ان کی مجالس محرم کی دوسری جلد بھی مومنین کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں۔ جن میں روانی و سلاست' انشاء پردازی اور نکتہ سنجی کے ذریعے تبلیغ مودت' ترویج حقیقت' حصول معرفت اور ترغیب شیعیت کی بھرپور کوشش کی گئی ہے۔

نسیم المجالس دور حاضر اور عصر جدید کے تقاضوں کے عین مطابق' توثیق عقائد اور تعمیل فروعات کا ایک مکمل چارٹر اور سلسلہ رشد و ہدایت ہے۔ ہماری خواہش ہے کہ اس سلسلے کو مسلسل جاری رکھا جائے اور مفکر بے مثیل' محقق بے عدیل' مقرر شیریں بیاں' خطیب گلفشاں علامہ نسیم عباس رضوی مدظلہ کے منہ سے نکلے ہوئے اور نکلنے والے ہر ہر لفظ کو محفوظ کیا جائے اور شایان شان اشاعت کا فریضہ انجام دے کر آئندہ نسلوں کے لئے رہنمائی کا سامان کیا جائے' کیونکہ ایسے نابغہ روزگار انسان روز روز پیدا نہیں ہوتے جو عصمت و طہارت اور حریت و مظلومیت کے مقدس قافلہ سالاروں کے عملی مشن کے کامل ترجمان ہوں۔

ہم نے علامہ صاحب موصوف کی تقاریر کو تحریری محاسن سے نوازنے اور

Presented by www.ziaraat.com

تعین اُسلوب کے لئے ادیب شہیر پروفیسر مظہر عباس چودھری صاحب کی خدمات حاصل کی ہیں تا کہ یہ مجموعہ تقاریر اردو ادب کے شاہکار کے طور پر سامنے آئے اور شہرت دوام پائے۔

ان مجالس کو کیسٹوں سے صفحات قرطاس پر اتارنے کے لئے بشریٰ کرمانی اور یاور کرمانی نے خدمات انجام دی ہیں۔ اللہ رب العزت ان کی توفیقات دینیہ میں اضافہ فرمائے۔ (آمین)

آخر میں یہ بتانا بھی ضروری خیال کرتا ہوں کہ امسال محرم الحرام میں ماڈل ٹاؤن لاہور کی ایک مجلس عزا میں علامہ صاحب سے ملاقات ہوئی تو ان کے حسن اخلاق اور سحر ملاقات نے اس قدر متاثر کیا کہ میں نے ان کی عظمت انسانی کے تحت مصمم ارادہ کر لیا کہ ان کی ہر مجلس کی اشاعت و ترویج اب ہمارے ادارے منہاج الصالحین کی ذمہ داری ہو گی...... وما توفیقی الا با اللہ!

علامہ صاحب کے مشورے کے ساتھ ہم ان مجالس کا انتساب ان کے استاد محترم خطیب آل محمدؐ علامہ اظہر حسن زیدی اعلیٰ اللہ مقامہ کے نام کیا ہے جو اپنے نعم البدل کے طور پر علامہ نسیم عباس رضوی کو شیعہ قوم کو عطا کر گئے...... انشاء اللہ العزیز ہم جلد ہی زیدی صاحب قبلہ کے مجموعہ ہائے تقاریر کی بھی شایان شان اشاعت کا اہتمام کریں گے۔

وما توفیقی الا با اللہ!

علامہ ریاض حسین جعفری

سرپرست اعلیٰ ادارہ منہاج الصالحین، لاہور

نسیم عباس ہیں محو خطابت
ہوئیں یکجا فصاحت اور بلاغت
جہاں بھر کے ادیبو! زور مارو
نہیں ممکن بیاں کی یہ سلاست

مظہر عباس

Presented by www.ziaraat.com

فہرست

مجلس اول	7
مجلس دوئم	22
مجلس سوئم	42
مجلس چہارم	70
مجلس پنجم	88
مجلس ششم	120
مجلس ہفتم	138
مجلس ہشتم	168
مجلس نہم	188
مجلس دہم	207

مجلس اول

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ

عزیزانِ گرامی!

کائنات کے کونے کونے میں جناب سیدہؑ کے لال کا تذکرہ ہو رہا ہے۔ دنیا کا کوئی ملک یا خطہ ایسا نہیں کہ جہاں اس شہنشاہ کے ماننے والے نہ ہوں اور اس شہنشاہ کا قصہ زبان زدِ عوام نہ ہو..... محرم کا چاند وہ سنہری کشتی ہے کہ جس میں کائنات کا شہنشاہ سوار ہو کر اپنی رعایا کا معائنہ کرتا ہے اور اس شہنشاہ کے ماننے والے دنیا کے کونے کونے میں اس کے استقبال کے لئے گل بدست کھڑے نظر آتے ہیں۔

اس وقت دنیا کا سب سے بڑا شہنشاہ حسینؑ ہے..... دنیا کے تمام ممالک کے اگر بجٹ اکٹھے کئے جائیں تو دنیا کی حکومتوں کے بجٹ ایک طرف اور کائنات کے اس شہنشاہ کی ایک دن کی مجالس کا بجٹ ایک طرف... آپ یقین کیجئے کہ میں نے اس شہنشاہ کے صدقے میں آدھی سے زیادہ دنیا دیکھی ہے اور اس شہنشاہ کے ذکر کے لئے ناروے کے اس خطے میں گیا ہوں جہاں چھ مہینے کا دن اور چھ مہینے کی رات ہوتی ہے... بچپن میں ہم اس کے بارے میں سنا تو کرتے تھے مگر ہم نے یہ خطہ دیکھا نہیں تھا..... جب اس شہنشاہ کے ذکر کے لئے اس خطے سے دعوت نامہ آیا اور میں وہاں گیا' تو ایک بورڈ لگا ہوا نظر آیا:

Presented by www.ziaraat.com

"End of the World"

جہاں دنیا کا خاتمہ ہوتا ہے وہاں اسی بورڈ پر پنسل سے لکھا ہوا تھا:

حسینؑ منی و انا من حسینؑ

یعنی جہاں پر دنیا ختم ہو رہی تھی وہاں سے حسینؑ کا ذکر شروع ہو رہا تھا۔ اور دنیا میں کسی کے اتنے مکان نہیں ہیں جتنے حسینؑ کے مکان ہیں' کسی کے اتنے رضا کار نہیں جتنے حسینؑ کے رضا کار ہیں' کسی کی اتنی سبیلیں نہیں جتنی حسینؑ کی سبیلیں ہیں' کسی کے اتنے لنگر نہیں جتنے اس کے ہیں اور یقین کریں کہ اگر وہ اپنے دیوانوں کو لے کر نکل پڑے تو کسی کے پاس اس کو ٹھہرانے کے لئے اقامت گاہیں ممکن نہ ہوں اور اگر آدمؑ سے لے کر خاتمؑ تک تمام انبیاءؑ اپنی اپنی امتوں کو ساتھ لے کے اس کے مہمان ہو جائیں تو اس کے پاس اتنے مکان موجود ہیں کہ یہ سب کو باسہولت ٹھہرا سکتا ہے' اس کے پاس اتنی سبیلیں ہیں کہ سب کو پانی پلا سکتا ہے' اتنے لنگر ہیں کہ سب کو کھانا کھلا سکتا ہے۔ (نعرۂ حیدری..... صلواۃ)

سامعین محترم!

حسینؑ کا لنگر دنیا کے سخی ترین بادشاہ کا لنگر ہے۔ میں نے دیگر مذاہب کے عبادت خانوں میں بھی جا کر جائزہ لیا ہے..... ہندوستان کے عبادت خانوں میں جا کر بھی میں نے کچھ قیود دیکھیں۔ ہندو اپنے رواج کے مطابق پرشاد دیتے ہیں' سکھ اپنے گروؤں کی مانی ہوئی فیس تقسیم کرتے ہیں' لیکن ان سب پر بیسیوں شرطیں عائد کرتے ہیں' مثلاً اس کے ماننے والے کھائیں' اس کی ذات کو تسلیم کرنے والے کھائیں' اسے گرو سمجھنے والے کھائیں۔ اسی طرح ہمارے آئمہ معصومینؑ کی بھی نذر نیاز ہوتی ہے' مثلاً ۲۲ رجب امام جعفر صادقؑ کے کونڈے ہیں' سرکارِ غازیؑ کی حاضری پکتی ہے تو آپ یہ شرط لگاتے ہیں کہ وضو کر کے کھائیں' درود پڑھ کر کھائیں' جیب میں رکھ کر باہر نہ لے جائیں' نیاز نیچے نہ گرائیں۔ بیسیوں شرطیں آپ بھی لگا دیتے ہیں؟ لیکن خدا کی قسم! کائنات میں اگر کسی کا کھلا لنگر ہے تو وہ

حسینؑ کا ہے۔ اس شہنشاہ کا لنگر رنگ و نسل اور مذہب و قوم کی تقسیم سے مشروط نہیں' ہندو کھائیں' عیسائی کھائیں' سکھ کھائیں' یہودی کھائیں' سبھی کھائیں اور جی بھر کر کھائیں۔ سبیلوں کا پانی گلیوں میں بہتا رہتا ہے' چاول پاؤں میں آتے رہتے ہیں' کوئی پابندی نہیں' کوئی شرط نہیں..... کائنات میں اس طرح کا لنگر یا حسینؑ کا ہے یا خدا کا ہے۔ (نعرۂ حیدری)

سامعین گرامی!

یہ سب دیکھے بھالے واقعات ہیں چشم دید مشاہدات ہیں..... اللہ کے نام پر سال میں ایک دفعہ حج ہوتا ہے تو لاکھوں افراد شرکت کرتے ہیں۔ حکومتوں سے انتظام نہیں ہو پاتا' کہیں آگ لگ جاتی ہے' کہیں شیطانوں کو پتھر مارتے ہوئے لوگ کچلے جاتے ہیں' لیکن یہ سال میں ایک دفعہ اکٹھے ہوتے ہیں' لیکن یقین جانیے کہ پوری دنیا میں حسینؑ کے نام پر ایک ہی دن میں اتنے لوگ ذکر حسینؑ سننے کے لئے جمع ہوتے رہتے ہیں اور جگہ جگہ اس شہنشاہ کا تذکرہ شروع رہتا ہے۔

آپ یقین فرمائیں' پوری دنیا کو اگر رزق ملتا ہے تو اسی شہنشاہ کے صدقے میں ملتا ہے۔ غیر مسلموں نے بھی لکھا ہے اور شیعہ سنی مسلمان بھی یہ تسلیم کرتے ہیں' جرجی زیدان جیسا عیسائی مورخ بھی یہ لکھنے پر مجبور ہے کہ جب حسینؑ کے ششماہے شیر خوار نے میدان کربلا میں قوم اشقیاء سے پانی کا سوال کیا تو جواب میں ایک سہ بھالا تیر چلایا گیا۔ تیر جا کر اس بچے کے گلوئے مبارک پر لگا' بچے میں مارے پیاس اور بھوک کے کچھ دم خم تو تھا نہیں' گلوئے اقدس سے چند قطرے خون کے نکلے تو سیدہؑ کے لال نے وہ خون کے چند قطرے ہاتھوں میں لے کر آسمان کی طرف پھینکنا چاہا۔ آواز آئی کہ اگر یہ خون میری طرف آیا تو قیامت تک بارش کا قطرہ نہ برسے گا۔ زمین پر پھینکنا چاہا تو آواز آئی: حسینؑ! اگر میری طرف یہ خون پھینکا گیا تو قیامت تک انگوری نہیں پیدا ہو گی' ایک دانہ نہیں اگے گا۔ اب اگر

Presented by www.ziaraat.com

حسینؑ چاہتا تو شیر خوار کا لہو آسمان کی طرف پھینک کر پوری کائنات کو قیامت تک کے لئے بارش سے محروم کر دیتا اور اگر چاہتا تو زمین پر پھینک کر قیامت تک دنیا کو اناج سے محروم کر دیتا... تو پھر ذرا سوچئے! میرے شیعہ سنی بھائیو! کہ پوری کائنات کا رزق حسینؑ کی مٹھی میں بند ہے کہ نہیں ہے....؟ گویا حسینؑ کے ہاتھوں میں بچے کا لہو نہیں تھا' وہ پوری دنیا کا رزق تھا۔ اگر چاہتا تو پانی سے محروم کر دیتا اور اگر چاہتا تو اناج سے محروم کر دیتا... لیکن وہ سخی ابن سخی تھا' اس نے کہا کہ میں دنیا کو دانے پانی سے کیوں محروم کروں' اس لئے اس نے یہ خون اپنے چہرے پر مل لیا۔

میرے معزز بزرگان!

اب اگر قیامت تک کوئی پانی پئے گا تو حسینؑ کے صدقے میں پئے گا۔ اور قیامت تک زمین سے اگا ہوا اناج کھائے گا تو حسینؑ کے صدقے میں کھائے گا۔ اور اس کے باوجود بھی کوئی کہے کہ میں حسینی نہیں ہوں تو وہ نمک حرام کہلائے گا۔

میرے معزز دوستو!

چونکہ ہماری رگوں میں حلالی لہو ہے' اسی لئے ہم اس کا شکریہ ادا کرنے کے لئے اس کی صف ماتم بچھا لیتے ہیں..... فاطمہؑ کے لال! تیرا ہم پر بڑا احسان ہے' تیرا ہم پر بڑا فیضان ہے۔

اب میں اس موضوع کو لے کر آگے بڑھ رہا ہوں کہ اتنے بڑے محسن کے خلاف آخر یہ دنیا کیوں کھڑی ہوگئی؟ جس خاندان کے لئے رسولِ خداؐ سے اللہ حکم دے کر کہتا ہے:

''میرے حبیبؐ! ان سے کہہ دیجئے کہ میں تم سے تبلیغ رسالت اور ترسیل دین کا صلہ سوائے اس کے کچھ بھی نہیں چاہتا کہ تم میری عترت کو چاہتے رہنا اور میرے قربیٰ سے محبت رکھنا.....''

یہ کوئی معمولی بات نہیں کہ رسولؐ اپنے تمام مصائب و آلام کا صلہ صرف اور صرف اپنے قربیٰ کی محبت و مودت مانگ رہا تھا' حالانکہ یہ مانگنے کی تو ضرورت ہی نہیں ہونی چاہئے تھی۔ (صلواۃ)

سامعین محترم!

کتنا حسین ہے وہ دین' کتنا خوبصورت ہے وہ مذہب جس کی اجرت صرف اور صرف محبت ہے... محبت! جو لفظوں میں بیان نہیں ہو سکتی اور اگر لفظوں میں ادا ہو جائے تو وہ محبت نہیں کہلاتی' کیونکہ لفظوں میں وہ چیز بیان ہوتی ہے جو کی جائے جبکہ محبت ایسی چیز ہے جو کی نہیں جاتی بلکہ ہو جاتی ہے' یا پھر۔

محبت بحر طوفانی ہے جو ساحل نہیں رکھتا
محبت دشت بے پایاں ہے جو منزل نہیں رکھتا
محبت اک بگولہ ہے جو دشت دل سے اٹھتا ہے
اور محبت پردۂ محمل ہے جو مشکل سے اٹھتا ہے
محبت کیمیا ہے کربلا کی خاک میں ڈھونڈو
محبت عقل پرنی ہے اسے افلاک میں ڈھونڈو
محبت معنی و الفاظ میں لائی نہیں جاتی
یہ وہ نازک حقیقت ہے جو سمجھائی نہیں جاتی

میرے معزز سامعین!

میں بالکل سادہ انداز میں پڑھتا ہوں تاکہ بچے سے لے کر بڑے تک اور ان پڑھ سے لے کر پڑھے لکھے تک ہر کوئی اس کے مفہوم کو سمجھ سکے......

Presented by www.ziaraat.com

دوستانِ محترم!

فرض کریں اگر آپ کو کسی جنگل میں کوئی ایسا بچہ مل جائے جو بالکل لاوارث ہو' اس کا کوئی دعویدار نہ ہو اور یہ خوف بھی ہو کہ جنگل میں کوئی درندہ اسے پھاڑ کھائے گا اور آپ اس پر ترس کھاتے ہوئے اسے اٹھا کر لے آئیں' اس کی دیکھ بھال کریں' بہترین پوشاکیں پہنائیں' بہترین کھانے کھلائیں' اعلیٰ تعلیم دلوائیں اور عمدہ طریقے سے پروان چڑھائیں اور جب وہ جوانی چڑھ جائے تو آپ اس سے کہیں کہ میں تیری خدمت کا صلہ تم سے کچھ نہیں مانگتا' صرف اتنا چاہتا ہوں کہ تم میری اولاد سے محبت کرنا اور مجھ سے بھی پیار کرنا اور اگر وہ آپ کی بات سنی ان سنی کر دے اور کچھ توجہ ہی نہ دے تو کوئی بھی شخص اسے شریف زادہ کہے گا ...؟ یہی بات پیغمبرؐ نے بھی مسلمانوں سے کہی:

''اے مسلمانو! تم ایک بگڑی ہوئی قوم تھی' مال غنیمت پر پلی ہوئی۔ تمہاری کوئی پہچان تھی' نہ تمہارا کوئی والی وارث تھا...... میں نے پتھر کھا کھا کر تمہیں پروان چڑھایا۔ تم جہالت میں ڈوبے ہوئے تھے' میں نے تمہیں علم کے نور سے شناسا کروایا' تم گمنامی میں ڈوبے ہوئے تھے تمہیں خیرالامم کا تاج رکھ کر دنیا میں تمہیں روشناس کرایا۔ ان چیزوں کے عوض میں' میں نے تم سے صرف محبت مانگی ہے......''

اب ایمان سے بتایئے کہ اگر کوئی کلمہ پڑھنے والا پیغمبرؐ کو محبت کا جواب محبت میں نہ دے تو کیا خدا تعالیٰ اسے جنت دے دے گا؟

یاد رکھئے! میرے معزز دوستو!

چنانچہ اللہ نے کہا:

''کہہ دیجئے میرے حبیبؐ! ''لا اسئلکم'' میں تم سے کوئی سوال نہیں

کرتا' مجھے تو کوئی سوال کرنا ہی نہیں آتا' میں تو مانگتا ہی نہیں' کیوں کہ مجھے مانگنا آتا ہی نہیں۔ میں نے تو اللہ سے کبھی کچھ نہیں مانگا' تم سے کیا مانگوں گا؟ ... یہ تو اللہ ہی ہے جو مجھ سے کہتا ہے' اے میرے حبیبؐ! مجھ سے علم کی زیادتی مانگ لے' مجھ سے یہ مانگ لے' مجھ سے وہ مانگ لے ... یہ تو اللہ خود مجھ سے کہتا ہے' مجھے مجبور کرتا ہے تو میں اس سے مانگتا ہوں۔''

اور یاد رکھئے! جب ہم نے پوچھا' اے رسولِ معظمؐ! آپؐ کیوں نہیں مانگتے؟ تو فرمایا' اس لئے نہیں مانگتا کہ مانگنے والوں کا حشر میرے سامنے ہے... موسیٰؑ طور پر اللہ کا دیدار مانگنے گئے وہ ''لن ترانیاں'' سنیں کہ ہوش اڑ گئے' عیسیٰؑ اللہ سے ملاقات کرنے گئے تو چوتھے آسمان پر روک لئے گئے' سلیمانؑ مانگ بیٹھے ''رب ھب الی ملکا'' مانگا اتنا بڑا ملک' ملی چھوٹی سی انگوٹھی' اب انگوٹھی پہنی ہو تو مالک الملک اور انگوٹھی اتار دی تو سلیمانؑ بے ملک' انگوٹھی پہن لی تو ہوا فضا سب پہ حکومت' اتار دی تو اب آرام سے بیٹھے ہیں...... یہاں اللہ کا حبیبؐ سلیمانؑ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر پکار اٹھا:

''سلیمانؑ! انگوٹھیاں مانگ مانگ کر حکومت کرنا اور بات ہے اور انگوٹھیاں زکوٰۃ میں بانٹ بانٹ کر ولایت کی دھوم مچا دینا' یہ اور بات ہے!! (نعرۂ حیدری...... صلوٰۃ)

اور اس لئے میں اللہ سے کوئی چیز مانگتا ہی نہیں...... دیکھ آ کر میں اس سے کوئی چیز مانگ لیتا تو میں اس کا محبوب بھی تو ہوں...... اگر میں صرف اس کا نبی ہوتا تو مانگ لیتا لیکن میں تو اس کا محبوب بھی ہوں اور وہ محبوب ہی کیا جو چیز مانگ کر حاصل کرے..... اب ہوسکتا ہے اللہ نے سوچا ہو کہ میرا محبوبؐ شاید بندوں میں مانگتے ہوئے شرماتا ہے' اس لئے ایک رات چپکے سے اسے اپنے قریب بلا لیا کہ بندوں میں بیٹھ کر نہ سہی چلو یہیں مانگ لے' یہاں ہم تم اکیلے ہیں اور کوئی غیر دیکھنے سننے والا نہیں..... اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیبؐ کو قریب بلا

Presented by www.ziaraat.com

لیا اور اتنا قریب بلایا' اتنا قریب بلایا کہ رسول اکرمؐ کا دل چاہا کہ دوڑ کر اللہ سے گلے لپٹ جاؤں' مگر اللہ کا گلا نہ تھا لہٰذا رسولؐ کو گلہ نہ تھا...... لیکن رسولؐ نے وہاں بھی کچھ نہیں مانگا' حالانکہ اللہ نے اس قدر احتیاط کی کہ یہ خیال رکھا کہ یہاں صرف میں اور یہ ہیں اور میں اللہ' اللہ ہوں جبکہ یہ بندہ' بندہ ہے۔ لہٰذا یہاں اللہ بن کر نہ بولوں شاید یہ گھبرا جائے' اس لئے اللہ وہاں اللہ بن کر نہیں' ایسے بولا جیسے بھائی بولتا ہے ...... لیکن رسول آخرؐ جیسے گیا تھا مہمان بن کر بھی ویسے ہی واپس آ گیا' نہ اس سے کچھ مانگا اور نہ کبھی پبلک سے کچھ مانگا......

اور پھر یاد رکھئے!

رسولؐ ہم سے تو کچھ مانگ سکتا ہی نہیں' اس لئے کہ وہ Holy Prophet کی حیثیت رکھتا ہے' پاک پیغمبرؐ ہے' وہ ہم جیسوں سے کیوں مانگے......؟ بھئی! دیکھئے نا! اگر گورنمنٹ ایک آدمی کو تحصیلدار لگا دیتی ہے یا وہ اے-سی (Assistant Commissioner)' ڈی-سی (Deputy Commissioner) یا منسٹر (Minister) بناتی ہے تو اس کو ماہانہ اجرت یا تنخواہ کون دے گا؟ یقیناً وہی حکومت دے گی نا! جس نے اسے تعینات کیا ہے۔ اور اگر ہم نے اسے تعینات کیا ہے تو ہم دیں گے' اس لئے جب نبیؐ آیا تو اس کی رعایا نے کہا کہ ہم آپ کو اجرت دیں! تو نبیؐ نے کہا:

ان اجری الا علی اللہ

میری اجرت تو اللہ کے پاس ہے...... اس لئے کہ میں تو سرکاری ڈیوٹی پر ہوں۔

بھئی! اگر کوئی سرکاری ڈیوٹی پر ہو اور وہ سرکار سے تنخواہ لینے کے ساتھ ساتھ پبلک سے بھی لیتا رہے تو کیا یہ جائز ہے بھلا؟

بھئی! جسے ہم نبی بناتے ہیں' اپنی تنخواہ کا دسواں حصہ بھیجتے رہتے ہیں اور جسے اس نے نبیؐ بنایا......!

اور ہمیں تو پتہ ہی نہیں کہ نبیؐ کب بنا' ہماری تو حیثیت ہی کیا ہے' ہمارے باپ

کے باپ' اس کے باپ کے باپ حتیٰ کہ حضرت آدمؑ کو بھی علم نہیں کہ نبی آخرؐ کب بنا؟ لہٰذا اس وقت سے لے کر قیامت تک ہم بھلا اسے کیونکر اجرت دے سکیں گے؟ اجرت تو اسے خود خدا دے گا...... لہٰذا اس نے کہا: لا اسئلکم کہ میں تم سے کوئی سوال نہیں کرتا' کچھ نہیں مانگتا' سرکاری ڈیوٹی پر تھا' اس نے کہا میں تم سے کچھ نہیں مانگتا...... اچھا صاحب! لیکن ایک کام کے لئے پبلک اس کے پیچھے پڑ گئی' پبلک نے کہا:

''آپ ہیں رحمت دو عالمؐ اور ہم ہیں آپؐ کی امت۔ ہم گنہگار ہیں اور روز قیامت آپ ہمارا وسیلہ ہیں' براہِ کرم ہمارے گناہ معاف کرا دیں۔''

تو فرمایا:

''میں ہوں سرکاری ڈیوٹی پر' میں یہ پرائیویٹ بزنس نہیں کر سکتا اور میں اللہ کے کام میں دخل بھی نہیں دے سکتا۔''

من ذالذی یشفع عندہ

''کون ہے جو اس کے سامنے سفارش کر سکے' شفاعت کی زبان کھول سکے۔''

اب پبلک بولی کہ

''یا رسول اللہؐ! پھر ہم کس کے پاس جائیں؟ کس سے کہیں اپنا پرابلم؟''

آخر اللہ کے حبیبؐ نے مجبور ہو کر اللہ سے کہا:

''اے میرے اللہ! یہ پبلک میرے پیچھے پڑ گئی ہے کہ ہمارے گناہ معاف کرا دے......''

اب آواز پروردگار آئی:

''اے میرے حبیبؐ! کوئی میرے سامنے شفاعت نہیں کر سکتا' میں تو کسی کو شفاعت کا حق نہیں دیتا اور اگر دیتا ہوں تو صرف اور صرف

Presented by www.ziaraat.com

اے الامین المرتضی من الرسل جو میرے رسولوں میں سے میری مرضی کا مالک ہو جائے ... اے رسولؐ! تو میری مرضیوں کا بے شک مالک ہے' مگر یہ کام تیری سرکاری ڈیوٹی میں سے نہیں ہے۔ یہ تو تیرا پرائیویٹ کام ہے۔ البتہ جا میں تجھے پرائیویٹ کام کی اجازت دیتا ہوں اور چونکہ یہ پرائیوٹ کام ہے تو اس پرائیویٹ کام کرنے کی تو چاہے تو اجرت بھی مانگ لے۔"

اب پیغمبرؐ نے فرمایا:

"اگر تم مجبور کرتے ہو تو شفاعت تو میں کروں گا بشرطیکہ تم اس کی اجرت دے دو اور اجرت کیا ہے؟ **الا المودة فی القربی**......"

توجہ ہے میرے محترم سامعین!

اجرت ہے قربیٰ کی مودت! اب قربیٰ کیا ہیں؟ غور کیجئے گا! قربیٰ ہے عربی کا لفظ! قربیٰ کے ذرا ہجے کیجئے۔ "ق" پر پیش "ر" ساکن اور "ب ی" اور "ی" پر کھڑی زبر جو الف کی آواز دیتی ہے۔

ایک اور لفظ ہوتا ہے **قرباء** بروزنِ **حکماء فقراء** یعنی دوسرے حرف پر زبر ہوتی ہے.... بات ذرا غور طلب ہے یعنی ایک لفظ قربا بھی ہے اور ایک قربی ہے۔ اگر لفظ ہوتا قربٰ تو یہ اقرب کی جمع ہوتی اور مراد ہوتی قریبی عزیز۔ لیکن یہاں قربا نہیں ہے بلکہ قربی ہے۔ پہلے حرف پر حرکت ہے جبکہ دوسرا حرف ساکن ہے' تو اب اس کو یوں سمجھئے کہ عربی میں جیسے چھوٹے بچے کو صغیر کہتے ہیں تو چھوٹی بچی کو صغیرہ کہتے ہیں۔ اور اگر کوئی بہت ہی چھوٹا بچہ ہو' جسے عربی میں افعل التفضیل اور انگریزی میں "Superlative Degree" کہا جاتا ہے۔ تو اس بہت ہی چھوٹے بچے کو کہا جاتا ہے "اصغر!" اور اگر بہت ہی چھوٹی بچی ہو تو وہ کہلاتی ہے "صغریٰ"۔ اب ہجے کیجئے ص پر پیش ر ساکن اور ی پر کھڑا

الف۔ اسی طرح ایک بڑے آدمی کو عربی میں "کبیر" کہتے ہیں اور بڑی خاتون ہو تو اسے کہتے ہیں "کبیرہ" اور اگر کوئی آدمی بہت ہی بڑا ہو تو اسے کہتے ہیں "اکبر" اور ایک بہت بڑی خاتون ہو تو اسے کہتے ہیں "کبریٰ"...... یعنی سب سے چھوٹی بچی کو کہتے ہیں "صغریٰ" اور سب سے بڑی خاتون کو کہتے ہیں "کبریٰ!" بالکل اسی طرح عربی میں ایک شخص پیارا ہو تو اسے کہتے ہیں "قریب" اور ایک عورت پیاری اور عزیز ہو تو اسے کہتے ہیں "قریبہ"۔ بہت ہی پیارے عزیز کو جس سے زیادہ کوئی عزیز نہ ہو اسے کہتے ہیں "اقرب" اور ایک بہت ہی پیاری خاتون جس سے زیادہ کوئی پیارا نہ ہو' کو کہتے ہیں "قربی"...... جس سے پیاری کوئی اور خاتون ہو ہی نہ سکے وہ ہے "قربی"۔ گویا پیغمبرؐ کہہ رہے ہیں کہ میری بہت قریبی' یعنی میری سب سے زیادہ قریبی خاتون سے محبت رکھنا۔ جو کائنات میں مجھے سب سے زیادہ عزیز اور پیاری ہے اس سے مودت رکھو۔ (نعرۂ حیدری)

سامعین!

اب اگر میں گردان سناؤں تو بہت وقت لگ جائے گا Superlative Degree جو صرف ونحو میں ہے وہ کیا ہے؟ قرب سے جو افعل التفضیل ہے وہ ہے اقرب۔ کوئی ایک مرد جو بہت ہی عزیز بلکہ سب سے عزیز ہو تو اسے کہتے ہیں اقرب۔ اگر دو ہوں تو اقربان۔ دو سے زیادہ ہوں تو اقربون' **اقاربو و اقارب**۔ آگے ہے **والمونث منہ**۔ اگر مونث واحد ہو تو قربی' اگر دو عورتیں ہوں تو قربیان اور اگر دو سے زیادہ ہوں تو قربیات اور وہاں لفظ ہے قربیٰ' کہ **الا المودة فی القربیٰ** اس ایک خاتون سے جو مجھے سب سے زیادہ پیاری ہے۔

یاد رکھئے! اگر اس کی تین بہنیں اور بھی ہوتیں تو واحد کا صیغہ نہ آتا۔

Presented by www.ziaraat.com

توجہ ہے میرے سامعین!

الا المودۃ فی القربیٰ

اور میرے محترم سامعین! اب کون ہے وہ قربیٰ، جس سے مودت کا حکم ہے؟ مرکز اہل بیتؑ جس سے رسولؐ نے مودت کا حکم فرمایا...... سائنس اور فلسفے میں مرکز کی پہچان کیا ہے؟ مرکز کی پہچان یہ ہے کہ اگر مرکز پھر جائے تو اس سے جو شے وابستہ ہے وہ بھی پھر جائے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلم شریف سے لے کر سب کتابوں میں یہی جملے لکھے ہوئے ہیں **کلما دخلت فاطمۃ**۔ جس وقت جناب سیدہؑ تشریف لاتیں تو رسول اکرمؐ فوراً کھڑے ہو جاتے اور رخ فاطمہ زہراؑ کی طرف کرتے، اس لئے کہ وہ مرکز اہل بیتؑ ہے...... **ورحبھا** مرحبا کہتے اور **واجلسھا فجلسہ** جہاں خود بیٹھتے وہاں فاطمہؑ کو بٹھاتے کہ تو قربیٰ ہے۔
چنانچہ جب کبھی بھی فاطمہؑ تشریف لائی ہیں، رسول اکرمؐ نے کھڑے ہو کر استقبال کیا ہے اور یہ نہیں کہ جب صرف پیدل چل کر آئی ہوں تو پیغمبرؐ نے استقبال کیا۔ فاطمہؑ سال ڈیڑھ کی تھیں گھٹنوں کے بل چل کر آئیں تو بھی پیغمبرؐ کھڑے ہو گئے، پانچ سال کی عمر میں چل کر آئیں تو پیغمبرؐ کھڑے ہو گئے، بارہ چودہ سال کے سن میں تشریف لائیں تو پیغمبرؐ کھڑے ہو گئے اور جب پیغمبرؐ اس دنیا سے رخصت ہوئے تو اس وقت شہزادیؑ کی عمر ۱۸ سال تھی، گویا ۱۸ سال تک کھڑے ہو کر پیغمبرؐ نے اس قربیٰ کا استقبال کیا۔ جس قربیٰ کا استقبال سردار عالمینؐ کھڑا ہو کر کرتا رہا ہو کیا اس کے دل میں یہ بات نہیں بیٹھ جائے گی کہ میں اب جہاں جہاں جاؤں گی، میرا استقبال اسی طرح ہی ہو گا...... اب میں جہاں جاؤں گی میری یونہی تعظیم ہو گی۔

سامعین!

کسی کا دل دکھے نہ دکھے ہر مومن کا دل دکھا ہوا ہے۔ فاطمہؑ یہی سوچ کر ایک جگہ

چلی گئی کہ میرا شایان شان استقبال ہو گا۔ مگر جسے رسولؐ آتے ہی استقبال کے بعد اپنے پاس بٹھاتے تھے وہ امت کے دربار میں چار گھنٹے کھڑی رہی۔ کسی کی زبان سے نہ نکلا کہ اے رسولؐ کی قربیٰ! آپؑ تھک گئی ہوں گی، بیٹھ جایئے...... اور کسی نے یہ نہ کہا کہ آپ خود کیوں دربار میں تشریف لائیں، ہمیں بلا لیا ہوتا؟
اب فاطمہؑ رحمت اللعالمینؐ کی بیٹی تھیں، رحمت کو عزیز تھیں، رحمت کو پیاری تھیں، رحمتؐ کے لہجے میں بول رہی تھیں، طبیعت میں کوئی تیزی نہیں آئی، مزاج میں غصہ نہیں آیا، بڑے آرام سے کہہ رہی تھیں:

> ''میرے باپ کے دوستو! مجھے پہچانو، میں فاطمہؑ ہوں۔ تم اچھی طرح جانتے ہو کہ میرا باپ مجھ سے کتنی محبت کرتا تھا۔ میں تم سے حکومت نہیں مانگتی، تخت و تاج نہیں مانگتی، میرے بچوں کا واحد گزارۂ معاش یہ زمین کا ٹکڑا ہے، یہ مجھے واگزار کر دو۔''

بس اتنا کہا۔ کیا جواب ملا؟ میں سید ہوں، دنیا سید مجھ کو بھی کہتی ہے حقیقت کا علم اللہ کو ہے، میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ بس جو جواب ملا سن کر گھر آ گئی۔
گھر کے دروازے پر کھڑی تھی چھوٹی فاطمہؑ، اس نے بسم اللہ کہہ کر ماں کا استقبال کیا اور صرف اتنا پوچھا:

> ''ماں! دربار میں کیا گزری؟''

ماں نے بیٹی کا ماتھا چوم کر ایک فقرہ کہا:

> ''بیٹا! میں جو دربار کی حالت آج دیکھ کر آ رہی ہوں، اگر یہی حالت رہی تو تیری چادر کی خیر نہیں......''

وہ چھوٹی تھی (زینبؑ) علیؑ کی بیٹی، بڑی فاطمہؑ تھی نبیؐ کی بیٹی۔ نبیؐ کی بیٹی میں اپنے باپ کی جھلک تھی اور علیؑ کی بیٹی میں اپنے باپ کی...... یہ چلتی تھی تو نبیؐ لگتی تھی، وہ چلتی تھی تو علیؑ لگتی تھی۔ جب یہ جا رہی تھی تو گھر کے سامنے مسجد تھی، مسجد میں جانا تھا۔ ہاشمی

Presented by www.ziaraat.com

عورتوں کا پردہ تھا۔ سلمان فارسیؓ کی نگاہیں قدموں پر پڑ گئیں تو وہ چیخ مار کر بے ہوش ہو گیا اور کہتا تھا:

"لوگو! کھڑے ہو جاؤ دیکھو تو رسولؐ آ رہا ہے' بالکل رسولؐ جیسی چال ہے اس کی!"

یہ چلتی تھیں تو بالکل نبیؐ لگتی تھیں اور علیؑ کی بیٹی بولتی تھیں تو بالکل علیؑ لگتی تھیں۔ دونوں میں کوئی چیز جمع نہ ہو سکی۔

آج محرم کی پہلی تاریخ ہے میں دست بہ دعا ہوں کہ اللہ تمہیں سوائے اس غم کے کسی غم میں نہ رلائے۔

نبیؐ کی بیٹی اور علیؑ کی بیٹی میں رحمت اور جلال کا فرق تھا' کوئی شے دونوں میں اکٹھی نہ ہوئی۔ مگر ایک شے دونوں میں اکٹھی ہو گئی کہ دونوں کو دربار میں جانا پڑا۔ نبیؐ کی بیٹی کو بھی دربار جانا پڑا اور علیؑ کی بیٹی کو بھی دربار جانا پڑا۔ البتہ دونوں کے دربار جانے میں بہت فرق تھا' جب نبیؐ کی بیٹی دربار گئی تو گھر کے قریب ہی کھڑی تھی۔ لیکن جب علیؑ کی بیٹی دربار میں گئی تو ایمان سے بتانا کیا گھر کے پاس ہی گئی تھی؟ گھر سے ہزاروں میل دور' پردیس کا مقام' کوئی واقف نہیں' کوئی شناسا نہیں...... اور جب واپس آئی......

دیکھو میرے دوستو!

آج محرم کی پہلی تاریخ ہے' اس مناسبت سے میں ایک بات عرض کرتا ہوں کہ جب خانوادۂ آلِ محمدؐ کربلا کی طرف چل رہا تھا تو آپ نے بھی تواریخ میں پڑھا ہو گا اور علماء اور ذاکرین سے سنا ہو گا کہ سرکار سید الشہداءؑ نے ناناؐ کے مزار پر حاضری دی' پھر ماں کے مزار پر گئے' پھر بھائی کے مزار پر گئے' حسینؑ ہر مزار پر گئے۔ مگر کسی تاریخ میں یہ نہیں ملتا کہ علیؑ کی بیٹی گھر سے نکلتے ہوئے ناناؐ کے روضے پر گئی ہو' ماں کے پاس گئی ہو یا بھائی حسنؑ کی قبر پر گئی ہو۔ مجھے کہیں نہیں ملا...... بھائی گیا' مگر بہن نہیں گئی...... کیوں؟ آخر کیوں؟

اس لئے کہ دونوں بہن بھائیوں نے یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ مدینے سے جاتے وقت ان سبھی مزاروں پر بھائی حسینؑ تم جاؤ گے اور جب درباروں سے واپسی ہو گی تو ناناؐ کے روضے پر بھی میں جاؤں گی' بھائی حسنؑ کے پاس بھی میں جاؤں گی اور ماں کی قبر پر بھی میں جاؤں گی اور وہاں جا کر میں بتاؤں گی کہ اماں دربار میں تو بھی گئی تھی اور میں بھی ہو کر آئی ہوں' مگر تیرا جانا اور تھا' اور میرا جانا اور ہے۔

سامعین گرامی!

یہ ہے وہ خلاصہ اس داستان حسرت کا' جس کی ابتداء مدینے سے ہوئی اور انتہا شام پر...... آج میں نے اس بیان کی بنیاد رکھ دی ہے۔ کل سے انشاء اللہ سے آگے پڑھ لیں گے۔ میں دعا کرتا ہوں کہ خداوند عالم بانی مجلس کی تمناؤں کو پورا کرے اور آپ کے ہر سانس کو محرم میں عبادت شمار فرمائے اور یہ ذکر بڑے امن و امان سے چلتا رہے اور تمام ملت مسلمہ مل کر اس ذکر کو عام کرے۔

☆●☆●☆

Presented by www.ziaraat.com

مجلس دوئم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قل لا اسئلکم علیه اجرا الا المودة فی القربی

حضرات محترم!

تلاوت کی گئی اس آیہ مبارکہ کا ترجمہ آپ کے بچوں کو بھی یاد ہے کہ میں تم سے کوئی سوال نہیں کرتا سوائے اس کے کہ تم میرے قربیٰ سے محبت رکھو' یعنی رسولؐ اجرتِ رسالت مانگ رہے ہیں کہ میرے قربیٰ سے رشتہ مودت استوار کرنا۔

دوستانِ محترم!

پیغمبر اکرمؐ کی زندگی کے تمام لمحات قربیٰ اور قربیٰ کے متعلقین کا تعارف کروانے میں گزر گئے اور پھر وہ ہستی کہ جس کے اذکار سننے کے لئے آج ایک دنیا گھروں سے نکل کر مجالس میں بیٹھی دکھائی دیتی ہے اس کا تعارف نبی اکرمؐ نے بار بار کرایا تھا' کبھی کمر مبارک پر بٹھا کر' کبھی شانہ ہائے اطہر پر سوار کر کے' کبھی اپنی زلفیں اس کی معصوم مٹھیوں میں دے کر اور صرف یہ ہی نہیں ساتھ ساتھ یہ بھی فرماتے تھے:

''میں تیری سواری ہوں اور یہ میری زلفیں نہیں تیری سواری کی مہار ہیں۔''

یہ وہ واقعہ ہے کہ جس کے راوی خلیفۃ المسلمین' خلیفہ ثانی ہیں اور حضرت علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش نے اسے اپنی کتاب کشف المحجوب میں اس روایت کو اس طرح درج کیا ہے:

''حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا کہ یہ شہزادہ دوشِ رسولؐ پر سوار تھا' رسولؐ کی زلفیں اس کے ہاتھ میں تھیں اور رسولؐ اس کے اشاروں پر بول رہے تھے اور یہ فرما رہے تھے کہ گویا میری زلفیں تیری باگیں ہیں اور میں تیری سواری ہوں۔''

مہار کسے کہتے ہیں آپ مجھ سے بہتر جانتے ہیں۔ مہار اس شے کا نام ہے کہ جس کے ذریعے سواری کو روک لو اور جدھر موڑنا چاہو موڑ لو۔ اب دیکھئے! حسینؑ کے اشاروں پر کون مڑ رہا ہے؟ وہی نا! جس کے بارے میں انبیاءؑ کو حکم ہے کہ تم میرے حبیبؐ پر ایمان لاؤ اور نہ صرف ایمان لاؤ بلکہ اس کی مصیبتوں میں بھی کام آؤ...... تم آدمؑ سے لے کر عیسیٰؑ تک جتنے نبیؑ ہو پیغمبر آخرالزمانؐ کے پیچھے چلو گے۔ گویا آدمؑ اُدھر مڑیں گے جدھر رسولؐ مڑیں گے' موسیٰؑ اُدھر مڑیں گے جدھر رسولؐ مڑیں گے' عیسیٰؑ ادھر چلیں گے جدھر رسولؐ چلیں گے...... نوحؑ' یعقوبؑ' زکریاؑ' شعیبؑ گویا جتنے نبی ہیں سبھی ادھر مڑیں گے جدھر رسول معظمؐ مڑیں گے۔ اور سرکار رسالتؐ ادھر مڑیں گے جدھر حسینؑ موڑیں گے۔

سامعین!

حسینؑ کے ہاتھ میں یہ زلفیں نہیں ہیں بلکہ ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیوںؑ کی آبرو حسینؑ کی ننھی ننھی مٹھیوں میں ہے۔ (ارے بھائی نیاز بیگ والو! میں بالکل آسان الفاظ میں یہ کیوں نہ عرض کرتا چلوں) کہ اللہ کی اتنی بڑی رسالت کا رخ موڑ دینا حسینؑ کے بچپن کا کھیل ہے اور جس کے بچپن کا کھیل یہ ہے' اس کی جوانی کا حال کیا ہوگا؟

برادران اہل سنت کے حنفی مسلک کے بہت بڑے عالم قاضی سلیمان نقشبندی الحنفی

Presented by www.ziaraat.com

القندوزی کی کتاب ینابیع المودة کی روایت پیش کئے دیتا ہوں۔ میں مناظر ہوں نہ کوئی بڑا عالم! میں تو ادنیٰ سا طالب علم ہوں۔ میں نے کبھی کسی کتاب کا حوالہ نہیں دیا' لیکن یہاں پر اس لئے حوالہ دے رہا ہوں کہ کوئی یہ نہ کہے کہ اپنی طرف سے کہہ رہا ہے۔

مسجد مدینہ کے منبر پر آفتاب رسالت چمک رہا تھا اور تمام صحابہ رسولِ معظمؐ کے گرد حلقہ کئے ہوئے بیٹھے تھے۔ آبِ وحی سے دھلی ہوئی زبان سے چشمہ فیض چل رہا تھا اور خطیب وہ تھا کہ جس کے لئے پوری کائنات کے ذرے ذرے کو یہ حکم ہے:

''جب میرا حبیبؐ خطبہ دے رہا ہو تو ساری کائنات ہمہ تن گوش ہو جائے۔''

ساری کائنات میں سناٹا تھا' ہوائیں رک رک کر دیکھ رہی تھیں ستارے جھک جھک کر زیارت کر رہے تھے' ارواح انبیاءؑ قریب ہو ہو کر سن رہی تھیں' عیسیٰؑ دیکھ رہے تھے' موسیٰؑ ملاحظہ کر رہے تھے' یعقوبؑ مشاہدہ کر رہے تھے' یوسفؑ سکتے میں کھڑے تھے اور ذات واجب نے فرشتوں کو حکم دے رکھا ہے کہ جیسے ہی میرے حبیبؐ کی زبان سے کوئی لفظ نکلے' اسے فوراً کُن سے فیکون کے سانچے میں ڈھال دو۔ یہ بشر نہیں ہے کہ عالم خلق سے ہو' بلکہ یہ مصطفیٰؐ ہے جو عالم امر سے ہے۔ اس کے ہر ہر حکم کی تعمیل ہونا ضروری ہے اور بقول صاحب کتاب جب پیغمبر دینؐ احکامات سنا رہے تھے تو اچانک ان کی نظریں دروازے کی طرف مرکوز ہو گئیں۔ صحابہ نے مڑ کر دیکھا کہ وہی چھوٹا شہزادہ جو زلفیں پکڑ کر جدھر چاہتا تھا رخ موڑ دیتا تھا' وہ آہستہ آہستہ مسجد نبویؐ کی طرف قدم بڑھا رہا ہے۔ (اب روایت سن لیں!) صاحب کتاب کہتے ہیں کہ یونہی شہزادے نے دروازے پر قدم رکھا تو اس کا قدم اپنی عبا کے دامن سے الجھ گیا' قریب تھا کہ شہزادہ زمین پر گر جاتا مگر پیغمبرؐ نے خطبہ چھوڑا اور بجلی کی سی تیزی سے شہزادے کی جانب بڑھے۔ صحابہ کرام کے درمیان سے گزرے اور فاطمہؑ کے لال کو زمین پر گرنے سے پہلے اپنی آغوش میں لے لیا' شہزادے کا ماتھا چوما' اسے پیار کیا' سینے سے لگایا اور اٹھا کر سیدھا منبر پر آ گئے۔ پھر خطبے کا یوں آغاز کیا:

ایھا الناس! ھذا حسینؑ فاعرفوہ

''اے لوگو! یہ میرا حسینؑ ہے' اسے اچھی طرح پہچان لو۔''

اب میرے سنی شیعہ بھائیو! مجھے سوچ سمجھ کر ایک بات بتاؤ کہ میں تقریر کر رہا ہوں' ملک صاحبان نے بڑی جستجو سے میرے ٹائم تبدیل کروائے مجھے بلوایا گیا' پھر آپ لوگوں کو یہاں آنے کی زحمت دی۔ اب میں جو تقریر کر رہا ہوں ظاہر ہے کہ میں اس میں فضائل و مصائب بھی بیان کروں گا اگر اچانک دوران تقریر ہی میں دیکھوں کہ میرا نواسہ' میرا بھتیجا یا میرا پوتا آ جائے اور گرنے لگے تو خدا کی قسم! میں تقریر چھوڑ کر اس کو نہیں اٹھاؤں گا۔ اتنا اہم کام جو میں کر رہا ہوں وہ چھوڑ کر ہرگز نہیں جاؤں گا' بلکہ اتنی عقل رکھتا ہوں کہ وہ گر جائے تو کوئی بزرگ اسے اٹھا لے گا اور رونے سے چپ بھی کرا لے گا اور اگر میں خود جاؤں تو آپ سب چہ میگوئیاں کریں گے کہ یہ عجیب شخص کہ اتنے بڑے کام کو چھوڑ کر معمولی سے کام کے لئے اتنا بڑا مجمع ٹاپ کر جا رہا ہے' اسے آداب (Etiquettes) کا بھی خیال نہیں ہے۔

بھئی! اب میری سمجھ میں یہ بات نہیں آئی کہ جو کام مجھ جیسے نااہل کے شایان شان نہیں ہے' وہ کام سردار عالمینؑ نے کیسے کر لیا؟

میرے محترم سامعین!

کیا ہو گیا پیغمبرؐ کو؟ ایک بچے کو اٹھانے کے لئے منبر چھوڑ کر خود چلے آئے' حالانکہ اتنے صحابہ کرام وہاں تشریف فرما تھے ان میں سے کوئی بھی بچے کو اٹھا سکتا تھا...... اور وہاں نیاز بیگ کا مجمع بھی تو تھا نہیں' صحابہ کرام کا مجمع تھا' لیکن پیغمبرؐ پھر بھی مجمع کو چیرتے ہوئے بچے تک جا پہنچے۔

اور اچھا اگر میں اپنے بچے کو اٹھا بھی لوں تو چپ کروا کر وہیں چھوڑ دوں گا' منبر پر تو نہیں لاؤں گا' نا! مگر رسولؐ کا عمل دیکھئے! کہ انہوں نے بچے کو اٹھایا' منہ چوما اور پیار فرماتے ہوئے سیدھا لے جا کر منبر پر بٹھا دیا اور تقریر کا آغاز یہاں سے کیا:

Presented by www.ziaraat.com

"یہ حسینؑ ہے' اسے پہچان لو....."

بھئی! میری سمجھ میں اس سے یہی بات آئی کہ پیغمبرؐ کی گفتگو کا یہ انداز ہر مذہب کے لوگوں کے لئے ایک سا ہے' کیونکہ فاطمہؑ کا لال صرف ایک مذہب کی میراث تو ہے نہیں' پوری انسانیت کے لئے سرمایہ افتخار ہے۔ اسی لئے ہر کوئی مجلس حسینؑ میں کھنچا چلا آتا ہے' ہندو' سکھ' عیسائی..... اور کسی مسلمان کی تو میں بات ہی نہیں کرتا کہ وہ ہمارا مہمان نہیں ہے' بلکہ وہ تو حسینؑ ابن علیؑ کا مہمان ہے۔

اب میں یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ جو کام مجھ جیسا نااہل اور گنہگار نہیں کر سکتا' تو پیغمبر اعظمؐ کو کیا ہوا کہ اس نے وہی کام کیا اور مجمع چیرتے ہوئے جا کر بچے کو گود میں اٹھا لیا اور صرف اٹھایا ہی نہیں بلکہ چومتے اور پیار کرتے ہوئے منبر پر لے آئے اور پھر برسر منبر اس کے فضائل شروع کر دیئے۔

عزیزانِ محترم!

میرا بیٹا گرے' نواسہ گرے' یا بھتیجا گرے بلکہ کوئی بھی گرے تو میں اسے منبر چھوڑ کر ہرگز نہیں اٹھاؤں گا' لیکن اس دیوار پر اگر قرآن رکھا ہو اور وہ ہوا کے جھونکے سے نیچے گر پڑے تو کیا میں اپنی تقریر جاری رکھوں گا؟ میں ہر مذہب کے علماء سے پوچھتا ہوں کہ کیا میں اسے گرنے دوں گا؟ یقیناً اب تقریر مجھ پر حرام ہو جائے گی اور میں لپک کر اس گرتے ہوئے قرآن کو ضرور اٹھاؤں گا اور اگر میں تقریر کرتا رہوں اور قرآن گر پڑے تو مجھ پر کفارہ واجب ہو جائے گا اور معزز سامعین کی طرف سے جرمانہ بھی ہو گا کہ مولوی صاحب! تم تقریر کرتے رہے اور قرآن گر گیا۔ چنانچہ پیغمبر اکرمؐ کا عمل یہ بتا رہا ہے کہ گرنے والا کوئی عام بچہ نہیں تھا' کیونکہ اگر عام بچہ ہوتا تو رسول معظمؐ اس کو ہرگز نہ اٹھاتے۔ رسول معظمؐ کا اس بچے کو منبر سے اتر کر اٹھانا اور چومنا یہ بتا رہا ہے کہ یہ کوئی عام بچہ ہرگز نہیں گرا' بلکہ قرآن ناطق زمین پر گر گیا ہے۔

اور عین ممکن ہے کہ میں بھی گرتے ہوئے قرآن کو اٹھاؤں' آنکھوں سے لگاؤں' چوموں اور منبر پر لا کر رکھ دوں اور پھر اسے کھول کر اس کے ایک پارے کی تلاوت شروع کر دوں اور پھر تفسیر بیان کرنے لگوں۔ پیغمبرؐ نے بھی قرآنِ ناطق کے پارے کو اٹھایا' اسے منبر پر لائے اور پھر اس کی تلاوت شروع کر دی:

هذا حسينٌ

"یہ حسینؑ ہے۔"

اور اگر آپ اجازت دیں تو میں پیغمبرؐ کی زبان سے ایک قصیدہ بیان کر دوں:

"اور اگر زندگی کے کسی موڑ پر اس کی مدد کی ضرورت پڑے تو تم پر لازم ہے کہ تم اس کی مدد کرو۔"

اب اس قصیدے کے مصرعے سمجھیں..... رسولؐ کی زبان سے.....! رسولؐ نے فرمایا:

"سنو! میں جس کا تعارف کروا رہا ہوں' یہ کون ہے؟ اس کا دادا یوسفؑ ابن یعقوبؑ کے دادا سے افضل ہے' جده فی الجنة اس کا دادا جنتی ہے' جدته فی الجنة اس کی دادی جنتی ہے' عمه فی الجنة اس کا چچا جنتی ہے' عمته فی الجنة اس کی پھوپھی جنتی ہے' اخوه فی الجنة اس کا بھائی جنتی ہے' اخته فی الجنة اس کی بہن جنتی ہے' ابوه فی الجنة اس کا باپ جنتی ہے' امه فی الجنة اس کی ماں جنتی ہے' آله فی الجنة اس کی اولاد اطہار جنتی ہے' ادھر دیکھو! انا جده فی الجنة میں اس کا نانا جنتی ہوں' جدته فی الجنة اس کی نانی جنتی ہے' و محبه فی الجنة اس کا چاہنے والا جنتی ہے' و محب محبه فی الجنة اس کے چاہنے والوں کا چاہنے والا بھی جنتی ہے۔"

(نعرۂ حیدری!)

Presented by www.ziaraat.com

یہ پیغمبرؐ کے کہے ہوئے فقرے ہیں' یہ کسی ذاکر کے نہیں' کسی مولوی کے نہیں نہ کسی خطیب کے......پیغمبرؐ بذات خود فرما رہے ہیں:

''اس کو پہچان لو' اس کا دادا جنتی' اس کی دادی جنتی' اس کا چچا جنتی' اس کی پھوپھی جنتی......''

ارے پیغمبرؐ نے سب رشتے گنوا دیئے' لیکن میں نے کسی روایت میں نہیں پڑھا کہ پیغمبرؐ نے کہا ہو اس کی خالائیں جنتی ہیں......ارے! اگر اس کی ماں کی اور بہنیں بھی ہوتیں تو پیغمبرؐ ان کا نام بھی تو لے لیتے۔

ارشاد فرمایا:

''اس کا باپ جنتی ہے' اس کی ماں جنتی ہے' اس کا بھائی جنتی ہے' اس کی بہن جنتی ہے' اس کی اولاد جنتی ہے اور حد یہ ہے کہ اسے چاہنے والا بھی جنتی اور اس کے چاہنے والوں کا چاہنے والا بھی جنتی ہے۔''

(نعرۂ حیدری......یا علیؑ یا علیؑ یا علیؑ حق حیدر)

عزیزانِ محترم!

میرے دوستو! جدہ فی الجنۃ حسینؑ کا دادا جنتی ہے' کون ہے حسینؑ کا دادا؟ جس کا نام ہے عمرانؑ! جس کی کنیت ہے ابوطالبؑ! نام عمرانؑ' کنیت ابوطالبؑ! یہ کنیت کیا ہوتی ہے؟ ابوطالبؑ نام نہیں ہے' یہ تو دشمن کی چال تھی کہ حسینؑ کے دادا کی کنیت نام کی جگہ مشہور کر دی اور لفظ عمرانؑ پر پردے ڈال دیئے۔ صرف اس لئے کہ جب قرآن کی تلاوت کرنے والا سورۂ آل عمران کی تلاوت کرے تو یہ پتہ نہ چل سکے کہ یہ کس کی آل کی فضیلت بیان ہو رہی ہے؟...... نام عمرانؑ ہے اور کنیت ابوطالبؑ ہے۔ یہ کنیت ابوطالبؑ کب پڑی؟......اور یہ ہر علاقے کے شرفاء کا دستور ہے کہ بیویاں اپنے شوہروں کا نام نہیں لیتیں' کوئی بیٹا یا بیٹی ہو تو اس کی نسبت سے نام لیتی ہیں۔ یہی دستور عرب کے شریف گھرانوں کا

تھا' اب جب طالب پیدا ہوئے تو کنیت پڑی ابوطالبؑ......

اور لوگ تو آج تک ان بحثوں میں پڑے ہوئے ہیں کہ ابوطالبؑ مومن تھے یا نہیں' مسلمان تھے یا نہیں؟ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ان بحثوں میں پڑنا فضول وقت ضائع کرنے کے مترادف ہے' جسے ابوطالبؑ کے ایمان پر شک ہے مجھے اس کے پورے خاندان کے ایمان پر شک ہے۔

ارے بھئی!

جس کے بارے میں اللہ یہ کہے:

ان اللہ اصطفیٰ آدم و نوحا و آل ابراھیم و آل عمران علی العالمین

جس کے لئے خود اللہ فرما رہا ہو کہ آدمؑ بھی چنا گیا' نوحؑ بھی چنا گیا' گویا آدمؑ و نوحؑ تو چنے گئے لیکن ان کی آل نہیں چنی گئی' جبکہ پھر فرمایا گیا و آل ابراھیم ابراہیمؑ آل سمیت چنے گئے اور و آل عمران' عمرانؑ بھی اپنی آل سمیت چنے گئے اور جو خود چنا ہوا نہ ہو' اس کی آل بھی نہیں چنی جاتی۔ اب ان کو قیامت تک کے لئے اللہ نے چن لیا......مگر مفسرین نے یہاں بحث شروع کر دی کہ عمران سے کونسا عمران مراد ہے؟ تاریخ کی ورق گردانی سے پتہ چلا کہ عمران تین ہوئے ہیں' جو مشہور زمانہ تھے' ایک حضرت موسیٰؑ کے باپ' دوسرے حضرت عیسیٰؑ کے نانا اور تیسرے میرے مولا علیؑ کے والد ابی طالبؑ کا نام تھا عمرانؑ......اب علماء نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ عمران سے مراد حضرت موسیٰؑ کے والد ہیں' کچھ نے کہا حضرت عیسیٰؑ کے نانا ہیں' ہم مسکینوں کا کہنا تھا کہ اس سے میرے مولاؑ مراد ہیں...... میں اس بحث میں وقت ضائع نہیں کرنا چاہتا' آپ صرف اس آیہ مبارک پر غور کریں' کہا:

و آل عمران علی العالمین

Presented by www.ziaraat.com

"عمران کی آل کو چنا گیا قیامت تک کیلئے......"

گویا عمران کے ساتھ آل کا ہونا بھی ضروری ہے' جبکہ حضرت موسیٰؑ کی ایک بیٹی ہوئی جس کا نام "خرطوم" تھا اور اس سے حضرت موسیٰؑ کی نسل مزید آگے نہ چل سکی' یعنی حضرت موسیٰؑ کے والد عمران کی آل خرطوم تک ختم ہو گئی اور حضرت مریمؑ کے والد عمران کی آل حضرت عیسیٰؑ تک پہنچی تو انہوں نے شادی کی نہ بیاہ' گویا ان کی نسل بھی ختم ہو گئی۔ اب ساری دنیا کے مولوی صاحبان مجھے وہ عمران تلاش کر کے دیں جس کی آل آگے چلی ہو......
اس بحث میں پڑنے کی تو ضرورت ہی نہیں کہ ابوطالبؑ (عمران) مسلمان تھے یا نہیں تھے' مومن تھے یا نہیں تھے! بلکہ میں تو سب مولویوں سے دست بستہ عرض کروں گا کہ ہم سنی شیعہ دونوں کا مشترکہ مطالبہ ہے کہ

"عمران دے ٹکروں لبہ جاؤ!"

اس لئے کہ عمران سے اسلام کے دونوں بڑے فرقوں کا اک نازک رشتہ ہے۔

عزیزانِ گرامی!

میری بات غور سے سنئے گا! اہل سنت کا بھی' شیعوں کا بھی! اس لئے کہ سنیوں کے چوتھے اور آخری خلیفہ کے باپ کا نام ہے عمرانؑ۔ اور شیعوں کے پہلے خلیفہ کے والد کا نام ہے عمرانؑ ...... بڑے غور سے سنئے گا! چونکہ ہمارے پہلے امامؑ اور اہل سنت کے آخری خلیفہ کا نام علیؑ ہے۔ اس لئے اب علیؑ کے نام پر بحث ختم کر دینی چاہئے کہ علیؑ دونوں فرقوں کا مشترکہ خلیفہ اور ولی ہے اور عمرانؑ علیؑ کے والد محترم کا نام ہے' لہٰذا ہم سب کا ان دونوں باپ بیٹے سے گہرا تعلق ہے۔

اور اگر اب بھی بحث کے دروازے بند نہ ہوئے تو میں پوچھوں گا کہ عمرانؑ کا قصور کیا ہے؟ اس نے کسی کا دل دکھایا ہو' کسی کو زخمی کیا ہو' کسی کو مارا ہو...... اصل وجہ صرف علیؑ دشمنی ہے۔ اہل سنت کے مشہور عالم مولانا حفظ الرحمٰن نے یہاں تک لکھ دیا ہے کہ

انؑ کا اس کے علاوہ کچھ قصور نہیں ہے کہ وہ علیؑ کا باپ ہے۔ تو بھائی علیؑ کا باپ ہونا رانؑ کے اختیار میں تو نہیں ہے۔

وستو!

کوئی کسی کا باپ ہو' کوئی کسی کا بیٹا ہو' یہ کسی کے اختیار میں نہیں۔ یہ تو اللہ کے یار میں ہے...... وہ چاہے تو کسی ہندو کے گھر پیدا کر دے' چاہے تو کسی سکھ کے گھر پیدا کر ے چاہے تو کسی عیسائی کے گھر پیدا کر دے' چاہے کسی کافر کے گھر پیدا کر دے اور چاہے تو ے گھر میں پیدا کر دے۔ (نعرۂ حیدری!)

یہ سب تو اللہ کے اختیار میں ہے' اس میں عمرانؑ کا کیا قصور ہے؟ لہٰذا اگر عمرانؑ کا ی گناہ ہے کہ وہ علیؑ کا باپ ہے تو اس بحث کے دروازے ہمیشہ کے لئے بند کر دینے ہئیں اور اگر اس بحث کے دروازے کھلے رکھے گئے' تو پھر علیؑ ہی کے باپ پر بحث کیسی؟ ر تو ہر ایک کے باپ پر بحث ہو گی کہ کس کا باپ کیا تھا' کس کا باپ کیا تھا...... اور میں کہتا وں کہ علیؑ تو خوش نصیب ہے کہ ابوطالبؑ کی صورت میں علیؑ کا باپ تو ہے! اور اس عتبار سے تو علیؑ انتہائی خوش نصیب ہیں کہ انہیں ابوطالبؑ جیسا باپ ملا اور کسی کو بھی اس میں کچھ ختلاف نہیں کہ مولا علیؑ کا باپ ہے اور ایک ہے...... اور اب میں اس سے زیادہ وضاحت ہیں کر سکتا' پوری کی پوری تاریخیں اس امر کی گواہ ہیں کہ اگر میں ایسے ایسے نام تلاش کر کے وں کتابوں سے تو پھر بحث خطرناک حد تک چلی جائے گی۔

مومنو!

صد شکر کہ علیؑ کا باپ ہے اور ایک ہے ابوطالبؑ' ورنہ تواریخ میں تو ایسے ایسے نام بھی ملتے ہیں کہ ابن مسافر! اب پوچھو کہ یہ کس کا بیٹا ہے؟ ابن عوام' ابن کثیر...... یہ نام کتابوں میں موجود ہیں کہ نہیں ہیں؟

Presented by www.ziaraat.com

میرے محترم سامعین!

جس نے اپنی پوری زندگی حفاظت رسولؐ میں گزار دی ہو اور جس نے شعب ابی طالب میں اپنے سگے بیٹوں کو سال ہا سال مسلسل لٹایا ہو اور آدھی آدھی رات کو محمد مصطفیٰؐ کو اٹھا اٹھا کر محفوظ جگہ پر سلایا ہو' تاکہ حملہ ہو جائے تو اللہ کا رسولؐ اور آمنہؑ کا لالؐ ہر بلا سے محفوظ رہے اور پھر نبیؐ کی جگہ اپنے بیٹوں کو ایک دو دفعہ نہیں لٹایا' دو دفعہ نہیں' تین دفعہ نہیں بلکہ کئی دفعہ ایسے کیا ہے کہ محمدؐ بچ جائیں اور میرے بیٹے چاہے ذبح ہو جائیں۔

میری سمجھ میں تو مولوی صاحبان کی بات آئی نہیں کہ جو اپنی اور اپنے بیٹوں کی جان تک رسولؐ پر قربان کرنے کے لئے ہمہ دم تیار ہو' وہ تو مومن بھی نہیں! اور جو جان بچا کر بھاگ نکلے وہ امیرالمومنین ہے.....! یہ معمہ میری سمجھ میں نہیں آیا۔

عزیزانِ گرامی!

میں ایک بات پوچھتا ہوں کہ حضرت ابراہیمؑ نے اپنے بیٹے کو چھری کے نیچے لٹایا تھا؟ (ہاں یا نہیں میں جواب دو!) تو ابراہیمؑ کہلائے' خلیل اللہ اور اسمٰعیلؑ کہلائے ذبیح اللہ! اب آپ ہی بتایئے کہ حضرت اسماعیلؑ ذبح ہو گئے تھے؟ نہیں نا! تو پھر وہ ذبیح اللہ کیسے ہو گئے اور ابراہیمؑ کا لقب خلیل اللہ کیسے ہو گیا؟ کیا انہوں نے اپنے بیٹے کی گردن جدا کی تھی؟..... لیکن اس طرح کے سوالوں پر شیعہ سنی علماء ڈانٹ کر کہیں گے کہ میاں! آپ کو اتنا علم نہیں ہے اللہ عمل سے زیادہ نیت کو دیکھتا ہے اور نیت کی جزا دیتا ہے۔ وہ ذبح ہوئے ہوں یا نہ ہوئے ہوں' ابراہیمؑ نے چونکہ اپنے بیٹے کو لٹا کر چھری اس کی رگ گلو پر رکھ دی تھی اور ان کا ارادہ تھا کہ وہ اسماعیلؑ کو ذبح کر دیں۔ اب اگر اللہ نے اسماعیلؑ کو خود ہی بچا لیا تو ابراہیمؑ کی نیت تو ذبح کرنے ہی کی تھی نا! اور اسماعیلؑ ذبح ہونے کے لئے بسر و چشم تیار ہو گئے تھے۔ ان کا چھری کے نیچے لیٹ جانا اس بات کا بین ثبوت ہے کہ وہ ذبح ہونے کے

لئے پوری طرح تیار اور راضی بہ رضا تھے' چنانچہ اللہ تعالیٰ نے نیت کی جزا دی اور وہ ذبیح اللہ کہلائے۔

میں کہتا ہوں کہ ابراہیمؑ نے اسماعیلؑ کے گلے پر کتنی دیر کے لئے چھری رکھی؟ گھنٹہ؟ دو گھنٹے؟ یہی ایک دو پل کے لئے نا! اور پھر پھیر دی..... اور جب چھری پھیر کر آنکھوں سے پٹی کھولی تو دیکھا کہ دنبہ ذبح ہوا پڑا ہے اور بیٹا پاس ہی کھڑا مسکرا رہا ہے' مگر نیت کا پھل یہ ملا کہ چند لمحے بیٹے کو چھری کے نیچے رکھ کر باپ خلیل ہو گئے' بیٹا ذبیح ہو گیا.......

اور اب جو ابوطالبؑ اپنے بیٹوں سمیت حبیب خداؐ کے تحفظ کے لئے اور رضائے خدا کے حصول کے لئے مسلسل تین سال تک کافروں کی تلواروں اور خنجروں کا سامنا کرتے رہے' ان کا مقام کیا ہو گا.....؟

بھئی!

مجھے حساب کر کے بتا دو کہ تین سال میں کتنی راتیں ہیں؟ کم از کم' کم از کم ہزار راتیں تو ہوتی ہیں نا!..... تو اب میرے پاس ابوطالبؑ کے تعارف کے لئے اس سے زیادہ الفاظ نہیں کہ جذبہ ابراہیمیؑ کو کم از کم ہزار سے ضرب دیں اور جو حاصل ضرب نکلے وہ ہو گا جذبہ ابوطالبؑ..... اور یہ بھی یاد رکھئے کہ اگر ہجرت کی شب چمکتی ہوئی تلواروں کے سائے میں ابوطالبؑ کا بیٹا سو جائے تو یہ جہاں اس کے بیٹے کا ذاتی کمال ہے' وہاں ابوطالبؑ کی ڈالی ہوئی عادت کا نتیجہ بھی ہے.....! ظاہر ہوا کہ اسی گھرانے کی تو پوری زندگانی ہی تاریخ قربانی ہے' گویا یہ گھرانہ اپنی پوری تاریخ میں راہِ خدا اور نصرت رسول معظمؐ کے لئے ذبح ہو جانے کے لئے ہر لمحہ تیار رہا.......

عزیزانِ گرامی!

اب اسی مناسبت سے ایک ہستی کا تذکرہ میں کروں گا' جو اسی ابوطالبؑ کی نسل کی

Presented by www.ziaraat.com

پہلی قربانی تھی...... ابوطالبؑ کے چار بیٹے تھے' پہلے طالبؑ' دوسرے عقیلؑ' تیسرے جعفرؑ اور چوتھے علیؑ...... اور اسی ابوطالبؑ کی نسل تھی جو کربلا میں موجود تھی۔ مجھے ایک بات بتایئے اسلام کے لئے کس کی اولاد قربان ہوئی؟ ابوطالبؑ کی! کس کی بہو بیٹیاں قید ہوئیں؟ ابوطالبؑ کی......

خدا کی قسم! یاد رکھئے کہ اسلام کی بقاء کے لئے جو مسلمؑ کوفہ میں شہید ہوا وہ اسی ابوطالبؑ کا پوتا تھا...... کائنات کا انوکھا سفیر تھا مسلمؑ...... امام حسینؑ نے اہل کوفہ کو لکھ بھیجا تھا کہ اے اہل کوفہ میں اپنا معتمد ترین نائب تمہارے پاس بھیج رہا ہوں اور جب جناب مسلمؑ کوفہ پہنچے تو ۳۰ ہزار افراد نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اِدھر حکومت کی خفیہ فورس نے یزید کو رپورٹ بھیجی کہ عراق تیرے ہاتھ سے نکل رہا ہے' تیرا گورنر فیل (Fail) ہو گیا ہے' حسینؑ ابن علیؑ کا سفیر عراق پہنچ کر سارے عراق سے بیعت لے چکا ہے...... تو اب یزید نے کوفہ میں اپنا گورنر تبدیل کر کے کائنات کے ظالم ترین انسان کو وہاں اپنا گورنر بنا کر بھیج دیا اور ابن زیاد لعین نے کوفہ پہنچتے ہی وہاں مارشل لاء لگا دیا۔ کوفہ اس وقت ایک فوجی چھاؤنی تھی اور وہاں پر ہر فرد تنخواہ دار ملازم تھا۔ ابن زیاد نے پورے علاقے میں کرفیو نافذ کر کے یہ اعلان کر دیا کہ جو سفیر حسینؑ، مسلمؑ کو گرفتار کر کے لائے گا اسے منہ مانگا انعام دیا جائے گا۔ اس حرص و لالچ میں آ کر ایک دنیا مسلمؑ کے پیچھے پڑ گئی' تا کہ اسے گرفتار کر کے منہ مانگا انعام حاصل کیا جا سکے۔

میرے محترم سامعین!

حساس ذہنوں کے لئے چند جملے عرض کر کے میں اجازت لیتا ہوں' مسلمؑ نے فجر کی نماز پڑھی تو ۳۰ ہزار افراد مسلمؑ کے مقتدی تھے۔ ظہر کے وقت ان میں سے ۳۰۰ باقی رہ گئے' عصر کے وقت فقط ۳۰ آدمی موجود رہے' پھر مغرب کی نماز میں تو صرف اور صرف ۳' ۴ آدمی رہ گئے۔ اور عشاء کے وقت جب مسلمؑ نے مڑ کر دیکھا تو آپ بالکل یکہ و تنہا کھڑے

تھے۔ اب مسلمؑ کا کوفہ میں نہ کوئی واقف' نہ شناسا اور ادھر حکومتی کارندے گرفتار کرنے کے لئے آ پہنچے۔ مسلمؑ کبھی کوفہ کی اس گلی میں کبھی اس گلی میں' کبھی اس بازار میں کبھی اس بازار میں' زلفیں خاک سے اٹی ہوئیں۔ کبھی کہیں بیٹھ جاتے ہیں' کبھی کہیں! رات کے تقریباً ایک دو کا عمل دخل تھا جب مسلمؑ ایک گھر کے دروازے کے سامنے ایک ''تھڑے'' پر بیٹھ گئے۔ اس گھر کی مالکہ نے جب گھر کا دروازہ بند کرنا چاہا تو دیکھا کہ ایک پریشان حال آدمی دروازے پر بیٹھا ہے تو اس مائی نے کہا:

''ایھا الغریب!

اے پردیسی! تجھے علم نہیں کہ پورے شہر میں کرفیو لگا ہے' گرفتاریوں پہ گرفتاریاں ہو رہی ہیں۔ تو میرے گھر کے سامنے کیوں بیٹھا ہے' جا اپنی راہ لے......''

مسلمؑ نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا:

''مائی! میرا یہاں کوئی گھر ہی نہیں۔''

اس بوڑھی عورت نے کہا:

''اگر تیرا کوئی گھر نہیں تو پھر مسجد میں چلا جا۔''

مسلمؑ نے ٹھنڈی آہ بھر کر کہا:

''مائی! مجھے اللہ کے گھر میں بھی کوئی آرام نہیں کرنے دیتا......''

آخر اس نے کہا:

''جو کچھ بھی ہے' میرے گھر کے دروازے سے اٹھ جا اور کہیں میں مصیبت میں نہ پڑ جاؤں۔''

مسلمؑ نے کہا:

''بی بی! فکر نہ کر میں یہاں سے اٹھ جاتا ہوں۔''

مسلمؑ مجبوراً اٹھ بیٹھے لیکن اٹھتے وقت حسب معمول منہ سے نکلا:

Presented by www.ziaraat.com

یاعلیؑ ادرکنی

''اے بے وارثوں کے وارث میری مدد فرما!''

مائی نے جب یہ آواز سنی تو دروازہ کھول کر جاتے ہوئے مسلمؑ کو آواز دی:

''**ایھا الغریب!**

اے پردیسی! ذرا واپس آنا۔''

مسلمؑ واپس آئے تو کہا:

''تم نے کس کو آواز دی؟ کس کا نام لیا ہے؟''

مسلمؑ نے کہا:

''میں نے اپنے وارث کو پکارا تھا۔''

مائی نے کہا:

''کون ہے تیرا وارث؟''

جواب ملا:

''علیؑ!''

تو ایک دم وہ پوچھتی ہے:

''کیا تو علیؑ کا واقف ہے؟''

مسلمؑ نے کہا:

''جتنا علیؑ کا میں واقف ہوں' شاید پورے عراق میں کوئی علیؑ کا اتنا واقف نہ ہو۔''

مائی نے کہا:

''تیرا نام کیا ہے؟''

کہا:

''میرا نام مسلمؑ ہے۔''

مائی یکدم تڑپ کر رہ گئی اور جلدی سے اپنا دوپٹہ اتارا اور مسلمؑ کے قدموں میں ڈال کر کہا:

''مجھے آپؑ کی پہچان جو نہ تھی' میں نے یونہی تجھے اٹھنے کے لئے کہہ دیا تھا۔ کیا تو عقیل کا بیٹا ہے؟ تو میرے مولاؑ کا سفیر ہے۔ میں دوپٹہ پاؤں میں رکھ کر گزارش کر رہی ہوں کہ قیامت کے دن شہزادی فاطمہؑ سے میری شکایت نہ کرنا' مجھے تیرا تعارف نہیں تھا۔ کون کہتا ہے تیرا گھر نہیں ہے؟ میرا گھر تیرا گھر ہے۔ آؤ یہاں بیٹھو۔''

اپنے دوپٹے سے زلفیں صاف کیں اور اس کے بعد کہا:

''آپ کیا کھائیں گے' کیا پئیں گے؟؟''

جنابِ مسلمؑ نے کہا:

''بی بی! کچھ کھانے کو دل چاہتا ہے' نہ کچھ پینے کو۔''

کچھ دن وہاں قیام کیا' پھر مسلمؑ ایک دن یہ سوچ کر مائی کے گھر سے نکل کھڑے ہوئے کہ گھر گھر چھاپے پڑ رہے ہیں اور کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ نیک بخت بی بی میری وجہ سے مصیبت میں پڑ جائے۔ ۸ اور ۹ ذوالحجہ کی درمیانی شب کو جب لوگ عید کی تیاری کر رہے تھے' تو مسلمؑ تلواروں سے زخمی کئے جا رہے تھے۔ مسلم کے ہاتھ پس پشت بندھے ہوئے تھے ہر طرف سے حملے ہو رہے تھے۔

سر سے پاؤں تک زخموں سے چور چور مسلمؑ کو ابن زیاد کے سامنے پیش کیا گیا تو اس نے حکم دیا کہ اسے دارالامارہ کی سب سے اونچی منزل کی چھت پر لے جا کر سر قلم کر کے زمین پر پھینک دیا جائے...... اب مسلمؑ سیڑھیاں چڑھ رہے ہیں اور ساتھ ساتھ یہ بھی کہہ رہے ہیں:

''میرے مرشد حسینؑ! میرا سلام ہو' اے میرے آقا حسینؑ! آپؑ کے سفیر کا آخری سلام ہو۔''

اور جب آخری منزل پر پہنچے تو قاتل نے قتل کرنے کے لئے تلوار اٹھائی' مسلمؑ کی

Presented by www.ziaraat.com

گردن خم ہے ہاتھ پس پشت بندھے ہیں۔ حسینؑ آقا اس وقت منزل زبالہ پر بیٹھے تھے اچانک کوفے کی طرف نگاہ تصور اٹھی تو یہ منظر دیکھ کر چہرے کا رنگ دودھ کی طرح سفید ہو گیا۔ ساتھ عباس باوفا بیٹھے تھے قدموں پر ہاتھ رکھ کر پوچھنے لگے:

''میرے آقاؑ! آپؑ کے چہرے کی رنگت سفید کیوں ہوگئی ہے؟ خیر تو ہے!''

حسینؑ نے کہا:

''عباسؑ بھائی! خیر ہی تو نہیں ہے۔''

کہا:

''عباسؑ! ذرا میری دو انگلیوں کے درمیان دیکھو۔''

اب جو عباسؑ نے انگلیوں کے درمیان دیکھا تو تڑپ کر رہ گئے اکیلا مسلمؑ ہے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں سر جھکا ہوا ہے..... اور قاتل کے ہاتھ میں تلوار ہے۔ عباسؑ نے انگڑائی لی عباء کے بٹن ٹوٹ گئے..... کہا:

''مولاؑ! جس معجزے سے یہ منظر دکھایا ہے اسی معجزے سے مجھے آج کوفے پہنچا دیں شام ہونے سے پہلے مسلمؑ کو بچا کر دارالامارہ پر آپؑ کا علم نہ لگا دوں تو مجھے عباسؑ نہ کہنا.....''

کہا:

''مولاؑ! مسلمؑ بالکل لاوارث کھڑے ہیں اور قاتل کی تلوار اٹھ رہی ہے.....''

حسینؑ بول اٹھے:

''عباسؑ! ذرا اب دیکھنا!''

عباسؑ نے دیکھا تو تلوار چل رہی ہے اور مسلمؑ کی گردن کٹ رہی ہے..... دوسری طرف پیغمبرؐ کھڑے ہیں اور جناب عقیلؑ ہاتھ جوڑ کر عرض کر رہے ہیں:

''یارسول اللہؐ! میری اولاد سے آپؐ خوش ہیں؟ میری اولاد نے (آپؐ کی اولاد سے) وفا کا حق ادا کر دیا؟''

عباسؑ نے کہا:

''مولاؑ! وارث پہنچ گئے ہیں؟''

حسینؑ نے کہا:

''عباسؑ! اب یہ منظر بھی دیکھو!.....''

عباسؑ نے جو دیکھا تو آنکھوں پر ہاتھ رکھ لئے..... منظر کیا دیکھا؟ تلوار چل رہی ہے گردن کٹ رہی ہے سر الگ ہوکر زمین پر گر رہا ہے نیچے سڑک پر ایک سیاہ برقعہ پوش خاتون دامن پھیلائے یہ آواز دے رہی ہے:

''مسلمؑ! میرے لال! میںؑ بقیع چھوڑ کر آ گئی ہوں میں تیرا سر زمین پر نہ گرنے دوں گی اسے اپنی جھولی میں لے لوں گی۔''

عزادارانِ مظلوم!

عجیب دلدوز منظر تھا جب ساری دنیا عید کی نماز پڑھنے کے لئے جا رہی تھی تو مسلمؑ کے پاؤں میں رسی بندھی تھی اور مسلمؑ کی لاش پورے کوفہ شہر کے گلی کوچوں اور بازاروں میں پھرائی جا رہی تھی۔ مسلمؑ کا سر بنی کندہ کے دروازے پر لٹک رہا تھا۔

یہ سر ۹ ذوالحجہ کو لٹکایا گیا اور جب ۱۲ محرم کو محمدؐ کا گھرانہ قیدی ہوکر وہاں سے گزرا تو بیمار کربلاؑ کے چلتے ہوئے قدم وہاں رک گئے.....

پھوپھی نے پوچھا:

''کیا بات ہے؟''

سجادؑ نے عرض کیا:

''اماں! میرے قدم نہیں اٹھتے۔''

Presented by www.ziaraat.com

زینبؑ نے کہا:

"کیوں بیٹا؟"

کہا:

"اماں! میں نے اتنی بھیڑ کبھی نہیں دیکھی۔"

پھوپھی نے کہا:

"بیٹا! تو بھیڑ کی فکر نہ کر' میں وہی کروں گی جو میرا بھائی حسینؑ چاہے گا۔"

اتنے میں نوک نیزہ پر سوار سر حسینؑ سے آواز آئی:

"میرے بیمار بیٹے! میری خاطر چل پڑو....."

سجادؑ چل پڑے۔ بازار میں قدم رکھا تو آواز آئی:

"السلام علیکم یا ابن رسول اللہؐ!....."

شہزادی نے ادھر دیکھا' ادھر دیکھا کہ دشمنوں کے اس مجمع میں کون ہے میرے مظلوم بھائی کو سلام کرنے والا.....!

اتنے میں پھر آواز آئی:

السلام علیکم یا بنت رسول اللہؐ

"اے رسولؐ کی بیٹی! تم پر بھی میرا سلام ہو۔"

اب جو زینبؑ نے چہرے سے بال ہٹا کر دیکھا تو دروازے پر مسلمؑ کا سر نظر آیا..... آواز آ رہی تھی:

"اے میری شہزادی! تیرا سفیر استقبال کے لئے موجود ہے۔"

میرے دوستو!

جب ابن زیاد کے دربار میں امام زین العابدینؑ کی پیشی تھی تو امامؑ تھر تھر کانپ

رہے تھے......

عبداللہ بن عمیر نامی ایک شخص نے کہا کہ

"بیمار امامؑ! میں نے اسی دربار میں مسلمؑ کو بھی دیکھا تھا' وہ زخمی تھے' ہتھکڑیاں لگی ہوئی تھیں' خون بہہ رہا تھا' ہونٹ کٹے ہوئے تھے' مگر وہ ابن زیاد کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کر رہے تھے۔ لیکن مولاؑ! آپؑ کانپ کیوں رہے ہیں؟"

تو بیمارؑ نے ٹھنڈی آہ بھر کر کہا:

"تو نے انصاف نہیں کیا..... مسلمؑ کے دربار میں آنے کا انداز اور تھا اور میرے آنے کا انداز اور ہے..... مسلمؑ اکیلا آیا تھا اور میں جب سر اٹھا کر دیکھتا ہوں تو کہیں ماں کے بال کھلے نظر آتے ہیں' کہیں بہنوں کے سر کھلے دکھائی دیتے ہیں' کہیں پھوپھی سر عریاں نظر آتی ہے۔"

عزیزو!

یہ تھیں ابوطالبؑ کی نسل کی قربانیاں جن سے اسلام قیامت تک قائم و دائم رہے گا۔

☆●☆●☆

Presented by www.ziaraat.com

مجلس سوئم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربی

حضراتِ محترم!

خداوندِ عالم بحق محمدؐ و آلِ محمدؐ بانی مجلس کو اولادِ نرینہ عطا فرمائے اور جو جو بھی اولاد کے متمنی ہیں خداتعالیٰ ان کی تمنائے اولاد پوری فرمائے۔

حضراتِ محترم!

آپ اب میرے اندازِ بیاں سے واقف ہو گئے ہوں گے۔ سرکارِ سیدالشہداءؑ کا غم چونکہ پوری انسانیت کا سرمایہ ہے اس لئے میری کوشش ہوتی ہے کہ معنی و مطالب بھی ہر کسی کی سمجھ میں آ جائیں اور کسی کی دل شکنی بھی نہ ہو...... اس میں کچھ شبہ نہیں ہے کہ آپ مسلسل اس عظیم عبادت میں مصروف ہیں بلکہ کئی کئی مقامات پر مجالس میں شرکت کے بعد آپ یہاں تشریف لاتے ہیں۔ اب جتنی دیر میں بیان کروں آپ براہِ کرم بلا اختلافِ مذہب و عقیدہ مجھ طالب علم کی باتوں کو دل و دماغ میں جگہ دیتے جایئے گا...... اب آہستہ آہستہ دوستوں کی فرمائشیں بھی شروع ہو گئی ہیں کہ آج فلاں موضوع پر گفتگو کریں آج فلاں مسئلے پر خطاب ہو۔ میری کوشش ہو گی کہ دورانِ عشرۂ محرم الحرام آپ لوگوں کی فرمائشیں بھی پوری کروں

نا مافی الضمیر بھی پیش کرتا رہوں۔

رگانِ محترم!

خداوند تعالیٰ نے ہمیں اس گھرانے سے محبت کا حکم دیا ہے اور جب محبت سمٹ کر نقطے پر مرکوز ہو جائے تو محبت کے اس مقام کو عشق کہتے ہیں...... ایک مردِ مومن کے عشق مرکز اگر کوئی ہستی ہے تو وہ صرف اور صرف ایک ہی ہستی ہے اور وہ ہے آمنہؑ کا لالؐ...... ار دو عالمؐ ہر مردِ مومن کے عشق کا محور و مرکز ہیں اس کی وجہ کیا؟...... اس کی وجہ یہ ہے کہ ق ہوتا ہے ہمیشہ حسن سے اور حسن کی صرف اور صرف ایک تعریف ہے۔ ویسے تو شعراء حسن کی اپنی اپنی تعریف کی ہے۔ ہر علاقے کا اپنا اپنا حسن ہوتا ہے۔ بنگالیوں سے یں تو وہ اپنی سوچ کے مطابق تعریف کریں گے بے حسن کی یورپ والوں سے پوچھیں تو اپنی تعریف دیں گے حسن کی لیکن حسن کی وہ تعریف جو ہمیں اسلام نے بتائی ہے وہ صرف رصرف ایک ہے کہ حسین کہتے ہیں بالکل بے عیب کو...... (توجہ ہے کہ نہیں!)

اب کوئی کسی کے نزدیک جتنا بے عیب ہو گا وہ اس کے نزدیک اتنا ہی حسین ہو گا ر ہمارے نزدیک حسن کا مرکز وہ ذات ہے کہ جسے خود وہ بے عیب کہہ رہا ہے کہ تو بے عیب ہے...... اب جس کسی کا حضورؐ کی ذات سے تعلق ہے ہمارا بھی اس سے تعلق ہے اور جس کسی کا ان سے تعلق نہیں ہمارا بھی اس سے کچھ تعلق نہیں۔

ارے بھائی! سیدھی سادی سی بات ہے کہ یہ ملک ہمیں جان سے پیارا کیوں ہے؟ صرف اس لئے کہ یہ ملک حضورؐ کے صدقے میں بنا ہے اسے حضورؐ سے نسبت ہے اس لئے ہمیں پیارا ہے... اور تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی کیوں کہلاتے ہیں؟ اس لئے کہ انہیں حضورؐ سے نسبت ہے اور رسولؐ کی امت ہیں چنانچہ آپس میں بھائی بھائی ہیں اور ہم قرآن مجید کو کیوں چومتے اور آنکھوں سے لگاتے ہیں؟ اس لئے کہ اسے بھی حضورؐ سے نسبت ہے کیونکہ یہ حضورؐ ہی پر نازل ہوا۔ ہم صحابہؓ کی عزت بھی اسی لئے دل میں رکھتے

Presented by www.ziaraat.com

ہیں کہ وہ حضورؐ کے صحابہؓ ہیں۔ اور آلؑ پر بھی اسی لئے جان دیتے ہیں کہ وہ حضورؐ کی آلؑ ہے یعنی تعلق حضورؐ سے ہے اور اب آخری اور انتہائی بات ہے کہ ہم اللہ کو اللہ بھی اس لئے مانتے ہیں کہ وہ حضورؐ کا اللہ ہے۔ ورنہ ہمیں کیا پتہ کہ وہ کون اور کیا ہے؟؟...... ذہن میں آتا نہیں' عقل میں سماتا نہیں ...... ہمیں کیا پتہ کہ وہ کیا ہے؟ یہ تو حضورؐ کہتے ہیں کہ اللہ ہے اور ہر جگہ ہے تو ہم بھی مانتے ہیں۔

توجہ ہے نا میرے سامعین!

ہمیں اگر دکھ ہے تو اس بات کا ہے کہ دنیا نے شان رسالتؐ ہی کو نہیں پہچانا ورنہ اگر دنیا حضورؐ کی ذات کو جان لیتی اور شان کو پہچان لیتی' تو آج اتنے فرقے بنتے' نہ اتنے اختلافات ہوتے...... یہ سارے فرقے اور یہ سارے اختلاف پیدا ہی اس لئے ہوئے ہیں کہ سرکار دو عالمؐ کی ذات کو پہچانا ہی نہیں گیا۔ اگر دنیا شانِ رسالتؐ کو پہچان لیتی تو کسی کو دعوئ رسالت کرنے کی جرات ہی نہ ہوتی' کسی کو جھوٹا نبی بننے کا حوصلہ ہی نہ ہوتا۔ یہ جھوٹے نبی بنے ہی اس لئے ہیں کہ لوگ کہتے ہیں کہ رسولؐ ہماری طرح اُمّی ہیں' ان پڑھ ہیں' تو کوئی یہ سوچ کر دعوئ کر بیٹھا کہ چلو میں تو مڈل پاس ہوں......!

توجہ ہے میرے محترم سامعین!

اور نہ صرف مڈل پاس ہوں بلکہ بھلے زمانے میں پٹوار کا امتحان بھی پاس کیا ہوا ہے۔

عزیزانِ محترم!

جتنے بھی جھوٹے نبی گزرے ہیں اب ذرا ان کی ہسٹری بھی پڑھیے! تو معلوم ہوگا کہ یہ سارے جھوٹے نبی اس لئے پیدا ہوئے کہ ہم نے رسولؐ کی ذات کو پہچانا ہی نہیں۔

کہ جس کسی نے رسولؐ کو ان کی زندگی میں جیسا سمجھا وہ ویسا ہی ان کے بعد دیکھنا چاہتا ۔ جس نے رسولؐ کو ان پڑھ سمجھا تھا وہ رسولؐ کی جگہ پر بھی ان پڑھ کو دیکھنا چاہتا تھا۔ ں نے رسولؐ کو عالم سمجھا وہ رسولؐ کی جگہ پر عالم کو دیکھنا چاہتا تھا۔ جس نے رسولؐ کو ۴۰ ں کی عمر میں رسولؐ سمجھا وہ پیغمبرؐ کی جگہ کسی ۴۰ سالہ کو دیکھنا چاہتا تھا اور جنہوں نے لؐ کو اس وقت سے نبیؐ سمجھا کہ جب آدمؑ مٹی اور پانی سے خمیر ہو رہے تھے اور وہ اس ک نبیؐ تھے تو وہ اس کی جگہ بھی کسی ایسے کو دیکھنا چاہتے تھے جو اس وقت سے ولی تھا کہ ب آدم پانی اور مٹی سے خمیر ہو رہے تھے۔ (نعرۂ حیدری)

اسی لئے ہم یہ کہتے ہیں کہ مرکز محبت جو ہستی ہے وہ سرکار دو عالمؐ ہے جس کے لق ارشاد رب العزت بھی ہے:

و اذ اخذ اللّٰہ میثاق النبیین

عربی زبان میں گزرے ہوئے وقت کو یاد دلایا جائے تو کلام کا آغاز "و اذ" سے رتے ہیں۔ اسی لئے اللہ نے کہا' "و اذ" اے میرے حبیبؐ! کیا وہ وقت بھی یاد ہے......!

بھئی! فرض کریں' گزشتہ مہینے میری اور آپ کی ملاقات انارکلی میں ہوئی' اس کے مہینے بعد بھی جب ہم ملیں گے تو میں آپ کو یاد دلا سکتا ہوں کہ بھائی فلاں وقت بھی یاد ہے کہ جب ہم انارکلی میں ملے تھے' وہ دن آپ کو یاد ہو گا۔ اب قرآن پاک کی متعدد آیات و دیکھ کر یہ محسوس ہوتا ہے کہ بڑی مدت کے بعد دو بچھڑے ہوئے مل رہے ہیں۔ کبھی ارشاد ب العزت ہوتا ہے:

و اذ قال للملائکة......

"اے میرے حبیبؐ! وہ وقت بھی یاد ہے کہ جب میں نے فرشتوں کو اکٹھا کر کے یہ کہا تھا۔"

بھی کہتا ہے:

"اے میرے حبیبؐ! وہ وقت بھی یاد ہے کہ جب میں نے تمام ارواح

Presented by www.ziaraat.com

انبیاءؑ کو جمع کر کے ان سے عہد لیا تھا.....''

کبھی کہتا ہے:

''وہ وقت یاد ہے کہ میرے حبیبؐ! جب کائنات میں کچھ بھی نہ تھا۔ عدم کی ظلمت فضائے امکان کو گھیرے ہوئے تھی۔ اطراف اپنے وجود کے لئے شمال و جنوب اور مشرق و مغرب کے محتاج تھے۔ پہاڑوں کی بلندی فوقیت کی جویاں تھی' آب دریا پستی کا متلاشی تھا۔ زمین بچھنے کے لئے پانی کی روانی تلاش کر رہی تھی اور آسمان بلند ہونے کے لئے سورۂ دخان کی تلاوت کر رہا تھا۔ نہ بیل تھا نہ بوٹا تھا۔ سارا جہان ''سونا'' تھا بلکہ تھا ہی نہیں۔ سورج تھا نہ اس کی چمک تھی' چاند تھا نہ اس کی دمک تھی' ستارے تھے نہ ان کی جھلک' ڈالیاں تھیں نہ ان کی لچک' بلبل تھا نہ اس کی چہک تھی.....کلی تھی نہ مہک تھی' غنچے تھے نہ چٹک تھی۔ کسی منافق کے دل میں ولائے علیؑ کا خار تھا نہ اس کی کھٹک تھی۔ (نعرۂ حیدری) ساری کائنات میں سناٹا چھایا ہوا تھا اور پوری کائنات میں صرف اور صرف ایک شمع وحدت جل رہی تھی' جبکہ قربان ہونے کے لئے کوئی پروانہ موجود نہ تھا۔ چنانچہ میں نے اس کائنات میں رنگ بھرنے کے لئے مخلوق اول کو بنانا شروع کیا.....''

بس ایک خالق تھا جو بنا رہا تھا اور مخلوقات نوری میں سے ایک وہ محمدؐ تھا جو بن رہا تھا۔ گویا ایک لامکان بنا رہا تھا اور ایک لامکان بن رہا تھا' ایک لازمان بنا رہا تھا اور ایک لازمان بن رہا تھا' ایک بے مثال بنا رہا تھا اور ایک بے مثال بن رہا تھا اور اتنا بے مثال بنایا اس بے مثال نے کہ اس کا سایہ تک اڑا کر رکھ دیا۔ مقصود یہ تھا کہ میرے محبوبؐ کا سایہ بھی اس جیسا نہ ہو جائے۔ صرف یہ بتانے کے لئے اللہ نے سایہ نہیں بنایا کہ جس کا اپنا سایہ اس جیسا نہیں ہو سکتا اس کا ہمسایہ اس جیسا کیسے ہوگا؟

...ظہ فرما رہے ہیں آپ حضرات!

ذرا کتابیں پڑھ کر دیکھیں آپ حضرات! اس امر پر تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم ...بھی بڑی بحثیں ہوئیں کہ اللہ نے حضورؐ کا سایہ کیوں نہیں بنایا؟ کسی نے کہا کہ آج ہم ...ضورؐ کے صدقے میں سبھی کچھ ہیں' مگر جب کلمہ نہیں پڑھا تھا ہم نے بت پرستیاں بھی کیں' ...یرہ و کبیرہ گناہ بھی کئے اور خدشہ تھا کہ ہم گنہگاروں کے قدم حضورؐ کے سائے پر آتے۔ ...یہ ہوتا ہے کسی چیز کی شبیہ' لہٰذا اللہ نے سایہ ہی اڑا دیا تا کہ ہمارے قدم حضورؐ کے سائے پر ...پڑیں اور توہین رسالت نہ ہو اور سایہ انسان سے آگے بھی چلتا ہے' اس لئے اللہ نے ...ضورؐ کا سایہ نہیں بنایا کہ حضورؐ سے آگے نہ بڑھے۔ میں کہتا ہوں میری لاکھوں تقریریں ...ضرت عثمان کی اس تقریر پر قربان ہو جائیں کہ اس جلیل القدر صحابی نے کم از کم شان ...سالتؐ تو سمجھا دی کہ اللہ نے نبیؐ کا سایہ اس لئے اڑا دیا کہ صحابہ کے قدم سائے پر نہ آ ...ئیں۔ گویا اس صحابی نے صحابہ کرامؓ اور آلؑ میں فرق سمجھا دیا کہ صحابی وہ ہے کہ جس کے ...م سایہ رسولؐ پر بھی نہ پڑیں اور آلؑ وہ ہے جس نے مہر نبوتؐ پر قدم رکھ کر یہ بتا دیا کہ میں ...لؑ ہوں۔ (نعرۂ حیدری..... نعرۂ تکبیر' نعرۂ رسالت' نعرۂ حیدری)

...جہ ہے میرے محترم سامعین!

اللہ نے اپنے نبیؐ کا سایہ ہی ختم کر دیا اور یہ فرمایا:

''تبارک الذی احسن الخالقین'' کتنا مبارک ہوں میں

''احسن الخالقین''۔''

...ور جب یہ تخلیق ہو گئی تو پھر اس حسین کو غور سے دیکھ کر فرمایا:

''میرے حبیبؐ! میں نے اپنی ساری صفات تجھ میں ڈال دیں' میں لامکان تھا تجھے بھی لامکان بنایا' میں لازمان تھا تجھے بھی لازمان بنایا'

Presented by www.ziaraat.com

میں بے مثال تھا تجھے بھی بے مثال بنایا' میں "نور السموات والارض" تھا تجھے بھی نور بنایا۔ اور چونکہ میں نے تیرے ذریعے اپنا تعارف کروانا ہے' اس لئے میں نے اپنی ساری صفات تیرے حوالے کر دیں کہ اگر دنیا نے تجھے پہچان لیا تو مجھے بھی پہچان لیا اور اگر تجھے ہی نہ پہچان سکی تو خالق کو کیسے پہچانے گی؟ اس لئے میں نے تجھے لامکانی بھی دے دی' لازمانی بھی دے دی' بے مثالی بھی دے دی' نورانیت بھی دے دی لیکن میں لاشریک تیری لاشریکی نہیں برداشت کر سکتا۔ اس لئے کہ لاشریک تو بھی رہا اور میں بھی رہا تو دنیا تجھے دیکھے گی اور مجھے نہیں دیکھے گی اور میری لاشریکی خطرے میں پڑ جائے گی۔ پھر کیسے پتہ چلے گا کہ تو بندہ ہے اور میں اللہ ہوں۔ یہ کہہ کر اللہ نے نورِ نبیؐ کے دو ٹکڑے کر دیئے' آدھے کو نبیؐ بنایا آدھے کو ولیؑ بنایا' آدھے کو محمدؐ کیا اور آدھے کو علیؑ بنایا۔ کیونکہ اگر وہ نورِ محمدؐ کے دو ٹکڑے نہ کر دیتا اور فوراً علیؑ کو نہ بنا دیتا تو لاشریکی خطرے میں جا رہی تھی۔"

اب یہاں' کبھی کبھی پڑھے لکھے لوگ پوچھ لیتے ہیں کہ

"صاحب! کیا آپ نے اللہ کو مجبور سمجھ رکھا ہے؟"

میں نے کہا:

"نہیں!"

تو بھئی! پھر یہ نور کے دو ٹکڑے کس لئے کئے؟

ایک مولانا نے مجھ سے کہا:

"اللہ نے نورِ محمدؐ کے دو ٹکڑے کیوں کر دیئے؟ یہ نور سرکارِ محمدؐ ہی کا رکھتا اور علیؑ کو الگ نور سے پیدا فرما دیتا۔"

میں نے کہا:

"مولانا! غصے میں آنے کی ضرورت نہیں ہے' جاؤ یہ تو اللہ سے پوچھو! .... میں تو ایک طالب علم ہوں' مجھے تو کچھ سوچنے کا موقع دو۔"

میرے پاس کچھ سیب پڑے تھے' ان میں سے ایک سیب میں نے اٹھایا اور مولانا کو دیا اور پوچھا:

"کیسا ہے؟"

کہنے لگا:

"واہ! واہ! سبحان اللہ! بہت ہی میٹھا ہے' بڑا سوادی۔"

میں نے ایک اور سیب دیا اور پوچھا:

"اب یہ کیسا ہے؟"

کہنے لگا:

"ہے تو یہ بھی میٹھا مگر اتنا نہیں ہے' انیس بیس کا فرق ہے۔"

میرے پاس ایک تیسرا سیب پڑا تھا' اب وہی باقی رہ گیا تھا' میں نے وہ بھی آدھا کاٹ کر مولانا کو دیا کہ کھایئے!.....کھایا اس نے۔

"کیسا ہے؟"

کہنے لگا:

"یہ بھی میٹھا ہے' بڑا "سوادی" ہے۔"

اس کے بعد دوسرا ٹکڑا دیا اور پوچھا:

"یہ کیسا ہے؟"

تو کہنے لگا:

"یار کیوں مذاق کرتے ہو میرے سامنے تو ایک سیب ہی کے تو دو ٹکڑے کئے ہیں۔"

میں نے کہا:

Presented by www.ziaraat.com

"کوئی انیس بیس کا فرق تو نہیں؟"

دراصل میں یہی سمجھانا چاہتا تھا کہ اللہ اگر علیؑ کو الگ نور سے پیدا کر دیتا تو مولوی کہتا کہ "انی' ویہہ (انیس بیس) دا فرق رہ گیا اے"۔ (نعرۂ حیدری)

عزیزانِ گرامی! اللہ نے اسی لئے ایک نور کے دو ٹکڑے کر دیئے' تا کہ جو لطف ایک ٹکڑے کا ہے وہی لطف دوسرے کا ہو۔ (صلواۃ)

توجہ ہے نا! میرے محترم سامعین!

خلق فرما کر ایک کم ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاءؑ کی ارواح کو جمع کر کے ان سے یہ عہد لینا شروع کیا کہ جب میں تم نبیوںؑ کو کتاب اور علم دے کر بھیج دوں گا:

ثم جاء کم رسول مصدق لما معکم

"تو پھر میرا ایک مصدق حبیبؐ آئے گا اور جو کچھ تم لے کر جاؤ گے' وہ رسولؐ اس کی تصدیق کرے گا۔"

لتومنن

"تم سب کے سب اس پر ایمان لے آنا۔ اور صرف ایمان لانا کافی نہیں ہے....."

ولتنصرنہ

اور اگر اس پر مصیبت پڑ جائے تو مصیبت میں اس کی مدد بھی کرنا۔"

پھر پوچھا:

اقررتم

"کیا تم سب اس کا اقرار کرتے ہو؟"

سب نے کہا:

قالوا اقررنا

...نے کہا:

"ہم اقرار کرتے ہیں۔"

...نے کہا:

قال تشھدوا

"دیکھو! تم سب گواہ رہو۔"

و انا معکم من الشاھدین

"اور تمہارے ساتھ ساتھ میں بھی گواہ رہوں گا لیکن ایسا نہ ہو کہ نبوتیں لے لو اور پھر اپنے عہد پر قائم نہ رہو۔ نہ کوئی جائے ایمان لانے' نہ کوئی جائے مدد کرنے۔"

فمن تولی بعد ذالک اولئک ھم الفاسقون

"یاد رکھنا! جو نبی اپنے اس عہد سے پھر جائے گا' وہ نبی' نبی نہیں رہے گا بلکہ فاسق ہو جائے گا۔"

اللہ رے شان رسالت کہ اگر ایک کم ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی سرکار رسالتؐ پر ایمان نہ لائیں یا ایمان لائیں اور مصیبتوں میں مدد نہ کریں تو اللہ کہتا ہے:

"وہ نبی نبی نہیں رہیں گے' فاسق ہو جائیں گے۔"

تو پھر اگر مجھ جیسا گنہگار بندہ ایمان نہ لائے؟ اور اگر ایمان لائے مگر مصیبتوں میں مدد نہ کرے' تو جب نبیؑ' نبی نہیں رہتے تو امت' امت کیسے رہ سکتی ہے؟

اور جب بنا لیا تو اب ایک ایک نبی کو اس نے بھیجنا شروع کیا۔ سب سے پہلے حضرت آدمؑ آئے' مسجود الملائکہ جنت کی سیر کرتے رہے اور دنیا میں آ کر تلاش شروع کر دی کہ کہیں اللہ کا حبیبؐ مل جائے تو ایمان لے آؤں اور وعدہ پورا ہو جائے کہیں ایسا نہ ہو کہ نبوت جاتی رہے..... مکہ کی وادی' جدہ کا ساحل' سراندیپ کی پہاڑیاں چھان ماریں' حتیٰ کہ انتظار کرتے کرتے آدمؑ عالم بالا کی طرف روانہ ہو گئے' حضرت محمدؐ نہ آئے۔ پھر

Presented by www.ziaraat.com

نوحؑ تشریف لائے' انتظار کرتے رہے' تلاش کرتے رہے۔ دل میں خیال آیا کہ کہیں آدمؑ کے دو بیٹوں کے خون سے زمین داغدار ہو چکی ہے اور نجس دھبہ لگ چکا ہے' شاید مقدس رسولؐ کے قدم اس لئے زمین پر نہ آ رہے ہوں۔ تنور سے پانی اگلوا دیا تا کہ دھبہ صاف ہو جائے' ایسا طوفان آیا جس کی گہرائی کو سورج کی کرنیں بھی نہیں ماپ سکتی تھیں۔ انتظار کرتے کرتے چلے گئے' لیکن حضرت محمدؐ ان کے عہد میں بھی نہ آئے۔ حضرت ابراہیمؑ نے اس دنیا کو گلناری گلدستے سے سجا دیا' تا کہ کوئی گلدستہ ہی پسند آ جائے اور رسولؐ آ جائیں' لیکن ابراہیمؑ بھی انتظار کرتے کرتے چلے گئے' حضورؐ نے اس زمانے میں نہ آنا تھا' نہ آئے۔
حضرت یوسفؑ مصر میں حسن کی دکان سجا کر انتظار کرتے رہے کہ شاید میرا حسن بھا جائے اور سرکارؐ تشریف لے آئیں' لیکن انتظار کرتے کرتے چلے گئے' حضرت محمدؐ کو نہ آنا تھا' نہ آئے (اس دور میں)۔ اب موسیٰؑ تشریف لائے' ایک ہاتھ میں ید بیضا کی بیٹری اور دوسرے ہاتھ میں عصا! خشکی پر تلاش کرتے رہے اور جب خشکی پر نہ ملے تو عصا سے پانی ہٹا ہٹا کر دیکھتے رہے کہ کہیں مل جائیں اور اللہ سے کیا گیا وعدہ پورا ہو جائے' مگر جب انتظار کرتے کرتے ناامید ہو گئے تو اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔

توجہ فرما رہے ہیں نا آپ! میرے محترم سامعین!

اب حضرت موسیٰؑ کے بعد حضرت عیسیٰؑ تشریف لائے اور ہر جگہ تلاش کرتے رہے کہ شاید رسولؐ آ جائیں اور مدد کا وعدہ پورا ہو جائے مبادا کہ نبوت جاتی رہے.....عیسیٰؑ تو دیدار محمدؐ کے لئے اتنی جلدی آئے کہ باپ کا بھی انتظار نہ کیا۔ تلاش کرتے رہے اور جب محمدؐ زمینوں پر نہ ملے تو آسمانوں پر تلاش کرنے کے لئے چلے گئے اور اتنی جلدی روانہ ہوئے کہ موت کا بھی انتظار نہ کیا۔

اب میں گفتگو کو مزید طول نہیں دے سکتا' اتنا وقت میرے پاس نہیں ہوتا۔ بس ایک گزارش ہے میرے شیعہ سنی دوستو! جیسے اللہ نے نبیوںؑ سے بھی ایک غائب کا انتظار

ئے رکھا اور نبیوںؑ کی سنت بن گئی کہ وہ تمام عمر ایک غائب کا انتظار کرتے رہے۔ اب ر کوئی غائب کا انتظار نہیں کر رہا تو وہ نبیوںؑ کی سنت پر عمل نہیں کر رہا۔ انبیاءؑ تھے پہلی امت اور ہم ہیں پچھلی امت!..... اب اگر اس امت کو اللہ غائب کا انتظار نہ کراتا تو دونوں امتوں میں بہت فرق پڑ جاتا اور عدل الٰہی کے دونوں پلڑے برابر نہ رہتے۔ اس لئے اللہ نے پہلی مت کو محمد عربیؐ کا انتظار کروایا اور اس امت کو محمد مہدیؑ کا انتظار کروا رہا ہے۔

عزیزانِ گرامی!

اب انتظار کرتے کرتے اس دنیا سے روانہ ہو جانے کا جو ثواب انبیاءؑ کو ملا تھا' وہی ثواب انشاء اللہ ہمیں بھی ملے گا.....

یہاں بعض دفعہ بچے پوچھتے ہیں کہ وہ جو اتنی دیر سے غائب ہیں ہمیں ان کی غیبت کی سمجھ نہیں آئی' ہمیں ذرا سمجھا دیں! تو میرے دوستو! اگر امام غائبؑ کی غیبت کو سمجھنا ہے تو ذرا مطالعہ کر لیں آپ..... گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔ پیغمبرؐ نے اس امام غائبؑ کی کچھ صفات بتائی ہیں' ذرا وہ صفتیں پڑھ لیں غیبت کی سمجھ آ جائے گی' کون ہے ہمارا بارہواں امامؑ.....؟

ارشاد ہوتا ہے:

"صاحب الدعوۃ النبویہ

اس کی نبیؐ جیسی دعوت ہے۔

و صولۃ الحیدریہ

اور اس کا حملہ حیدرؑ جیسا ہے۔

وعصمۃ الفاطمیہ

فاطمہؑ جیسی اس کی عصمت ہے۔

والحلم الحسنیہ

Presented by www.ziaraat.com

اورحسنؑ جیسا اس کا حلم ہے۔

والشجاعة الحسينيه

اورحسینؑ جیسی اس کی شجاعت ہے۔

والصبر السجاديه

سید سجادؑ جیسا اس کا صبر ہے......

و معاصر الباقريه و آثار الجعفريه و علوم الكاظميه

ان تمام آئمہؑ جیسے ان کے آثار ہیں، علوم ہیں، محاسن ہیں......

والحجة الرضويه

امام علی رضاؑ جیسی ان کی دلیلیں ہیں۔

وجود التقويه

امام تقیؑ جوادؑ جیسی ان کی سخاوت ہے۔

والنقاوة النقويه

امام علی نقیؑ جیسی ان کی نقاوت وطہارت اور نفاست ہے۔

والهيبة العسكريه

اور امام عسکریؑ جیسی اس کی ہیبت ہے۔"

اور جب غیبت کا لفظ آیا، تو ارشاد ہوا:

والغيبة الالهيه

"اور اس کی اللہ جیسی غیبت ہے۔"

جیسے اللہ غائب ہے ویسے ہی اس کا نمائندہ غائب ہے......(نعرۂ حیدری)

اب اس میں پریشان ہونے کی کیا بات ہے جیسے وہ غائب ویسے ہی اس کا نمائندہ غائب ہے۔ جہاں جہاں وہ غائب، وہاں وہاں یہ غائب۔

...ہے نا! میرے محترم سامعین!

آج کے بیان کو میں یہیں سمیٹوں گا کہ اللہ رے شان رسالت کہ ایک کم ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاءؑ کو حکم دیا اللہ نے کہ تم میرے حبیب پر ایمان لانا۔ اور نہ صرف ایمان لانا کافی ہے بلکہ میرے حبیبؐ کی مصیبتوں میں مدد بھی کرنا اور جو نبیؑ میرے حبیبؐ کی مصیبتوں میں کام نہیں آئے گا وہ نبیؑ، نبیؑ نہیں رہے گا، بلکہ فاسق ہو جائے گا۔ یہ ہے شان رسالتؐ!

اور اب وہ وقت بھی آ گیا جب ارشاد رب العزت ہوا:

يا ايها الرسول بلغ ما انزل اليک من ربک و ان لم تفعل فما بلغت رسالته و الله يعصمک من الناس

"میرے حبیبؐ! میرا وہ پیغام ان لوگوں تک پہنچا دے اور اگر تو نے ایسا نہیں کیا تو گویا تو نے رسالت کا کوئی کام ہی انجام نہیں دیا۔"

بس اس حکم کا ملنا تھا کہ جناب رسالت مآبؐ غدیر کے میدان میں اتر گئے غدیر کا میدان تھا، ذات احدیت کا فرمان تھا، جبرائیلؑ درمیان تھا۔ کوثر کا مالک، ساقی کوثر کا بازو پکڑ کے اہل ولا کو ولا کا جام پلا رہا تھا۔ کوئی اس جام کو مست ہو کر پی گیا، کوئی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر پی گیا، کوئی بخ بخ کی ندائیں دے کر پی گیا، کوئی دست بیعت بڑھا کر پی گیا اور کوئی سب کچھ سن کر بالکل پی گیا۔

عزیزانِ محترم!

غدیر کے میدان میں اس قدر گرمی تھی کہ حاجیوں نے پاؤں میں کپڑے لپیٹ رکھے تھے کہ گرم ریت سے پاؤں میں چھالے نہ پڑنے پائیں...... وحی کے چھڑکاؤ نے زمین ٹھنڈی کی، تکمیل دین کے فرش پر اتمام نعمت کی مسند لگائی گئی، عرش خدا نے سمٹ کر

Presented by www.ziaraat.com

کجاووں کے منبر کی شکل اختیار کی صدر بزم نبوتؐ اٹھا اور خطبہ خوانی کی۔

اندر والوں نے کہا ہمارا مولاؑ' باہر والوں نے کہا ہمارا مولاؑ اور غار والوں نے کہا ہمارا مولاؑ' اور جب ہر ایک سے اقرار کروا لیا۔ اب فرمایا:

من کنت مولاہ فھذا علی مولا

''جس جس کا میں مولاؑ' اس اس کا علیؑ مولا!''

یہ پیغام رسالتؐ ہر کسی نے سن لیا..... مگر ایک بات میری سمجھ میں نہیں آتی کہ یہاں بعض مورخین اور بعض مفسرین نے یہ کہنا کیوں شروع کر دیا کہ یہ کلام فصاحت و بلاغت سے گرا ہوا ہے' اس لئے یہ پیغمبرؐ کا فرمان نہیں ہو سکتا..... اب ہم نے ان سے پوچھا.....؟

اگر کوئی علمی بحث آ جائے تو گھبراؤ گے تو نہیں!

سامعین!

دیکھیں! مجھے ہر رنگ کی تقریر آتی ہے اور دل لگا کر بھی کر سکتا ہوں اور دل لگی کی تقریر بھی کر سکتا ہوں۔ فاطمہؑ کے لالؑ نے یہ جو یونیورسٹی کی کلاسیں لگا رکھی ہیں ان سے ہمیں بھرپور استفادہ کرنا چاہئے۔ اس لئے میں کہا کرتا ہوں کہ اگر درمیان میں کوئی علمی بحث آ جائے تو ہمیں گھبرانا نہیں چاہئے' اللہ نے دل و دماغ میں وسعت عطا فرمائی ہے۔ تو اعتراض یہ ہوا کہ یہ جو کلام ہے خطبہ غدیر میں:

من کنت مولاہ فھذا علیؑ مولاہ

تو یہ کلام ''فھذا'' کی وجہ سے فصاحت و بلاغت سے گر گیا ہے' چنانچہ یہ نبیؐ کا کلام ہی نہیں ہو سکتا.....

ہم نے پوچھا' وہ کیسے؟

جواب ملا' وہ اس طرح کہ اگر میں آپ سے یہ کہوں کہ ''یہ'' سپیکر یہاں سے ہٹا دو

آپ لوگ سمجھیں گے کہ مولوی کو زبان و ادب سے واقفیت ہی نہیں ہے' اس لئے کہ انہیں کہنا چاہئے تھا کہ سپیکر ہٹا دو' کیونکہ سپیکر ایک ہے۔ لیکن اس نے کہا کہ یہ سپیکر ہٹا لو اور یہ کا لفظ تو وہاں استعمال کیا جاتا ہے جہاں چیزیں دو ہوں.....

تو میں کہتا کہ یہ ہٹا لو اور یہ رہنے دو۔ اب اگر یہ کا لفظ میں ایک سپیکر کے لئے لگا دوں تو ادب کے لحاظ سے یہ فصاحت و بلاغت کے خلاف جاتا ہے۔ معترض نے یہ کہا کہ ...ے میدان غدیر میں علیؑ تو ایک ہے' تو پھر رسولؐ کہتے:

علیؑ مولاہ

''علیؑ اس کا مولا' جس جس کا میں مولا!''

...ر یہ کیوں کہا پیغمبرؐ نے؟

فھذا علیؑ مولاہ

''یہ علیؑ اس اس کا مولا!''

تو لفظ ''یہ'' نے اس کلام کو فصاحت سے گرا دیا۔

اب ہمارے ہاتھ میں بھی باب مدینۃ العلم کا دامن تھا' ہم نے معترض سے کہا کہ لفظ ''یہ'' نے آ کر کلام کو فصیح و بلیغ بنا دیا۔

اس نے کہا' وہ کیسے؟

ہم نے کہا کہ وہ ایسے کہ ذرا جائزہ لیجئے کہ پیغمبرؐ نے کہا:

''جس کا میںؐ مولا' اس کا یہ علیؑ مولا!''

لفظ مولا اور لفظ علیؑ' دو جگہ پر ان کا اطلاق ہے' مولا اللہ کو بھی کہتے ہیں۔ چنانچہ ارشاد پیغمبرؐ ہے:

ان اللہ مولای

''اللہ میرا مولا ہے۔''

تو اس کا مطلب ہے مولا اللہ بھی ہے' مولا پیغمبرؐ بھی ہے اور مولا علیؑ بھی ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

ٹھیک ہے نا!..... لیکن لفظ علی ایک ایسا لفظ ہے جس میں دو شریک ہیں' کیونکہ اللہ نے اپنے لئے کہا:

وھو العلی العظیم

''یعنی میں علی العظیم ہوں۔''

گویا علی اللہ کا نام بھی ہے اور اتفاق ایسا ہے کہ میرے مولاؑ کا نام بھی علیؑ ہے۔(توجہ کیجئے گا......) نگاہ رسالتؐ قیامت تک آنے والے متعصب مورخین کو دیکھ رہی تھی کہ اگر میں نے یہاں لفظ ھذا نہ لگایا تو اللہ کا نام بھی علی ہے' اس کا نام بھی علیؑ ہے۔تو آنے والا مورخ کہے گا کہ یہاں مولا سے مراد وہ علی ہے۔اس لئے پیغمبرؐ نے کہا:

من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ

وہ علی (اللہ) مولا نہیں یہ علیؑ مولا! (نعرۂ حیدری)

توجہ ہے دوستو!

بھئی! ذرا مل کر با آواز بلند نعرۂ حیدری (یا علیؑ)

میرے محترم سامعین! کس علی کو مولا بنایا' رسولؐ نے؟ ارے ایک اور لفظ قابل غور ہے! یہ کس کو علی کہہ رہا ہے؟ ارے پیغمبرؐ کی شان کو تو دیکھئے! کہ انبیاءؑ سے خدا خود کہہ رہا ہے کہ تم ایمان لاؤ اور ہر مسلمان کا عقیدہ ہے کہ جتنے نبیؑ آئے' وہ سب سرکارؐ پر ایمان لائے۔ اس لئے کہ اگر کوئی نبیؑ ایمان نہ لاتا تو وہ نبیؑ ہی نہ رہتا' بلکہ فاسق ہو جاتا۔اس لئے اب ذرا تھوڑا سا آپ بھی میرے ساتھ بولئے کہ ایمان لانے والے کو کیا کہتے ہیں؟ (کیوں میرے خاموش دوستو!) بھئی! ایمان لانے والے کو مومن کہتے ہیں۔ مومن کا مطلب کیا ہے؟ (بولو! تھک گئے ہو؟) ایمان لانے والا! تو جتنے بھی نبیؑ ہیں وہ ایمان لائے ہیں یا نہیں لائے؟ لائے ہیں نا! تو اس لحاظ سے پیغمبرؐ سے ان کا کیا رشتہ ہوا؟ ارے آدمؑ رسولؐ کے کیا ہوئے؟ مومن۔عیسیٰؑ مومن' موسیٰؑ' یعقوبؑ اور نوحؑ سبھی کے سبھی پیغمبرؐ مومنین محمدؐ ہیں۔لو

ین! اب فیصلہ تم پر چھوڑتا ہوں کہ جس نبیؐ کے یہ سارے نبی مومنین ہوں اس کی طرف ے امیرالمومنینؑ کیسا ہوگا؟

یاد رکھئے! اگر یہ تمام انبیاءؑ مومنین ہوں تو امیرالمومنینؑ اسے ہونا چاہئے جو ان م انبیاءؑ کی محنتوں کا خلاصہ ہوگا۔ جس میں آدمؑ کے کمالات بھی ہوں' نوحؑ کے بھی' اہیمؑ کی خوبیاں بھی ہوں اور یوسفؑ کی بھی۔ اور جس میں موسیٰؑ کے اوصاف بھی ہوں عیسیٰؑ کے بھی! الغرض زمانہ رسولؐ میں جتنی جنگیں ہوئیں تو ان میں رسول آخرؐ کی مدد کے ے حکم خداوندی کے مطابق سبھی انبیاءؑ کو آنا چاہئے تھا' مگر کوئی نبیؑ بھی ہمیں آتا نظر نہیں ا۔ کوئی نبیؑ بھی نہیں آیا' بدر میں' احد میں' خندق میں' خیبر میں' اگر کام آئے تو اکیلے علیؑ۔ ر مددگارِ رسولؐ بنے ہیں تو اکیلے علیؑ ..... کیونکہ اکیلے علیؑ میں تمام انبیاءؑ جمع ہیں۔ آدمؑ کا علم' راہیمؑ کا حلم' موسیٰؑ کی ہیبت' عیسیٰؑ کی طریقت' محمدؐ کا جلال' بلکہ اللہ کا جلال بھی علیؑ کی ہستی جمع ہو گیا۔ اور اب جب وہ محمدؐ کی حمایت میں تلوار چلائے گا تو وہ تنہا علیؑ نہیں ہوگا' اس آدمؑ بھی ہوں گے' عیسیٰؑ بھی ہوں گے' موسیٰؑ بھی ہوں گے' مختصراً تمام انبیاءؑ شریک ہوں گے۔

پڑھے لکھے حضرات کو دعوت فکر دے رہا ہوں!

چونکہ علیؑ کی ایک ضربت میں تمام انبیاءؑ کی طاقتیں اکٹھی تھیں' اسی لئے علیؑ کی ایک ضربت ثقلین کی عبادتوں سے بڑھتی چلی گئی۔ (نعرۂ حیدری)

توجہ ہے میرے محترم سامعین!

بس یاد رکھئے کہ یہ خانوادہ وہ خانوادہ ہے کہ جس نے دنیا کو درس دیا کہ قوت کے ہوتے ہوئے' طاقت کے ہوتے ہوئے' گردن کاٹتے رہنا یہ دلیری نہیں ہے۔ بلکہ رحمت کا مجسمہ بن کر رہنا اصل دلیری ہے' کیونکہ رحمتہ اللعالمینؐ نے یہ درس دیا تھا کہ رحمت کا اظہار

Presented by www.ziaraat.com

ہر ایک سے ہوگا، تو ہر شخص رحمۃ اللعالمینؐ پر ایمان لائے گا۔

اب آپ کہیں گے کہ کہیں اس کا مظاہرہ بھی ہوا کہ نہیں.....! تو آیئے میں بتاتا ہوں! طاقت بھی تھی، قوت بھی تھی اور جنگ بھی ابھی شروع نہیں ہوئی تھی اور صرف دو ٹکے کا انسان فاطمہؑ کے لال کو روک رہا تھا اور نہ صرف روک رہا تھا، بلکہ اس نے آگے بڑھ کر گھوڑے کی لگام کو پکڑ کر جھٹکا بھی دیا اور کہا کہ نیچے اتریں، میں آپؑ کو گرفتار کرنا چاہتا ہوں حالانکہ اس وقت تمام ہاشمی جوان بھی تیار تھے، بلکہ ایک ابوالفضل العباسؑ ہی کافی تھا۔ مگر حسینؑ رحمۃ اللعالمینؐ کے نمائندے بن کر جا رہے تھے.....

بھئی! آپ لوگ سمجھدار ہیں، اگر آپ میں سے کوئی شاہی سواری پر جا رہا ہو یا اپنے گھوڑے پر ہی جا رہا ہو اور دو ٹکے کا کوئی غلام گھوڑے کی لگامیں پکڑ لے اور کہے کہ نیچے اترو، تو گولیاں نہیں چل جائیں گی.....؟

دور کیوں جاتے ہیں، اسمبلی کا ایک ممبر غلام حیدر وائیں کے دور میں اپنی گاڑی کے شیشوں پر سیاہ کاغذ (Black Paper) لگائے ہوئے جا رہا تھا۔ پولیس والے نے روک لیا، تو اسمبلی میں قراردادِ مذمت پیش ہوگئی کہ اس نے ہمارا استحقاق مجروح کیا ہے۔ تو اگر دنیا کا ایک عام انسان ایک پولیس والے کے روکنے کو اپنی توہین تصور کرتا ہے تو معاف کرنا وہ جو کربلا کے میدان میں آ رہا تھا، وہ کوئی عام انسان نہیں تھا..... وہ کائنات کا شہزادہ تھا۔ حُر کی ویلیو (Value) ہی کیا تھی، ارے دو ٹکے کا سپاہی اور اس نے شہزادۂ کائناتؑ کے گھوڑے کی لگام پکڑ لی اور صرف لگام ہی نہیں پکڑی بلکہ جھٹکا دے کر کہا کہ نیچے اتریں آپؑ۔

مگر واہ رے رحمۃ اللعالمینؐ کے نواسے! ارشاد فرمایا:

"میں سمجھ گیا ہوں کہ تو مجھے روکنے آیا ہے، بے شک گرفتار کر لینا، بس ایک بات بتا دے کہ تیری زبان میں یہ لکنت کیوں ہے؟....."

حُر نے کہا:

"میں بہت پیاسا ہوں۔"

…نے فرمایا:

"پھر چل بیٹھ، پہلے پانی پی لے پھر گرفتار کر لینا۔"

…رے شیعہ سنی بھائیو!

حسینؑ نے فرمایا:

"عباسؑ بھائی! مشکوں کے منہ کھول دو۔"

مشکوں کے منہ کھول دیئے گئے۔ پینے والے تھوڑے تھے اور پلانے والے زیادہ …ایک ایک ہاشمی نے ایک ایک حکومتی سپاہی کو اپنے ہاتھوں سے پانی پلایا اور جب وہ سب …اب ہوگئے تو سرکار غازیؑ نے کہا:

"مولاؑ! مشکوں میں بہت پانی بچ گیا ہے۔"

…دِ امامؑ ہوا:

"عباسؑ بھائی! جن گھوڑوں پر یہ سپاہی بیٹھ کر آئے ہیں، یہ بھی تو جانور ہیں، یہ پیاسے ہیں، باقی پانی ان گھوڑوں کو پلا دو....."

…سؑ نے کہا:

"مولاؑ! اب بھی پانی بچ گیا۔"

…ؑ نے ارشاد فرمایا:

"ان سپاہیوں کی زرہیں لوہے کی ہیں، یہ گرمی سے تپ گئی ہوں گی۔"

…چہ بقیہ پانی میں سے کچھ پانی ان زرہوں پر چھڑک دیا گیا۔

عباسؑ نے پھر عرض کیا:

"مولاؑ! اب بھی پانی بہت ہے۔"

…مایا:

"عباسؑ! ان کے گھوڑوں کے سم ریت کی گرمی سے تپ گئے ہوں گے،

Presented by www.ziaraat.com

باقی پانی ان پر چھڑک دو۔"

نیاز بیگ والو!

اب ایمان سے بتانا کہ جتنا پانی فاطمہؑ کے لال نے ان کو پلایا ہے' اگر اتنا پانی محفوظ رکھتا تو دسویں کے دن ٦ مہینے کے لال کے لئے پانی کا سوال کرتا؟

مگر واہ رے عالی ظرف حسینؑ! پیاسا ذبح ہوتا رہا' مگر اس کی زبان سے یہ نہ نکلا کہ میں نے تو تمہیں کل اتنا پانی پلایا تھا اور آج تم مجھے پیاسا کیوں ذبح کر رہے ہو؟ مگر اس کا اثر کیا ہوا؟ احسان رائیگاں نہیں گیا' دسویں کی صبح حُر فوج یزیدی میں بیٹھا رہا' مگر جب شہزادۂ علی اکبرؑ نے صبح عاشور کی اذان میں کہا:

اشھد ان محمدارسول اللّٰہ

تو یہ آواز حُر کے کان تک گئی' تو تڑپ کر رہ گیا۔ نہ اٹھا جاتا ہے' نہ بیٹھا جاتا ہے' بڑی مشکل سے کمر پکڑ کر اٹھا ہے حُر! اور ابن سعد سے کہنے لگا:

"او سعد کے بیٹے! کیا یہ جنگ رک نہیں سکتی؟"

اس نے کہا:

"تو گرفتار کر کے لایا ہے' اس لئے پہلا حملہ بھی تجھ ہی سے کرایا جائے گا۔"

حُر نے کہا:

"تم نے تو گرفتار کر کے لانے کو کہا تھا' صرف گھیر کر لانے کو کہا تھا' مگر اب تم اس کو مارنے کی باتیں کر رہے ہو۔"

ابن سعد بولا:

"نہیں! یزید کا یہی حکم ہے کہ پہلا تیر بھی تو ہی چلائے گا۔"

اب حُر سے نہ اٹھا جاتا ہے اور نہ بیٹھا جاتا ہے۔ بڑی مشکل سے اٹھا اور کمر پکڑ کر

طرف چل پڑا۔ خیمے سے اس کا جوان بیٹا نکل کر آ رہا تھا' جس کا نام تھا علی ابن حُر! نے باپ کو آتا دیکھ کر منہ موڑ لیا..... حُر اس کے دونوں ہاتھ پکڑ کر' ہلا کر کہنے لگا:

"بیٹا! آج تمہیں ادب و احترام کا خیال بھی نہیں رہا..... تم نے تعظیم کی نہ سلام کے لئے سر جھکایا۔"

ابن حُر نے ٹھنڈی آہ بھر کر کہا:

"بابا! سلاموں کے موسم گزر گئے' ادب کا وقت بیت گیا۔"

"کیوں؟"

"میں نے تمہیں روکا نہیں تھا کہ حسینؑ کے گھوڑے کی لگام کو ہاتھ نہ ڈال.....؟ میں نے تمہیں منع نہیں کیا تھا کہ ان کا راستہ نہ روک! اب جسے تو گرفتار کر کے لایا ہے' وہ بچتا نظر نہیں آتا۔"

ماتھا پسینے سے شرابور ہو گیا۔ جوان بیٹا بازو سے پکڑ کر خیموں کی طرف لے گیا اور کہنے لگا:

"بابا تمہیں وہ سیاہ خیمے نظر آ رہے ہیں؟"

بولا:

"ہاں۔"

"کس کے ہیں؟"

س کے منہ سے نکل گیا:

"جنہوں نے ہمیں پانی پلایا تھا....."

یہ جملہ سنا تو حُر کا بیٹا کہنے لگا:

"بابا! ذرا کان لگا کر سن کہ تجھے کوئی آواز سنائی دیتی ہے؟"

اس نے کان لگا کر سنا تو جگر پکڑ کر رہ گیا' خیمے سے آوازیں آ رہی تھیں' اماں پانی! کسی نے کہا' ماموں پانی! کسی نے کہا' چچا پانی!

Presented by www.ziaraat.com

حُر کہنے لگا:

''بیٹا! بس میں اب زندہ نہیں رہنا چاہتا۔''

اب آگے آگے بیٹا چلا' پیچھے پیچھے گھوڑے پر حُر چلا اور سیدھے عمر سعد کے پاس گئے اور گھٹنے کے زور سے تیر کمان توڑ کر اس کے منہ پر دے ماری اور کہا:

''اسے اپنے پاس رکھ میں فاطمہؑ کے لال کو سلام کرنے جا رہا ہوں۔''

وہیں سے گھوڑا آگے کی طرف بڑھایا...... اب حُر گھوڑے سے اترا نہیں' گر گیا اور کہا:

''بیٹا! ایک رومال سے میرے دونوں ہاتھ کس کر باندھ دے۔''

پھر کہتا ہے:

''میں بڑا گنہگار ہوں' میں نے انہی ہاتھوں سے لگام کھینچی تھی۔ دوسرا رومال میری آنکھوں پر باندھ دے' میں حسینؑ سے آنکھیں نہیں ملا سکتا۔''

میرے محترم سامعین!

اب جس انداز سے حُر چلا' اس سے دنیا سمجھ رہی تھی کہ کتنا بڑا مجرم آ رہا ہے۔

دیکھئے! وہاں سے کیا جواب ملتا ہے؟

مگر عالم امکان کے دل کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں۔ ادھر سے حُر چلا' ادھر سے رحمت الٰہی چلی۔ گنہگار قریب گیا اور مولاؑ کے گھوڑے کی رکاب پر سر رکھ دیا۔ بندھے ہوئے ہاتھوں سے یہ کہا:

''اخطئت یا بن رسول اللّٰہ!

اے رسولؐ کے بیٹے! مجھ سے بہت غلطی ہو گئی۔''

ادھر حُر نے ابھی یہ کہا تھا کہ مجھ سے غلطی ہو گئی' رحمۃ اللعالمینؐ کے بیٹے نے ایک

اس کے ماتھے پر رکھا' دوسرا ہاتھ اس کی داڑھی پر رکھ دیا' چہرہ اٹھایا' اس کا ماتھا چوم کر کہا:

''بھائی حُر! ہم نے تمہیں معاف کیا!''

علی اکبرؑ جلدی سے گھوڑے سے اترے اور کہا:

''چچا حُر! میرا سلام ہو۔''

ہمؑ نے کہا:

''چچا حُر! میرا بھی سلام ہو۔''

یب ابن مظاہرؓ نے بڑھ کر کہا:

''حُر مبارک ہو! میں بچپن سے حسینؑ کے ساتھ تھا' مگر حسینؑ نے کبھی مجھے بھائی نہیں کہا' تو اتنی جلدی بھائی بن گیا......''

سلام و مبارک کی آوازیں خیموں تک پہنچیں اور ملکہ عالیہؑ نے سنیں تو کہا:

''عونؑ و محمدؑ! یہ کیسی آوازیں ہیں؟''

وٹے شہزادوں نے کہا:

''جس نے کل ماموں کا رستہ روک کر گھوڑے کی لگامیں کھینچی تھیں' وہ مجرم آیا ہے۔''

ہؑ نے پوچھا:

''پھر کیا ہوا؟''

واب ملا:

''ماموں نے اسے بھائی کہہ دیا۔''

لیؑ کی بیٹی نے کہا:

''بھائی کہہ دیا!...... عونؑ و محمدؑ ابھی باہر جاؤ اور دونوں حُر کے دائیں بائیں کھڑے ہو کر کہو کہ ماموں حُر! اماں سلام کہتی ہے۔''

خدا کی قسم! جب شہزادوں نے سلام پہنچایا تو حُر کا چہرہ ہلدی کی طرح زرد ہو گیا'

Presented by www.ziaraat.com

اس کا پورا بدن تھر تھر کانپنے لگا۔

مولاؑ نے کہا:

"حر! خیریت تو ہے؟"

کہا:

"مولاؑ! کوئی خیریت نہیں.....! مولاؑ! آپ سے گزارش ہے کہ آپؑ میرے سفارشی بنیں۔ مولاؑ! مجھے یاد ہے میں نے جب آپؑ کا رستہ روکا تھا اور آپؑ کے گھوڑے کی لگامیں کھینچی تھیں تو میں نے اس وقت محمل سے عورتوں کے چیخنے کی آوازیں سنی تھیں۔ آپ میری سفارش کریں اور علیؑ کی بیٹی سے معافی دلوا دیں' ورنہ میں چین سے مر نہیں سکتا۔"

مولاؑ نے فرمایا:

"حر گھبرا نہیں۔"

آگے مولاؑ' پیچھے حر' عباس غازیؑ نے علم کا سایہ کیا ہوا' حسینؑ خیمے کے اندر' حر خیمے سے باہر! اندر جا کر حسینؑ کہنے لگے:

"میری بہن مبارک ہو! حر آیا ہے۔"

فاطمہؑ کی بیٹی نے کہا:

"حر کو میرا اسلام کہو۔"

بس اتنا سننا تھا کہ حر کی چیخیں نکل گئیں اور وہ رو کر کہنے لگا:

"گنہگار امت کو بخشوانے والی ماں کی بیٹی! تجھے تیری ماں کی چادر کا واسطہ مجھے معاف کر دے' میں گنہگار تیرے دروازے پر معافی مانگنے آیا ہوں۔"

اور بھئی! یہ فقرہ شریف لوگوں کے لئے ہے۔ حسینؑ نے تو کہا تھا نا کہ بھائی حر

نے تمہیں معاف کیا اور اب بہن نے جو فقرہ کہا اسے شریف لہو ہی سمجھے گا۔ جواب میں کی بیٹی کہتی ہے:

"مجھے شرمندہ نہ کر....."

یہ انسانیت کی معراج ہے کہ گنہگار معافی مانگے اور کریم شرمندہ ہو رہا ہو۔

اور اس کے بعد میری شہزادیؑ کی آنکھوں سے آنسو روانہ ہو گئے۔

حسینؑ نے دیکھ کر کہا:

"بہن! آج تو حر بھائی بن کر آیا ہے' آپؑ رو کیوں رہی ہیں؟"۔

بہن کہنے لگی:

"یہی سن کر تو میرا جگر زخمی ہو گیا ہے۔"

کہا:

"کیوں؟"

کہا:

"اس لئے جب دشمن بن کر اس نے راستہ روکا تھا تو تب ہم نے اسے پانی پلایا تھا اور جب بھائی بن کر آیا ہے تو میرے پاس اس کی خدمت کرنے کے لئے کچھ بھی نہیں ہے۔ نہ میں اسے پانی پلا سکتی ہوں' نہ بٹھا سکتی ہوں۔"

اور اس کے بعد کہا:

"اے حر! سن میں تیرے ساتھ دو وعدے کرتی ہوں' ایک آخرت کا اور دوسرا دنیا کا! آخرت کا یہ وعدہ ہے کہ میں تم سے پہلے جنت میں نہیں جاؤں گی اور دنیا کا وعدہ یہ ہے کہ اگر اس بے حیا قوم نے مہلت دی تو میں حسینؑ سے پہلے تیری لاش پر پہنچوں گی۔ تیری لاش پر آ کر اپنے سفید بال کھول کر' بھائی حر کہہ کر تیرا ماتم کروں گی۔"

Presented by www.ziaraat.com

عزیزو!

بس میں یہ کہہ کر اپنا بیان ختم کرتا ہوں کہ جب دسویں کا دن آیا اور امامؑ کا جوان بیٹا شہزادہ علی اکبرؑ میدان جنگ کی طرف جانے لگا تو حُر قدموں میں گر گیا اور کہنے لگا:

''مولاؑ! یہ نہیں ہو سکتا' تیرا جوان جائے اور میرا جوان کھڑا رہے' نہیں.....! پہلے میرا بیٹا جائے گا اور تیرے علی اکبرؑ کے صدقے ہوگا۔''

حسینؑ نے کہا:

''حُر! تو' تو مہمان ہے۔''

حُر نے کہا:

''مہمان میں ہوں یا تو ہے؟ مولاؑ! حقیقی مہمان تو آپ ہیں.....''

اس نے کہا:

''پہلے میرا بیٹا جائے گا۔''

اب حُر کا بیٹا امامؑ سے اجازت لے کر چلا۔ حُر کا جوان بیٹا جب جنگ کرتے کرتے زخمی ہو کر گرنے لگا تو کہنے لگا:

''مولاؑ! میرا آخری سلام!''

اور باپ سے کہا:

''بابا! حُر میری لاش پر پہنچو۔''

نیاز بیگ کے شیعہ سنی بھائیو!

مجھے سوچ کر بتانا جب جوان بیٹا زخمی ہو کر گرنے لگے اور باپ کو آواز دے کہ میری لاش پر آؤ' تو باپ پوری قوت سے بیٹے کی لاش پہ پہنچے گا یا نہیں؟ پہنچے گا نا!.....حُر پوری قوت سے دوڑا اور بیٹے کی لاش پر پہنچا۔ مگر وہاں جا کر اس کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں، جب وہاں پر اپنے سے پہلے فاطمہؑ کے لال کو دیکھا۔ حُر کے بیٹے کا سر حسینؑ کے زانو پر تھا

فرما رہے تھے:

''یااللہ! یہ حُر کی قربانی نہیں ہے' میری قربانی آ رہی ہے۔ یااللہ! تو اس قربانی کو قبول فرما۔''

حُر کھڑا غور سے دیکھتا رہا..... اور جب بیٹے نے آخری ہچکی لی تو لاش کو اٹھانے کے لئے اٹھا۔

اب ذرا آخری فقرہ غور سے سنئے! فقام الحسین تاریخ نے کہا کہ حسینؑ کھڑے ہو گئے۔ حُر کے شانے پر ہاتھ رکھ کر پیچھے دھکیل دیا اور کہا:

''حُر! تو یہ کیا کرنے لگا ہے؟''

حُر نے کہا:

''مولاؑ! میں اپنے بیٹے کی لاش اٹھانا چاہتا ہوں۔''

تو حسینؑ نے کہا:

''تو شریعت کی پابندی میں نیا نیا آیا ہے' اس لئے تجھے معلوم نہیں۔ حُر! سن میں محافظ شریعت ہوں جب تک میں زندہ ہوں تجھے تیرے بیٹے کی لاش نہیں اٹھانے دوں گا..... کیونکہ شریعت کے احکام کے مطابق کوئی باپ اپنے جوان بیٹے کی لاش نہیں اٹھا سکتا۔''

نیاز بیگ والو!

بہتے ہوئے آنسوؤں کے ساتھ' ذرا کربلا کی طرف رخ کر کے صرف اتنا پوچھو کہ فاطمہؑ کے لالؑ یہ فقرہ جو تو نے حُر سے کہا تھا اکبرؑ کی لاش پر کتنا یاد آیا ہوگا' علی اصغرؑ کی لاش پر کتنا یاد آیا ہوگا۔

یہ وہ گھرانہ ہے دوستو! جو آپ کو عفت' رحم اور کرم کا درس دیتا ہے۔ میری دعا ہے کہ خداوند عالم ہمیں حسینؑ ابن علیؑ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا کرے۔

☆●☆●☆

Presented by www.ziaraat.com

مجلس چہارم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربی

خداوند پاک ملک اسلم صاحب کو وارث اور جانشین عطا فرمائے اور آپ تمام حضرات کو اس عبادت میں زیادہ سے زیادہ شرکت کی توفیق عطا فرمائے۔ (صلواۃ)

عزیزانِ گرامی!

آج مختلف موضوعات اور مختلف عناوین پر بہت سی فرمائشیں ہیں، مگر سب سے زیادہ تاکید اور اصرار اس پر ہے کہ ہمیں معراج کے بارے میں بھی کچھ بتائیں۔ موضوع بہت طویل ہے اور وقت نہایت مختصر ہے۔ اس اہم موضوع کا اتنے مختصر وقت میں احاطہ کرنا میرے اختیار میں نہیں، البتہ جو کچھ ممکن ہے، پیش خدمت ہے:

دراصل اس مسئلے کو دو طرح کے افراد اور دو مختلف طبقوں نے زیر بحث لا کر ذہن انسانی کو مشکوک کر دیا ہے اور سیدھے سادے عوام کو پریشان کرنے کی کوشش کی گئی ہے......

ان دو طبقوں میں سے پہلا طبقہ ہے، ان مولوی صاحبان کا کہ جنہوں نے پیغمبر اکرمؐ کو اپنے جیسا سمجھا اور وہ سوچ میں پڑ گئے کہ ہم جیسا بھلا معراج کی بلندیوں پر کیسے جا سکتا ہے؟ اور دوسرا طبقہ سائنسدانوں کا ہے کہ جنہوں نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ جس زمانے میں راکٹ تھے نہ ہوائی جہاز، انسان کا جسم کشش ثقل سے بھلا باہر کیسے نکل سکتا ہے؟

...فرمائیے گا میرے سامعین!

ہو سکتا ہے آج میں اس موضوع پر مکمل روشنی نہ ڈال سکوں، مگر مجالس تو ماشاء اللہ ...ق رہیں گی اور کبھی نہ کبھی اس کی تکمیل ہو ہی جائے گی...... البتہ سائنسدانوں نے پہلا ایشو (Issu...) یہ پیدا کیا کہ ہر شے اپنے مرکز کی طرف کھنچتی ہے اور انسان عناصر اربعہ یعنی مٹی، ...، آگ اور ہوا کا مجموعہ ہے۔ یعنی انسان کے بدن میں ایک مخصوص تناسب سے مٹی، ہوا، ...ف اور پانی موجود ہیں...... آپ مٹی کا ڈلا لیں اور اسے اوپر پھینکیں تو وہ اتنی دیر اوپر رہے ... جتنی اس میں آپ کی طاقت منتقل ہوئی۔ یعنی جتنی طاقت سے آپ نے اس کو اوپر پھینکا، ...ن جب یہ طاقت ختم ہو جائے گی تو زمین کی طرف کھنچتا چلا آئے گا، کیونکہ نیچے زمین ہے ...ر زمین اپنے جزو کو کھینچ لیتی ہے جیسا کہ ہر مرکز اپنے جزو کے لئے کشش رکھتا ہے...... آپ ...ے بال پانی میں ڈبوئیں گے بھی تو نہیں ڈوبے گا اور صرف اتنی دیر ڈوبے گا جتنی دیر آپ ...ے ہاتھ کا دباؤ اس پر رہے گا، جونہی آپ طاقت ہٹا دیں گے اوپر تیرنے لگے گا۔ ماچس کی ...ں جلائیں تو شعلہ اوپر کی طرف جاتا ہے نیچے نہیں آتا، اس کا سبب کیا ہے؟ کہ اس کا مرکز ...ہے کرۂ نار جو اوپر ہے، لہٰذا وہ اپنے جز کو اوپر کھینچتا ہے۔ اسی طرح جب بھی بارش ہو، پانی اوپر ...ہیں جاتا نیچے ہی آتا ہے کیونکہ پانی کا مرکز کرۂ آب ہے اور وہ نیچے زیر زمین ہے۔ تو اب ...سائنسدان یہ کہتے ہیں کہ سرکارؐ جو اوپر معراج پر گئے ہیں تو وہ کیسے گئے ہیں؟ کشش ثقل نے ...ہیں کیوں نہیں روکا؟ (پانی، مٹی، آگ، ہوا چاروں عناصر نہیں بلکہ مختلف عناصر کے مرکبات ...ہیں۔ یہ نظریہ پرانے حکماء کا تھا، جو ہمارے مذہبی طبقوں میں جوں کا توں چلا آ رہا ہے) کرۂ ...آب کیونکر رکاوٹ نہیں بنا؟ ہوا کے مرکز نے انہیں کیوں نہیں روک لیا؟ آگ کے مرکز نے ...ہیں اپنے مرکز کے اوپر کیسے جانے دیا؟ سائنسدانوں کی ان باتوں سے یہ شبہ پیدا ہوا کہ ...معراج ہوئی ہی نہیں...... اب مسلمانوں کے تمام فرقوں کے نزدیک سائنس کا منکر تو مسلمان ...ہو سکتا ہے، معراج کا منکر مسلمان نہیں! کیونکہ معراج مسلمات میں سے ہے اور معراج نبیؐ کا

Presented by www.ziaraat.com

منکر کسی فرقے کے نزدیک بھی مسلمان نہیں ہوسکتا۔ اب میں ان سائنسدانوں سے بس یہی کہتا ہوں کہ آپ کو کہیں اور سے جواب ملے یا نہ ملے' لیکن باب مدینۃ العلم کے جو پروانے ہیں یہ مطمئن کئے بغیر آپ کو جانے نہیں دیں گے۔ (نعرۂ حیدری!)

سائنس دانو!

یاد رکھئے کہ آگ' پانی' ہوا اور مٹی اسے اپنی طرف کھینچیں گے کہ جس کی خلقت میں یہ شامل ہوں گے۔ لیکن وہ ہستی جو اس وقت پیدا ہوئی جب نہ آگ تھی' نہ پانی' نہ مٹی' نہ ہوا! اسے نہ پانی روک سکتا ہے' نہ ہوا روک سکتی ہے' نہ مٹی روک سکتی ہے اور سائنس کے اس کلیے کا اطلاق کہ ہر جزو اپنے کل کی طرف کھنچتا ہے' کا اطلاق معراج پر نہیں ہوتا۔ ارے! اس کلیے کا اطلاق جہاں ہوتا ہے وہاں کیجئے۔ دیکھئے! دو چیزیں آپ اوپر باندھ دیں' ایک غبارہ باندھ دیں اور ایک مٹی کا ڈھیلا باندھ دیں' دونوں کے دھاگے کو کاٹ دیں تو مٹی کا ڈھیلا نیچے آئے گا اور غبارہ اوپر جائے گا۔ اس لئے کہ اس میں جو گیس بھری ہوئی ہے ہائیڈروجن' اس کا مرکز اوپر ہے وہ اسے اوپر کھینچ رہا ہے۔ کل اوپر ہے' کل جز کو کھینچ لیتا ہے' کل اور جز کی بحث کو معراج پر نہ لائیے' بلکہ وہاں لے جائیے جہاں اس کا مرکز ہے۔ تمہارا اصول یہ ہے کہ کل جزو کو کھینچ لیتا ہے اور اگر پیغمبرؐ یہ کہے کہ

''علیؑ کل ایمان ہے۔۔۔'' (نعرۂ حیدری!)

چنانچہ اب جس کے دل میں ذرا برابر ایمان بھی ہوگا تو علیؑ کا نام آتے ہی وہ جزو اپنے کل سے آملے گا اور زبان سے علیؑ علیؑ نکلنا شروع ہو جائے گا۔ (نعرۂ حیدری!)

توجہ ہے میرے محترم سامعین!

تو پہلا مسئلہ یہ ہے کہ سائنسدانوں نے معراج کو متنازعہ بنایا ہے کہ اس طرح کی طاقتوں نے حضورؐ کو معراج پر جانے سے کیوں نہیں روکا؟

اور ادھر مولوی صاحبان نے بھی واقعہ معراج کو ایک فرضی روایت کے ذریعے ایک بنا کر رکھ دیا ہے۔ روایت کچھ یوں ہے کہ ہم سیدوں کی نانی اماں ارشاد فرماتی ہیں:

ما فقط بجسد رسول اللّٰہؐ لیلۃ المعراج

''میں نے معراج کی شب رسول اللہؐ کو اپنے بستر سے جدا نہیں پایا۔۔۔!''

مولوی صاحبان اس روایت کو لے کر آگے چلے۔ میں کہتا ہوں' مولوی صاحبان عقل کے ناخن لو! ہم حضرت ابوبکر صدیق کو صدیق اس لئے کہتے ہیں کہ سب سے پہلے معراج کی تصدیق ہی انہوں نے کی۔ چنانچہ ان کا فرمان ہے:

''میں نے اپنی آنکھوں سے پیغمبرؐ کو معراج پر جاتے ہوئے دیکھا۔۔۔''

میں مولوی صاحبان سے کہوں گا کہ خدا کے لئے باپ بیٹی میں تو اختلاف نہ کیجئے۔ بیٹی کہتی ہے کہ رسولؐ معراج پر گئے ہی نہیں اور باپ کہتا ہے کہ میں نے رسولؐ کو معراج پر جاتے ہوئے خود دیکھا ہے۔ اب ایک صدیق ہیں اور ایک صدیقہ۔۔۔ میں سید ہونے کے ناطے مولویوں سے گزارش کروں گا کہ ہمارے نانا اور نانی میں اختلاف پیدا کرنے کا آپ کو ذرا کوئی حق حاصل نہیں ہے۔

مولوی صاحبان!

ارے! آپ عقل سے ہاتھ کیوں دھو بیٹھے ہیں؟ ذرا کتب تاریخ کا تو مطالعہ کرلو تو تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ پہلی روایت تو ہے ہی خلاف عقل۔۔۔ اس لئے کہ معراج ہوئی ہے ہجرت سے چھ مہینے پہلے۔۔۔ شعب ابی طالب سے یا ام ہانی کے مکان سے! تاریخ واقدی میں علامہ واقدی رقم طراز ہیں کہ معراج ہجرت سے ۶ مہینے پہلے ہوئی' جبکہ ام المومنین سے شادی مکے سے مدینے ہجرت کے چھ ماہ بعد ہوئی۔ یعنی معراج مکے میں ہوئی اور شادی مدینے میں! تو پھر تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ حضرت عائشہ ارشاد فرماتی ہیں:

Presented by www.ziaraat.com

"میں نے شب معراج رسولؐ کو اپنے بستر سے جدا نہیں پایا۔"

شادی سے پہلے بیوی کو بستر پر لے آنا آپ کی فقہ کا اصول ہوگا' فقہ جعفریہ کا یہ اصول ہرگز نہیں۔ (نعرۂ تکبیر' نعرۂ رسالت' نعرۂ حیدری!)

سامعین گرامی!

جہاں تک سرکار دو عالمؐ کی ذات کا تعلق ہے' تو جیسا کہ میں نے کل بیان کیا تھا کہ مسلمات میں سے ہے:

اول ما خلق اللّٰہ نوری

کہ سب سے پہلے حضورؐ کے ارشاد کے مطابق "اللہ نے ان کا نور بنایا" یعنی نور نبیؐ اس وقت بھی موجود تھا جب اس دنیا میں کسی شے کا وجود بھی نہ تھا۔ نہ زمین کا زمردیں فرش تھا' نہ آسمان کا نیلگوں شامیانہ اور نہ ستاروں سیاروں کی قندیلیں آویزاں ہوئی تھیں...... نہ لکھنے کے لئے قلم کا سر قلم ہوا تھا' نہ لوح کی بساط بچھی تھی۔ ارے! کائنات کی کوئی شے بھی تخلیق نہ ہوئی تھی۔ ایک وہ بنانے والا تھا اور دوسرا نور محمدیؐ بننے والا تھا...... ایک لامکان بنا رہا تھا' ایک لامکان بن رہا تھا...... ایک لازمان بنا رہا تھا' ایک لازمان بن رہا تھا...... ایک بے مثال بنا رہا تھا' ایک بے مثال بن رہا تھا۔ ایک نور تخلیق کیا گیا' پھر اس نور کو ٹکڑوں میں تقسیم کرتا چلا گیا۔ ایک کے ۲ ٹکڑے ہوئے' پھر ۲ کے ۵ ٹکڑے بنے' پھر ۵ کے ۱۴ بنے......!

توجہ ہے نا دوستو!

جب اللہ رب العزت نے اس ایک کو تخلیق کیا تو رکھا کہاں؟...... ذرا اس زاویے سے بھی معراج کا ذکر سنتے جایئے۔ تو اللہ نے اس نور کو کہاں رکھا؟ ارے بھائی! عرش پر رکھا' یہی کہو گے نا! تو صاحب! جب عرش بنا ہی نہ تھا تو پھر عرش پر کیسے رکھا؟ اور اگر آپ کہیں کہ آسمان پر رکھا تو آسمان اس وقت کہاں بنا تھا؟ اگر آپ کہیں کہ جنت میں رکھا' تو جنت تو بنی

...ھی۔ (توجہ ہے! میں کوشش کر رہا ہوں کہ علم کلام کے ان مسائل کو نہایت آسان زبان ...آپ تک پہنچاؤں......) اب آپ کہیں گے کہ لامکان بنایا' تو سن لیجئے! لامکان صرف ...رف اللہ رب العزت کی ذات ہے' باقی جو بھی ہے وہ صاحب مکان ہے......!

...بھئی!

کہاں رکھا اللہ نے اس نور کو...... جب نہ جنت بنی تھی' نہ عرش بنا تھا......!

میرے چھٹے مولاؑ سے کسی نے پوچھا کہ

"ما العرش

مولاؑ! یہ عرش کیا ہے؟"

"سمجھنے سمجھانے کے لئے بلندیوں کی آخری حد کا نام عرش ہے۔"

...ں:

وھو فی العلم الالٰھی

...یہ اللہ کے علم میں ہے کہ عرش کیا ہے؟...... بس سمجھنے کے لئے سب سے آخری بلندی کا ...عرش ہے۔ اس کے علاوہ عرش کو نہ کوئی سمجھ سکتا ہے اور نہ ہی کوئی سمجھا سکتا ہے...... بس علم ...کی بات ہے۔

...ے دوستو!

یہی تو وہ فلسفہ ہے جسے جناب فضہؑ نے کسی صحابی کے سامنے بیان فرمایا تھا تو وہ ...یشان ہوگیا۔ صحابی نے کہا:

"فضہؑ مبارک ہو!"

...ضہؑ نے کہا:

Presented by www.ziaraat.com

''کیسی مبارک؟''

کہا:

''مفت میں جنت لے لی۔''

فضہؑ نے کہا:

''کیسی جنت' کونسی جنت' کہاں کی جنت؟؟؟''

صحابی نے کہا:

''وہ جنت کہ جس میں چشمے پھوٹتے ہیں' نہریں بہتی ہیں' حوریں رہتی ہیں۔''

فضہؑ نے کہا:

''وہ جنت لے کر میں کیا کروں گی؟ وہ جنت تو میرے غلاموں اور کنیزوں کے لئے بنی ہے۔''

صحابی نے کہا:

''فضہؑ! وہ تمہاری جنت نہیں تو پھر تمہاری جنت کونسی ہے؟''

فضہؑ نے کہا:

''واہ! اتنی دیر صحبت رسولؐ میں رہے اور یہ بات تک سمجھ میں نہ آئی' اتنی بھی معرفت نصیب نہ ہوئی! بھئی! میری جنت تو دروازۂ بتولؑ ہے' خانہ بنت رسولؐ ہے' جہاں میرے شہزادے اور شہزادیاں رہتی ہیں۔''

صحابی نے کہا:

''تو پھر تو اپنی شہزادی کے ساتھ رہے گی' جنت میں نہیں رہے گی۔''

فضہؑ نے کہا:

''ہاں!''

صحابی نے کہا:

''تو جب تمہاری شہزادی جنت کا دورہ کرنے گی' رعایا کی خبر گیری کے لئے تو پھر وہ کہاں ٹھہرے گی؟''

نے کہا:

''میری شہزادی وہاں رہے گی جہاں تخلیق جنت سے پہلے رہتی تھی۔'' (نعرۂ حیدری.....صلواۃ)

یزانِ محترم!

اب وہ کون سا مقام ہے' کونسی جگہ ہے جہاں یہ ہستیاں رہائش پذیر ہوں گی؟ اس سے آگے میں بھی نہیں بتا سکتا.....بس تمہید کے واسطے صرف اتنا عرض کئے دیتا ہوں کہ اللہ نے ان انوار مقدسہ کو خلق کرنے کے بعد اپنے علم کے مطابق رکھا اور پھر اسی مقام کا تعارف کروانے کے لئے ایک دن اعلان کر کے اپنے پیغمبرؐ کو بلایا..... کہ آ میرے حبیب! میں تجھے خود لے جاتا ہوں۔

سبحان الذی اسری.....

مقدس ہے وہ ذات جو لے گیا' اپنے عبد کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ کی طرف! اب مسجد حرام تو خانہ کعبہ ہے اور کہا گیا ہے کہ مسجد اقصیٰ وہ ہے جو یروشلم میں یہودیوں کے قبضے میں ہے۔ لیکن آیہ مبارکہ کو آگے پڑھیں تو یہ بات قابل تسلیم نہیں' اللہ فرماتا ہے:

بر کنا حولہ

''اس کا ماحول یعنی اس کا اردگرد یا گرد و پیش بڑا مبارک ہے۔''

اب مسجد اقصیٰ جو یروشلم میں ہے' اس کے اردگرد تو یہودی بندوقیں لئے کھڑے ہیں۔ تو معاف کرنا وہ ماحول مبارک کیسے؟

محترم سامعین!

مسجد کہتے ہیں سجدہ کرنے کی جگہ کو' اقصیٰ کہتے ہیں آخری حد کو! گویا کائنات کی وہ

Presented by www.ziaraat.com

آخری حد جہاں سجدہ کرنے والوں نے اللہ رب العزت کو سجدہ کیا وہ ہے مسجد اقصیٰ.....!

(نعرۂ تکبیر' نعرۂ رسالت' نعرۂ حیدری)

بس اللہ نے اپنے محبوب سے کہا کہ ایک رات چپکے سے تو میرے پاس آ جا' تا کہ تیرا تعارف ہو جائے اور لوگوں کو تخلیق کائنات سے قبل تیری رہائش گاہ کا پتہ چل سکے۔ بس اسی مکان تک آنے جانے کا نام ہے معراج' جہاں یہ انوار مقدسہ تخلیق عرش سے بھی پہلے مقیم رہے۔

(نعرۂ تکبیر' نعرۂ رسالت' نعرۂ حیدری)

توجہ ہے میرے صاحبان!

اب یہاں مولوی حضرات کہتے ہیں کہ اللہ نے اپنے گھر بلوایا تو اللہ کا کوئی گھر ہے؟ بولو بولو!! زمین پر اللہ کا گھر بیت اللہ یعنی خانہ کعبہ ہے..... تو اب مجھے بتاؤ کہ اللہ کے گھر میں کوئی جوتوں سمیت جاتا ہے؟ میں چیلنج سے کہہ سکتا ہوں کہ کسی کتاب میں دکھا دو کہ رسولؐ کبھی اللہ کے گھر میں جوتیاں پہن کر گیا ہو۔

بھئی! میں جھنگ کا رہنے والا ہوں' ہمارے علاقے میں کوئی مسئلہ سمجھ میں نہ آئے تو اس پر ''گویڑ'' کرتے ہیں..... ''گویڑ'' سمجھتے ہو؟ یہ نیاز بیگ بھی ایک بہت بڑا ''پنڈ'' ہے میں اسی لئے یہاں فلسفے اور منطق کی باتوں سے گریز کرتا ہوں کہ کہیں آپ یہ نہ کہیں:

''کیہہ مولوی بلایا ملک اسلم نے' وان وٹیندا گیا۔''

توجہ چاہتا ہوں! میں کوشش کرتا ہوں کہ آسان الفاظ میں علمی بحثیں آپ کے گوش گزار کروں..... تو میں کہہ رہا تھا کہ مجھے یقین ہے کہ اللہ کا رسولؐ زمین پر اللہ کے گھر کبھی جوتیاں لے کر نہیں گیا.....!

اب بتاؤ کہ رسولؐ اپنے گھر یا اپنی بیٹی کے گھر کسی دن جوتیاں اتار کے گئے؟ نہیں ہرگز نہیں!! تو ثابت ہوا کہ رسولؐ' اللہ کے گھر جوتیاں اتار کر جاتا ہے اور اپنے اور اپنی اولاد

ھر جوتے پہن کر جاتا ہے۔ تو اب تم سوچ کر انصاف سے بتاؤ کہ معراج کی شب رسولؐ اں پہن کر اللہ کے گھر جا رہا تھا یا اپنے گھر.....! (نعرۂ حیدری)

زیزانِ گرامی!

شیعہ اور سنی دونوں کے ہاں روایات میں ہے کہ سیدہ عالمؑ کے بے شمار رشتے ئے' لیکن حضورؐ نے سب کے جواب میں ایک ہی جملہ فرمایا:

ما زوجتها ولكن الله زوجها على العرش

''فاطمہؑ کی شادی میں نے نہیں کرنی' فاطمہؑ کی شادی اللہ نے عرش پر کر دی ہے.....!''

بھئی! اللہ نے کیسے پڑھ دیا نکاح' جب کہ علیؑ تو یہاں نیچے زمین پر ہے؟ اب ''گویڑ'' کرو' بھئی! میرے علاقے میں تو ''گویڑ'' ہی کہتے ہیں۔ شیعہ سنی دونوں کتابوں میں ہے کہ پیغمبرؐ کہہ رہا ہے کہ فاطمہؑ کا نکاح اللہ عرش پر پڑھ چکا ہے۔ بھئی! زمین پر کیوں نہیں پڑھا نکاح؟

اب یہ معمہ بھی کھول دیتا ہوں۔ ارے بھئی! نکاح پڑھا جاتا ہے' لڑکی کے ماں باپ کے گھر! سمجھ میں آ رہی ہے نا بات!..... بھئی! جہاں لڑکی کا گھر تھا' جہاں لڑکی کے ماں باپ رہتے تھے' بھئی! اللہ نے وہیں پڑھنا تھا نا' لڑکی کا نکاح!..... (نعرۂ حیدری)

لیکن پھر بھی اللہ نے پیغمبرؐ سے کہا کہ ایک نکاح تم زمین پر بھی پڑھ کر دکھاؤ جیسے عام خواتین کا نکاح پڑھا جاتا ہے..... تو پیغمبرؐ نے نیچے زمین پر مسجد مدینہ میں بیٹھ کر بھی نکاح پڑھ دیا۔

دوستو!

جس طرح تمام خواتین کا نکاح پڑھا جاتا ہے' جیسا کہ عام طریقے سے..... تو شیعہ

Presented by www.ziaraat.com

سنی دونوں طریقوں سے ایک نکاح پڑھا جاتا ہے' مگر میری شہزادی وہ واحد شہزادی ہے کہ جس کا نکاح دوطرح سے پڑھا گیا...... ایک خاص نکاح اور ایک عام نکاح!

اور اگر آپ جاگ رہے ہیں تو پھر یہ جملہ بھی توجہ سے سن لیں کہ دنیا میں جن کا نکاح ایک ہی طریقے سے پڑھا گیا' ان کی نسل بھی ایک ہی طریقے سے چلی' مگر میری شہزادی کا نکاح دوطرح سے ہوا تو نسل بھی دوطرح کی چلی' ایک خاص اور ایک عام...... عام وہ سید ہیں جو اس زمین پر پھیلے ہوئے ہیں اور خاص وہ معصوم امامؑ ہیں جن پر کائنات کا دارو مدار ہے... (نعرۂ حیدری)

بھئی اس طرح نہیں مل کر صلواۃ پڑھیں محمدؐ و آلِ محمدؐ پر! تاکہ دنیا کو پتہ چلے کہ تمہارا اصل گھر ہے کونسا؟

توجہ ہے کہ نہیں!

خدا کی قسم! بیت محمدیؐ کا شرف جاننے والے جبرائیلؑ کو حکم ربی ہوا کہ جاؤ اور جس شان کا یہ گھر ہے' اسی شان کی سواری لے کر جاؤ۔

توجہ ہے میرے دوستو!

رات کا سہانا وقت تھا' عروس شب مغرب کے حجرے سے نکل کر فضائے عالم میں گل کاری کر رہی تھی' تارے چمک چمک کر کائنات کی مانگ میں موتی سجا رہے تھے' کہکشاں چہرۂ آسمان پر افشاں چھڑک رہی تھی' سیارے' ستارے معراج کی خوشی میں شاداں و رقصاں تھے' قطب اپنی جگہ پر کھڑا ہوا دیکھ رہا تھا...... اور جنت اس شان سے سجائی گئی تھی کہ زعفران کی گھاس اگائی گئی تھی' کوثر و تسنیم سے زمین کی آبپاشی کی گئی تھی' طوبیٰ کے فرش سے روشوں کو آراستہ کیا گیا تھا' عنبر اشرف کے سنگ ریزوں سے فرش چنا گیا تھا' تحت فلک ستاروں کی چمک سے دمک رہا تھا جیسے صوابی کے ہیرے جڑے گئے ہوں' کہکشاں کے چمکیلے نقش و نگار

سجے تھے' چاند اپنی ضوافشانی سے چار چاند لگا رہا تھا' ملائکہ فلک پر کمیٹیاں تشکیل دے کر محو انتظام و انصرام تھے' انبیائے کرامؑ ایک جلسہ خاص منعقد کر کے کرسی صدارت حضرت ابراہیمؑ کو پیش کر رہے تھے' فضا میں شہاب ثاقب کی پھلجھڑیاں پھوٹ رہی تھیں' کعبہ قوسین سلطنت الٰہیہ کا محل تھا' تخت توحید شان یکتائی سے سجایا جا رہا تھا۔ اس تخت کے درمیان میں ایک پردہ لٹکایا جا رہا تھا اور اپنے محبوب کو بلایا جا رہا تھا۔

(نعرۂ تکبیر' نعرۂ رسالت' نعرۂ حیدری)

عزیزو!

اب بیت محمدیؐ کا شرف جاننے والے جبرائیلؑ کو حکم ہوا کہ برق ایسا براق اور فرفر اڑتا ہوا رف رف میرے حبیبؐ کی سواری کے لئے لے جاؤ...... جبرائیلؑ براق لے کر آئے تو ذرا مچلا مگر جب محمدؐ کا نام سنا تو سنبھلا۔ جبرائیلؑ نے رکاب پکڑی' میکائیلؑ نے لگام تھامی' کائنات کا بادشاہ سوار ہوا۔ فضا میں برق کی طرح چلا' ہوا میں سرسر کی مانند اڑا' چشم زدن میں ورقِ زمین کو ورقِ کتاب کی طرح الٹ کر رکھ دیا اور آسمانی طبق پر جا نکلا۔ **والملائکۃ صفا ولا یتکلمون** سکوت کا عالم خاموشی محرم تھا' **لایسمعون فیھا لغو ولا تسلیما الاقیل السلام سلام** کی آوازیں آ رہی تھیں۔ پہلا آسمان گزرا' دوسرا آسمان گزرا' تیسرا آسمان گزرا' اللہ کا حبیبؐ ہر آسمان پر ایک ایک نبیؑ سے ملاقات کرتا ہوا چوتھے آسمان پر پہنچا' ایک باپ کے یتیم بچے کے سر پر ہاتھ پھیرا۔

توجہ ہے میرے سامعین!

وہاں سے اور آگے بڑھتا ہوا مقام مرحوسہ تک پہنچا۔ چلتے چلتے اب جبرائیلؑ بیچارہ بھی ساتھ ساتھ پرواز کرتا جا رہا ہے اور سواری ہے کہ چلی جا رہی ہے۔ سدرۃ المنتہیٰ پہ آتے ہی سواری جو تیزی سے آگے بڑھی تو دیکھا کہ ادھر ادھر' کوئی ساتھی نظر نہیں آیا' بلندی سے غور

Presented by www.ziaraat.com

سے دیکھا کہ ساتھی کدھر گیا ہے' دیکھا تو ساتھی نیچے کھڑا نظر آیا۔ کہا:

''جبرائیلؑ آؤ۔''

جبرائیلؑ نے کہا:

''حضورؐ جاؤ۔'' (نعرۂ رسالت' نعرۂ حیدری)

توجہ ہے کہ نہیں!

دنیا کہتی ہے کہ سدرۃ المنتہیٰ پر رک گیا۔ ارے! اب بھی تمہاری سمجھ میں نہیں آیا کہ سدرۃ المنتہیٰ کیا ہے؟ کیوں جبرائیلؑ آگے نہیں بڑھا؟ ارے! سدرۃ المنتہیٰ دروازہ ہے اس گھر کا جہاں اللہ رب العزت نے ان ہستیوں کو رکھا۔

جبرائیلؑ نے کہا:

''حضورؐ! بس میں آگے نہیں آ سکتا۔ اب آپؐ جائیں' آگے آپؐ ہی کے جانے کی جگہ ہے' آپؐ ہی کا گھر ہے.....''

کہا:

''کوئی بات نہیں' تم بھی تو آؤ!.....''

کہا:

حضورؐ! جاؤ۔''

حضورؐ نے کہا:

''تم آتے کیوں نہیں؟''

اب سب نے لکھا کہ جبرائیلؑ نے کہا:

''حضورؐ اب انگلی کی ایک پور جتنا بھی آگے بڑھوں گا تو جل جاؤں گا۔''

بس صاحبان!

آج کا بیان میں یہیں سمیٹوں گا کہ اکیلا جبرائیلؑ ہے اور صرف پیغمبر اکرمؐ ہیں' کوئی اور سننے والا نہیں۔ جبرائیلؑ نے کہا' آگے جاؤں گا تو جل جاؤں گا.....! یہی کہا تھا نا.....! تو پیغمبرؐ نے پلٹ کر تسلی کیوں نہ دی کہ نہیں جلو گے' میرے ساتھ ہو.....!

جبرائیلؑ چپ کر کے وہیں بیٹھ گیا' سرکارِ دوعالمؐ آگے چلے گئے' سرکارؐ کے پاؤں میں جوتا بھی تھا' غالباً جوتے نے پلٹ کر کہا ہوگا' بھائی جبرائیلؑ سلام .....! میں تو جا رہا ہوں' تو کیوں نہیں جا سکتا؟

جبرائیلؑ نے کہا' یہ فلسفہ یہاں آ کر میری سمجھ میں آیا کہ جب رسولؐ زمین سے یہاں تک آ رہے تھے تو میں ان کے شانہ بشانہ اڑ رہا تھا' لیکن تو ان کے پاؤں میں تھا..... گویا جس نے ان کی برابری کی جسارت کی وہ نیچے رہ گیا اور جس نے پاؤں پکڑ لئے' وہ اوپر چلا گیا۔ (نعرۂ رسالت' نعرۂ حیدری' نعرۂ صلوٰۃ)

میرے محترم سامعین!

اب آگے کہاں گئے؟ کس جگہ گئے؟ مجھے کچھ علم نہیں' اپنے علماء سے پوچھئے..... اب لوگ پوچھتے ہیں کہ صاحب معراج کا واقعہ بیان کریں!..... بھئی! ہمیں کیا معلوم کہ معراج کیا ہے؟ معراج تو اس راز کا نام ہے جو اللہ اور اسکے حبیبؐ کے درمیان انجام پایا..... وہاں پر کوئی اور تو تھا نہیں اور اگر تھا تو وہ سرکارؐ کا جوتا..... وہیں سے آواز رسولؐ آئی کہ اگر کوئی اب بھی میری جسمانی معراج کا انکار کرے تو میرا جوتا اسے پیش کر دینا ..... روحانی معراج کا کہنے والو! بھلا روحانی معراج جوتے پہنتی ہے؟ جوتی کا ساتھ جانا اس امر کی دلیل ہے کہ معراج جسمانی تھی۔

توجہ ہے یا نہیں!

اب سرکار دو عالمؐ اور آگے بڑھے' سب سے آخری مقام تھا عرش! پہلے عرش کی

Presented by www.ziaraat.com

رفعت کا اندازہ کر لیں۔ اس کے اوپر تھے رسولؐ کے جوتے! گویا کفش رسولؐ بھی عرش سے بلند تھے۔ اس کے اوپر رسولؐ کے قدم' اب قدم کتنے بلند؟ قدموں سے بلند رسولؐ کے گھٹنے' گھٹنوں سے بلند رسولؐ کی کمر' کمر سے بلند رسولؐ کا سینہ' سینے سے بلند رسولؐ کا دوش مبارک! گویا کائنات کی سب سے بڑی بلندی پر حضورؐ اپنے دوش سے بھی زیادہ بلند ہے۔

اب میرے شیعہ سنی بھائیو! ذرا سوچ کر بتاؤ کہ جس کو دوش رسولؐ پر معراج ملے' اس کی معراج کتنی بلند ہو گی! (نعرۂ حیدری)

توجہ ہے میرے سامعین!

اور یہ معراج یا باپ کو ملی کعبے میں یا بیٹوں کو ملی عید کے دن! علیؑ کے بیٹے معراج پا رہے ہیں دوش رسولؐ پر اور علیؑ کو معراج ملی کعبہ میں..... حسنینؑ وہ دو شہزادے تھے کہ جو اللہ نے یہ کہہ کر دیئے تھے کہ یہ میری طرف سے تجھ پر ایمان لانے والوں کے لئے انعام ہیں۔ آیہ قرآنی ہے:

یا ایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ و آمنوا بالرسول.....

''اے ایمان کے دعویدارو! اللہ سے ڈرو گے اور رسولؐ پر ایمان لاؤ گے تو میں تمہیں اس کے بدلے انعام کے طور پر رحمت کے دو ٹکڑے دوں گا.....''

اور صحابہ کرام نے سوال پوچھا کہ

''کون سے دو ٹکڑے؟''

تو ارشاد ہوا:

اسمی رحمۃ فی القرآن

''قرآن میں میرا نام ہی تو رحمت ہے۔''

اور

الحسنؑ و الحسینؑ کفلایای

''اور حسنؑ اور حسینؑ میرے ہی دو ٹکڑے ہیں۔''

نصف الحسنؑ و نصف الحسینؑ

''اب اگر ان ٹکڑوں کو علیحدہ علیحدہ کر دو تو حسنؑ اور حسینؑ اور ملا دو تو میں محمدؐ !''

توجہ ہے میرے محترم سامعین!

رحمت کے یہ دو ٹکڑے بالکل رحمت دو عالمؐ کی طرح ہر کسی سے بے نیاز رہے۔ بے نیازی کی انتہا یہ ہے کہ بڑے ٹکڑے نے عوام سے کوئی فرمائش (Demand) کی' نہ چھوٹے ٹکڑے نے۔ ...اور اگر کوئی فرمائش کی بھی تو صرف اتنی کہ بڑے ٹکڑے نے کہا:

''میری میت میرے ناناؐ کے پہلو میں دفن کرنے دینا.....''

صرف ایک فرمائش ہی تو کی تھی رحمتؐ کے بڑے ٹکڑے نے.....!

نیاز بیگ والو!

ذرا ایمان سے بتاؤ کہ اگر کوئی شخص آپ کے نیاز بیگ میں آئے اور اس کا دم نکلنے والا ہو اور وہ آپ سے کہے کہ آپ کی بڑی بڑی جائیدادیں ہیں' پراپرٹیاں ہیں' میں آپ کے شہر میں آیا ہوں اور اتفاق سے آخری سانسیں لے رہا ہوں' میری آخری فرمائش یہ ہے کہ میری قبر فلاں درخت کے نیچے بنانا..... تو آپ یہ سوچیں گے بھئی! پردیسی ہے' پتہ نہیں کہاں سے آیا ہے' اس بیچارے کی آخری خواہش مان لینی چاہئے۔ یعنی یہ آپ کی ادنیٰ سی غیرت کا تقاضا ہے کہ اس کی قبر بننے دو اور ادھر فرمائش کرتا ہے کائنات کا شہزادہ' جو کبھی دوشِ رسولؐ پہ سوار ہوتا تھا تو کبھی آغوش رسولؐ میں بیٹھتا تھا۔ اس کی یہ آخری فرمائش تھی' اس نے کہا کہ میری میت کو نانا کے پہلو میں دفنانا۔ چنانچہ جب اس نے آنکھیں بند کیں تو بھائیو

Presented by www.ziaraat.com

نے جنازہ تیار کیا اور بہنوں نے جنازے کو سجا دیا اور جنازہ سج کر گھر سے نکلا۔ مگر یہ تاریخ انسانیت کا پہلا جنازہ ہے جو دفن ہونے کے لئے جا کر گھر واپس آیا...... اب بہن نے بھائی سے صرف اتنا کہا:

''بھائی حسینؑ! ایسے تو کسی نادار فقیر کا جنازہ بھی گھر واپس نہیں آتا' جیسے میرے بھائی امیرؑ کا جنازہ واپس آیا ہے۔''

تو سرکارِ امام حسینؑ نے فرمایا:

''بہن! باقی باتیں بعد میں کریں گے' آؤ پہلے دونوں بہن بھائی مل کر وہ تیر تو نکال لیں جو جنازے میں دفن ہیں۔''

چنانچہ تیر نکالنے شروع کئے' بہنوں نے نکالے' بھائیوں نے نکالے۔ بس دوستو! میں اپنا آج کا بیان یہیں پر ختم کروں گا کہ میرے شیعہ سنی بھائیو! آؤ! سب مل کر نبی رحمتؐ کو پرسہ دیں کہ اے رسولؐ! وہ جو تیری رحمت کے جو دو ٹکڑے تھے' ان کی تقدیر عجیب تھی' دونوں کی قسمت میں تیر تھے۔ بڑے کی قسمت میں بھی تیر' چھوٹے کی قسمت میں بھی تیر! بس فرق صرف اتنا ہے کہ چھوٹے کا جنازہ تیروں پر تھا اور بڑے کے جنازے میں تیر تھے۔

سامعین!

اگر میں کہوں تو میری زبان جل جائے' یہ بارہویں مولاؑ کا فرمان ہے کہ ''سلام ہو اس جد مظلومؑ پر جو نہ زین پر تھا اور نہ زمین پر' جس کا جسم اقدس تیروں میں معلق ہو گیا۔''

عزیزو!

آخری جملہ اور میرا سلام!

میں آپ سے ایک سوال پوچھتا ہوں کہ جس کے جنازے میں تیر تھے' اس کے تیر کس نے نکالے؟ یہی نا! کہ بھائیوں نے' بہنوں نے' بیٹوں نے اور بیٹیوں نے نکالے جس کا جنازہ تیروں پر تھا' ایمان سے بتانا کیا اس کے تیر بھی کسی نے نکالے؟

آپ سوچیں گے کہ ہو سکتا ہے کسی کو نکالنے کا موقع ہی نہ ملا ہو' کوئی نکالنے والا نہ ہو۔ نہیں دوستو! میں کہتا ہوں اس کی بہنیں بھی تھیں' اس کا بیٹا بھی تھا' اس کی بیٹیاں بھی تھیں۔

آپ سوچیں گے کہ کسی نے مقتل میں جانے ہی نہ دیا ہوگا۔ لیکن میرے عزیزو! ظالموں نے اس کے رشتہ داروں کو وہیں سے گزارا جہاں پر جسم اقدس تیروں پر معلق تھا' پھر ہوں نہ نکالے' عزیزوں نے تیر......! عزیزو! تیر نکالے جاتے ہیں ہاتھوں سے' میرا بارہواں امامؑ ارشاد فرماتا ہے:

''میرا سلام ہو ان مخدراتِ عصمت پر! کیسے نکالتیں وہ تیر کہ جن کے ہاتھ گردنوں کے پیچھے بندھے ہوئے تھے......''

اور بہن یہ کہہ کر چلی گئی:

''بھائی حسینؑ! میں مجبور ہوں' میرے ہاتھ پس گردن بندھے ہیں اور میں تیرے جسم اطہر سے تیر نہیں نکال سکتی۔''

☆●☆●☆

Presented by www.ziaraat.com

مجلس پنجم

حضراتِ محترم!

خداوند عالم آپ کی اس جلیل القدر عبادت کو قبول فرمائے۔ جتنے شرکاء یا غیر شرکاء بیمار ہیں، خداوند عالم انہیں شفائے کاملہ عطا فرمائے۔ خصوصاً میری ایک بہن کی آنکھ کو تکلیف ہے، خداوند عالم اسے شفائے عاجلہ عطا فرما۔

میں صرف شریک عبادت ہونے کے لئے آپ حضرات کی واجب الاحترام خدمت میں تلاوت کی گئی اس آیہ مبارکہ کا ترجمہ عرض کر دوں جس میں ارشاد الٰہی ہو رہا ہے:

"یا ایھا النبی

اے نبیؐ! اے پیغمبر!

انا ارسلنک شاھدا

ہم نے آپ کو گواہ بنا کر بھیجا

و مبشرا

اور جنت کی بشارت دینے والا بنا کر بھیجا

و نذیرا

اور عذاب جہنم سے ڈرانے والا بنا کر بھیجا

و داعیا الی اللہ باذنہ

اور اللہ کی طرف سے اس کے علم اور اجازت سے دعوت دینے والا بنا کر بھیجا۔

و سراجا منیرا

اور اے ہمارے حبیبؐ! ہم نے تمہیں ایک روشن چراغ بنا کر بھیجا....."

یہ بالکل سیدھا سادا سا ترجمہ ہے اس آیہ مبارکہ کا! جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ آج دسمبر کی ۲۵ تاریخ ہے اور یہ بنی اسرائیل کے آخری پیغمبرؑ کی ولادت کی تاریخ ہے۔

اس آیہ مبارکہ میں، میں نے آپ کی خدمت میں یہ جملہ پیش کیا:

انا ارسلنک شاھدا

"اے ہمارے پیغمبرؐ! ہم نے آپؐ کو گواہ بنا کر بھیجا۔"

یاد رکھئے گا! جیسا مدعی ہوتا ہے، ویسا ہی گواہ لایا جاتا ہے۔

عزیز مصر کے محل میں ایک نبیؑ کی عصمت خطرے میں پڑ گئی تھی۔ ملکہ مصر نے دامنِ یوسفؑ کو پکڑنا چاہا تھا، یوسفؑ نے دامن کو چھڑایا۔ اس تعاقب کے دوران میں جب عزیز مصر سامنے آ گیا تو قرآن نے کہا کہ وہ آنکھوں میں آنسو بھر لائی اور اس نے ایک دم کہا:

"..... اے شاہ مصر! تیرا کیا خیال ہے اس شخص کے بارے میں.....

من اراد باھلک سوء جو تمہاری اہلیہ کے ساتھ برائی کا ارادہ رکھتا ہو۔"

قبل اس کے کہ عزیز مصر کوئی حکم صادر کرتا اور جناب یوسفؑ کے لئے کوئی سزا تجویز کرتا، قرآن مجید کے ارشاد کے مطابق "**فشاھدا شاھدا**" تو گہوارے سے گواہ پکار اٹھا اور اس نے کہا کہ پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے کہ ان دونوں میں سے گنہگار کون؟.... چاک دامانی کو دیکھ کر پاکدامانی کا پتہ کر۔ اگر دامانِ یوسفؑ آگے سے چاک ہے تو سمجھ لے کہ یہ گنہگار ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ تعاقب کر رہا تھا اور وہ اپنا دامن چھڑا

Presented by www.ziaraat.com

رہی تھی۔ اس نے ہاتھ مارا تو دامن آگے سے چاک ہو گیا اور اگر دامن یوسفؑ پیچھے سے چاک ہے تو پھر یوسف معصوم ہے' یہ تعاقب کر رہی تھی۔ اس گواہی سے دونوں کی زبانوں پر مہر لگ گئی' زلیخا میں کچھ بولنے کی طاقت رہی اور نہ عزیزِ مصر کچھ کہہ سکا۔

آگے چل کر جناب یوسفؑ کو اپنی جانشینی کی فکر محسوس ہوئی کہ میرے بعد میرا جانشین کون ہوگا؟ تو اللہ نے آواز دے کر کہا:

''یوسفؑ! گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے' وہ جس نے بچپن میں تیری گواہی دی تھی' وہ تیرا جانشین ہوگا۔'' (نعرۂ حیدری)

ایک وہ گواہ دیکھا تھا ہم نے۔ اور ایک اور گواہ ہم نے دیکھا دسمبر کی ۲۵ تاریخ کو......!

توجہ ہے میرے محترم سامعین!

آج کی تاریخ تھی اور مقام ناصرہ کی یخ بستہ جگہ پر ایک معصومہؑ ایک معصومؑ کو ہاتھوں میں لئے کھڑی تھی۔ دنیا کی بدترین قوم کے بدترین افراد اس بتولؑ بی بی کو گھیرے ہوئے تھے اور قرآن مجید نے کہا کہ اس خاموش معصومہؑ پر طعنہ زنی کرتے ہوئے بار بار یہی کہہ رہے تھے:

ما كان ابوک امرا سوء و ما كانت امک بغيا

''مریم یہ بچہ تو کہاں سے لے آئی؟ تیری ماں ایسی تھی نہ تیرا باپ......''

مریم خود تو خاموش رہی' فاشارت اليه لیکن بچے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا:

''اس سے پوچھ لو...''

انہوں نے کہا:

''تم اب بھی باز نہیں آئی' کیف نکلم من كان في المهد جیسا کہ

گود کا وہ بچہ جو انگوٹھا چوس رہا ہے' وہ بھلا ہم سے کیسے باتیں کرے؟''

کہنا تھا کہ بچہ گواہِ صفائی بن کر بول اٹھا...... آواز آئی:

انی عبدالله اتنی الكتاب و جعلني نبيا

''اے میری ماں کے دامن کو داغدار کرنے والو سنو! میں اللہ کا بندہ ہوں' کتاب لے کر آیا ہوں' اس نے مجھے نبیؑ بنا کر بھیجا ہے۔''

معصوم کا یہ کہنا تھا کہ سب چپ ہو گئے' زبانیں گنگ ہو گئیں اور سبھی خاموشی سے پلٹ گئے۔

آیئے! میں بیان کا رخ موڑتے ہوئے آپ سب کی طرف سے یہ کہوں کہ اے [illegible]ک ترین قوم کے چالاک ترین افراد! اب تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ تم تو بڑے چالاک بنتے بڑے تیز طرار بنتے تھے' مگر ایک بچے کے سامنے مخبوط الحواس ہو کر رہ گئے...... تم نے اس ماں کے دامن کو داغدار کرنے کی کوشش کی تھی' مگر اس بچے نے محض اپنا تعارف کروایا اور [illegible] اپنی ماں کی صفائی بھی پیش نہیں کی اور تم خاموش ہو گئے۔

[illegible]جہ چاہتا ہوں' آپ سب سے!

اس گواہ کو کہنا چاہئے تھا کہ میری ماں تو پاک دامن ہے' میری ماں کے دامن پر کوئی [illegible]اغ نہیں ہے...... لیکن اس نے ماں کے لئے ابھی کچھ کہا ہی نہیں۔ فی الحال تو اس نے اپنی تعریف کی ہے کہ میں اللہ کا بندہ ہوں' کتاب لایا ہوں' نبیؑ بن کر آیا ہوں' تو تم چپ ہو گئے۔ کیا ہو گیا تم کو......؟ پاگل بنا دیا ایک معصوم بچے نے تمہیں!

جواب ملا' نسیم عباس! ہم تمہاری نگاہوں میں کافر اور یہودی ہی سہی' مگر آسمانی کتابیں ہم نے بھی پڑھ رکھی ہیں۔ ہمیں کافر ہو کر بھی اتنا یقین ہے کہ یہ بچہ کہتا ہے کہ میں نبیؑ بن کر آیا ہوں اور اتنا ہم بھی جانتے ہیں کہ جو بچے نبیؑ بن کر آئے ہوں ان کے ماں باپ گنہگار نہیں ہوتے۔ (نعرۂ حیدری)

Presented by www.ziaraat.com

محترم سامعین!

خدا جانے یہ جواب اللہ کو کتنا پسند آیا' کتنا پسند آیا کہ سب انبیاءؑ آئے اور آ کر چلے گئے...... مگر یہ آج تک محفوظ ہے۔ دیکھئے دوستو! جتنے نبیؑ آئے' دیکھئے! وہ سب کے سب معصوم تھے' ہمارا یہی عقیدہ ہے۔ مگر یہ ضروری نہیں کہ نبی کا بیٹا بھی معصوم ہو' البتہ نبی کا بیٹا معصوم زادہ تو ہے اور بعض انبیاءؑ کے بیٹے بھی معصوم ہیں۔ ابراہیمؑ سے ان کے بیٹے اسماعیلؑ معصوم ہیں یا نہیں...... !اسحاقؑ معصوم ہیں کہ نہیں...... !لیکن جس بھی نبیؑ کے بیٹے کو عصمت ملی ہے وہ صرف باپ کی طرف سے ملی ہے' ماں معصومہ نہیں ہے۔

توجہ ہے دوستو!

بھئی! نبی کا بیٹا معصوم زادہ تو ہو سکتا ہے نا! مگر عصمت ملتی ہے باپ کی طرف سے...... پوری کائنات میں صرف عیسیٰؑ کی ذات وہ ہے کہ جسے عصمت ملی ہے ماں کی طرف سے! اب فرق کیا ہے؟ جنہیں باپ کی طرف سے عصمت ملی' آئے وقت گزارا اور چلے گئے۔ (گویا ماں کی طرف سے جسے عصمت مل جائے موت اس کی طرف آتی نہیں) اب جسے ماں کی طرف سے عصمت ملی وہ آج تک زندہ بھی ہے' موجود بھی ہے...... تو ایسے شہزادے ہوں' جن کی ماں بھی معصومہ ہو' بابا بھی معصوم ہو' اولاد بھی معصوم ہو اور نانا بھی معصوم ہو تو موت کی کیا مجال ہے کہ ان کے قریب بھی آ جائے۔ (نعرۂ حیدری)

عزیزانِ محترم!

بھئی! آپ کو کیا پرواہ؟ جن کا پیدا ہو کر چوتھے آسمان پہ چلا گیا' ان پاروں کو تو آرام ملا نہیں آج تک...... ارب ہا نہیں' کھرب ہا ڈالر خرچ کیے تا کہ اوپر جا کر نیچے لے آئیں اسے...... یہ خلائی تسخیر کیا ہے؟ یہ سب کچھ صرف اسی لئے تو ہے نا! کہ اوپر جائیں اور

ماجت کر کے نیچے لے آئیں اسے۔

توجہ ہے دوستو! اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں اپنے استاد مرحوم کا ایک مکالمہ ں تمہیں! اللہ انہیں کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے۔ میں بھائی صاحب پرافیسی میں تا تھا بائبل۔ تو وہاں ایک پادری آیا فادر ولیم' امریکہ سے آیا تھا۔ مجھے کہنے لگا:

''آپ محمڈن ہیں۔''

نے کہا:

''ہاں!''

تو وہ جو ہمارا فادر الٰہی بخش تھا پاکستانی' وہ ہمیں انجیل کی تفسیر پڑھایا کرتا تھا۔

نے کہا:

''جی! یہ جو بچہ ہے نا! یہ غور و فکر بہت کرتا ہے اور عین ممکن ہے کہ یہ ادھر آ جائے۔''

تو مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ فادر ولیم نے اس سے کہا' (کہا تو انگلش میں تھا مگر وڑی بہت میں بھی سمجھ گیا)۔ اس نے کہا:

''اگر یہ علی الاعلان بھی کرسچین ہو جائے تو پھر بھی اس سے بچنے کی ضرورت ہے۔''

س نے کہا:

''کیوں؟......''

اس نے کہا:

''اس لئے کہ پیدا ہوا ہے مسلمان کے گھر' بعد میں اگر ادھر آ بھی گیا تو یہ اُتوں اُتوں ہوگا' وچوں وہی رہے گا۔ کیونکہ پیدا ہوا ہے اس گھر میں' پھر آیا ہے اس گھر میں' تو یہ ''اُتوں اُتوں'' ہوگا' وچوں وہی رہے گا۔''

وہیں سے یہ بات میرے دماغ میں بیٹھ گئی کہ وہ جو جس گھر میں پیدا ہو جائے'

Presented by www.ziaraat.com

لاکھ انکار کرے کہ میں وہ نہیں ہوں مگر لوگوں کو شک رہتا ہے کہ ہو نہ ہو "وچوں وہی ہے"۔(نعرۂ حیدری)

اب سوچئے کہ اگر کوئی بچہ اللہ کے گھر میں پیدا ہو جائے تو وہ لاکھ انکار کرے میں وہ نہیں ہوں' مگر آج تک نصیری کو شک ہے یا نہیں...... ہو نہ ہو "وچوں" وہی ہے......

پھر فادر ولیم مجھ سے کہنے لگا:

"آپ کا کوئی پیر پادری ہے یا نہیں۔"

میں نے کہا:

"ہاں ہے۔"

تو کہنے لگا:

"مجھے ذرا اس سے ملا سکتے ہو۔"

میں نے کہا:

"ملا دیتا ہوں۔"

میں آیا قبلہ کے پاس...... ان دنوں احاطہ نواب صاحب میں رہائش تھی قبلہ کی' مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ان کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی' ان کے کان میں درد تھا اور وہ بڑے غصے میں تھے...... البتہ میں نے ہاتھ ملایا اور عرض کیا:

"جناب! یہ فادر ولیم اور فادر الٰہی بخش ہیں۔ یہ آپ سے ملنے کے لئے آئے ہیں۔"

انہوں نے کہا:

"بیٹا! بڑی خوشی ہوئی۔"

بیٹا:

"انہیں چائے وائے پلاؤ!"

ولیم اور الٰہی بخش کہنے لگے:

"نہیں جی! ہمیں دو ایک سوالوں کے جواب دے دیں اور پھر ہم چلیں۔"

نے کہا:

"میں اس قابل تو نہیں ہوں...... میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے' البتہ پھر بھی آپ بتائیں سوال!"

وں نے کہا:

"جناب پہلی چیز تو یہ ہے کہ ایک آپ کا پیشوا غائب ہے اور ایک ہمارا غائب ہے۔"

لہ کہنے لگے:

"ہاں! تو میں کیا کروں؟"

ہوں نے کہا:

"ہمارا جو غائب ہے وہ آسمانوں پر ہے اور آپ کا زمینوں پر غائب ہے۔"

قبلہ نے کہا:

"ہاں' بالکل ٹھیک ہے' پھر۔"

تو یہ بولے:

"بلند تو ہمارے والا ہوا' کیونکہ وہ اوپر ہے اور آپ کا نیچے ہے۔"

مجھے اچھی طرح یاد ہے قبلہ بڑی معنی خیز اور معصوم مسکراہٹ کے ساتھ فرمانے لگے:

"فادر صاحب! اصل میں آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ ایک طرف تھا تمہارا عیسیٰؑ اور دوسری طرف تھا میرا بارہواںؑ ...... اللہ نے دونوں کو ان کی فضیلت کا فیصلہ کرنے کے لئے عدل کے ترازو کے دو پلڑوں میں بٹھا دیا...... اب عدل کے اس ترازو میں تمہارے والے کا پلہ

Presented by www.ziaraat.com

آسمان سے جالگا، تو میں کیا کروں؟...... (نعرۂ حیدری ..... صلواۃ)

سامعین!

توجہ چاہتا ہوں۔ یہ ہمارے فرائض میں شامل ہے کہ ہم اپنے اسلاف کو ان کے کلام سے زندہ رکھیں۔

بزرگانِ محترم!

دوسرا انتہائی اہم سوال جو پادری نے پوچھا وہ یہ تھا:

''قبلہ! ایک شخص سویا ہوا ہے اور دوسرا شخص اس کے سرہانے بیٹھا جاگ رہا ہے۔ بھٹکا ہوا مسافر راستہ کس سے پوچھے گا؟ جاگنے والے سے یا سونے والے سے، یہی نا! جاگنے والے سے......!''

مگر قبلہ نے فرمایا:

''سونے والے سے۔''

انہوں نے کہا:

''شاید آپ ہماری بات کو سمجھے نہیں۔''

قبلہ کہنے لگے:

''میں سمجھ گیا تم کہنا یہ چاہتے ہو کہ ہمارے پیغمبرؐ بقول مولویوں کے چلے گئے گویا انتقال کر گئے، دوسرے لفظوں میں سو گئے اور عیسیٰؑ جاگ رہے ہیں۔ تو یہ بھٹکی ہوئی دنیا کس سے راستہ پوچھے گی؟ جاگنے والے سے یا سونے والے سے، سب کہیں گے جاگنے والے سے......!''

قبلہ نے کہا:

''سونے والے سے۔''

...ں نے کہا:

''وہ کیوں؟''

''اس لئے کہ یہ جو سرہانے بیٹھا جاگ رہا ہے یہ تو بیچارہ خود اس انتظار میں ہے کہ یہ جاگے تو میں اس سے راستہ پوچھوں......''

(ناراض تو نہیں بیٹھے آپ!..... نعرۂ صلواۃ)

...زیزانِ محترم!

بس یاد رکھئے! عیسیٰؑ بتولؑ کا بیٹا ہے اور کائنات میں صرف دو بتولیں گزری ہیں، صرف دو..... بتول کسے کہتے ہیں.....؟ وہ خاتون جس سے زندگی کے ایک لمحے بھی عبادت خدا فراموش نہ ہو سکے، یعنی ایک لحہ کے لئے بھی مصلے سے محروم نہ ہو، اسے کہتے ہیں بتول......!

ایک جنابِ مریمؑ بتول اور دوسری ہے ہماری شہزادیؑ!..... دو ہی بتولیں گزری ہیں..... اور دونوں معصومہ ہیں، مریمؑ بھی معصومہ اور شہزادی کونینؑ بھی معصومہ......!!

مگر یاد رکھئے گا! عصمت کہلاتی ہے کلی مشکک..... منطق میں عصمت کو مشکک کہتے ہیں..... کلی مشکک اسے کہتے ہیں کہ جس کے افراد میں فرق ہو۔ مثلاً یہ کاغذ ہے، اس کا رنگ سفید ہے اور اس کاغذ کا رنگ بھی سفید ہے، یہ بھی سفید اور وہ بھی سفید..... اور یہ جو راڈ ہے اس کا رنگ کیا ہے؟ اور یہ جو تار ہے اس کا رنگ کیا ہے؟ سفید ہی ہے نا! اور اس تار میں جو سفید تار ہے اس کا رنگ کیا ہے، ہے نا! وہ بھی سفید..... ٹھیک ہے نا!

کاغذ کا رنگ بھی سفید، تار کا رنگ بھی سفید! دو اور یہ کارڈ تین اور یہ راڈ سفید......

اب ان چاروں سفیدیوں کو دیکھ کر آپ مجھے ایمان سے بتائیں کہ کیا کچھ فرق نہیں ان چاروں میں؟ رنگ کا فرق نہیں ہے؟ چاروں کے رنگ ایک جیسے ہیں.....؟ نہیں نا! سفید یہ

Presented by www.ziaraat.com

بھی ہے یہ بھی ہے' سفید یہ بھی ہے یہ بھی ہے..... مگر اس کی سفیدی اور ہے اس کی اور ہے' اس کا رنگ اور اس کا رنگ اور..... اسے کہتے ہیں کلی مشکک..... آدمؑ معصوم' خاتمؐ معصوم' مریمؑ معصومہ' میری شہزادیؑ معصومہ..... مگر چاروں کی معصومیت میں فرق ہے۔ ہر ایک کی عصمت جدا جدا ہے' مریمؑ کی عصمت اور ہے اور شہزادی فاطمہ زہراؑ کی عصمت اور ہے۔ مریمؑ کے پاس صرف اتنا ذخیرہ تھا کہ صرف ایک نسل چل کر خاموش ہو گیا' یعنی صرف عیسیٰؑ تک ہی عصمت چل سکی اور ختم ہوگئی اور میری شہزادی فاطمہؑ عصمت کا وہ سمندر تھیں کہ جس کی عصمت بارہ پشتوں میں آج تک بھی قائم و دائم ہے۔(نعرۂ حیدری..... دم دم علیؑ علیؑ' ہر دم علیؑ علیؑ)

سامعین محترم!

(کیا خیال ہے دو چار منٹ اور لے لوں!)

یہ درمیان میں ایک جملہ معترضہ آ گیا' جو بات کا رخ بدلتا گیا..... بات یہاں سے چلی تھی کہ

''اے پیغمبرؐ! ہم نے تجھے شاہد بنا کر بھیجا۔''

تو یوسفؑ کا بھی ایک گواہ' مریمؑ کا بھی ایک گواہ اور اب جب پیغمبر آخرالزمانؐ کی گواہی کی باری آئی اور پیغمبرؐ نے ارشاد فرمایا:

''لوگو! میں اللہ کا رسولؐ بن کر آیا ہوں .....''

اور جواب میں کافروں نے کہا:

''آپؐ اللہ کے رسولؐ نہیں ہیں' ہم آپؐ کو رسول نہیں مانتے۔''

اللہ نے کہا:

''میرے حبیبؐ! یہ نہیں مانتے تو جائیں جہنم میں' ان سے جھگڑنے کی ضرورت نہیں ہے..... میں نے تجھ کو ان پر ڈکٹیٹر بنا کر تو بھیجا نہیں۔ تو

بات سے منوانا چاہتا ہے' یہ مدتوں تک لات کی عبادت کرتے رہے ہیں۔ یہ لات کے عادی بھلا بات کو کیسے مانیں گے.....؟''

''یا اللہ! پھر میں کیا کروں؟''

نے کہا:

''اگر میں نے تیرے ہاتھ میں ڈنڈا پکڑا دیا تو پھر لقب رحمت میں فرق آئے گا۔''

''تو پھر یا اللہ! میں کیسے منواؤں ان سے..... یہ جاہل تو ہیں نہیں..... یہ تو ابوجہل ہیں نامراد!''

نے کہا:

''تو فکر نہ کر' ڈنڈے والا اپنے گھر سے بھیج دوں گا۔ تم بات سناتے جانا' وہ بات منواتا جائے گا۔''

دوستانِ محترم!

جیسے ہی انہوں نے کہا کہ آپؐ رسول نہیں ہیں۔ پیغمبرؐ نے کہا:

قولوا لا الہ الا اللہ

''دیکھو! بندے کے ''پتر'' بنو مان لو کہ اللہ ایک ہے۔''

انہوں نے کہا:

''اللہ کو تو مانتے ہیں' البتہ ایک کو نہیں مانیں گے!.....''

جاہل ہوتے تو مان لیتے' یہ ابوجہل تھے نا' نامراد.....!

جاہل اور ابوجہل میں فرق ہے؟

جاہل اسے کہتے ہیں جو نہ جانتا ہو..... ویسے نہ جاننا کوئی عیب کی بات نہیں.....!

بہت سی باتیں ایسی ہیں جو آپ نہیں جانتے اور کئی باتیں ایسی ہیں جو آپ جانتے ہیں میں

Presented by www.ziaraat.com

نہیں جانتا..... آپ تجارت کرنا جانتے ہیں' ہل چلانا جانتے ہیں' زراعت جانتے ہیں...... میں نہیں جانتا! اور جو چیز میں جانتا ہوں یعنی اچھے اچھے لفظ' وہ آپ نہیں جانتے.....!

تو نہ جاننا کوئی عیب نہیں ہے' عیب کی بات تو یہ ہے کہ سب کچھ جانتے ہوئے بھی نہ ماننا!

وہ جانتے تھے مانتے نہیں تھے..... اور جو جانتے ہوئے بھی نہ مانے' اسے کہتے ہیں ابوجہل!.....

جانتے تھے کہ اللہ ہے' جانتے تھے کہ مالک ہے' جانتے تھے کہ خالق ہے۔ لیکن مانتے نہیں تھے..... اب ہم نے کہا:

''ہم تم سے کہاں باتیں کریں؟ ہمارا دل بہت چاہتا ہے!''

تو کہا:

''میرے حبیبؐ سے پوچھو' مجھ سے کیوں پوچھتے ہو؟ وہ تمہیں بتائے گا کہ میرا گھر کہاں ہے؟''

اب جب ہم اس کے حبیبؐ کی خدمت میں گئے' تو ہم نے دیکھا کہ اس کا حبیبؐ آبِ وحی کی ڈھلی ہوئی زبان میں خطبہ دے رہا تھا' صحابہ کرام ستاروں کی مانند اردگرد بیٹھے ہوئے تھے اور اللہ کا حبیبؐ اپنے علم لدنی کے مطابق ہمارا مافی الضمیر سمجھ گیا اور اللہ سے کہا:

''یااللہ! یہ مجھ سے یہ پوچھنے آئے ہیں کہ تو رہتا کہاں ہے؟ تیرا گھر کہاں ہے؟''

اللہ نے کہا:

''میرے حبیبؐ! ان کو سمجھاؤ' لا یسعی ارضی میرا گھر زمین میں نہیں بنتا۔ اس لئے کہ میں زمین میں سما ہی نہیں سکتا' ولا سمائی نہ میرا گھر آسمانوں میں بنتا ہے' اس لئے کہ میں آسمانوں میں بھی نہیں سما

سکتا۔''

ہنے لگے:

''یااللہ! تیرا گھر آسمانوں میں ہے نہ زمین پر ہے' تو کیا تو ساری زندگی بے مکان ہی رہے گا؟''

نے کہا:

''نہیں' انہیں کہہ دے کہ میرا ایک گھر ہے۔''

''کونسا؟''

رمایا:

یشعونی قلب عبدک المومن

''میرا مکان بنتا ہے مومن بندے کے دل میں!''

(نعرۂ حیدری..... یاعلیؑ' یاعلیؑ' یاعلیؑ مدد)

اب مومن بندے کا دل کیا ہے؟ اللہ کا گھر!

توجہ ہے نا' محترم سامعین!

مومن بندے کا دل اللہ کا گھر ہے اور مومن کا گھر کہاں ہے؟ ٹھوکر نیاز بیگ میں' لاہور میں؟؟ یہ تو برائے نام گھر ہیں' مومن کا گھر ہے جنت!..... اللہ کا گھر ہے مومن کا دل اور مومن کا گھر ہے جنت.....! اس طرح اللہ نے بہت خوبصورت تقسیم کر دی ہے کہ اپنا گھر دے دیا مومن کے قبضے میں اور مومن کا گھر رکھا اپنے قبضے میں اور کہا:

''دیکھو مومنو! اگر تم میرے گھر میں مجھے رکھو گے' تو تمہارے گھر میں تمہیں رکھوں گا اور اگر میرے گھر میں کسی غیر کو لے آؤ گے تو میں تمہارے گھر میں کسی اور کو بسا دوں گا۔''

نہ لڑائی ہے' نہ جھگڑا ہے' نہ فساد ہے' اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کو جنت میں بڑا

Presented by www.ziaraat.com

وسیع گھر ملے تو اللہ نے کہا:

''پیار اور محبت سے میرے گھر کو وسیع رکھو گے تو میں وسیع کر دوں گا اور اگر حسد سے آپس میں لڑ جھگڑ کر اسے تنگ کر دو گے تو میں بھی تمہیں تنگ مکان میں پھینک دوں گا......''

اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ آپ کو بڑا روشن اور منور گھر ملے تو بحکم خدا:

''تم اپنے ایمان کو روشن رکھو گے تو میں تمہیں روشن گھر دے دوں گا اور اگر گناہوں کی تاریکیوں سے اسے تاریک کرو گے تو میں تمہیں تاریک کوٹھڑی میں پھینک دوں گا۔''

اب اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کو جنت میں سجا سجایا گھر ملے تو پھر اللہ نے وعدہ کر رکھا ہے:

''تم میرے گھر کو سجاؤ گے تو میں تمہیں سجا سجایا گھر دے دوں گا اور اگر میرے گھر کو اجاڑ دو گے تو میں بھی تمہیں اجڑا ہوا گھر دوں گا۔''

''یا اللہ! تیرے گھر کو کیسے سجائیں؟ کہاں میز کرسیاں لگائیں؟ کہاں قالین بچھائیں؟ کہاں صوفے سیٹ (Set) کریں؟''

اللہ نے کہا:

''فکر نہ کرو! سجانے کا طریقہ بھی میں بتائے دیتا ہوں......''

اور طریقہ کیا بتایا کہ بطور نمونہ میں ایک گھر بناتا ہوں اب جیسے میں اسے سجاؤں ویسے ہی تم سجانا اور بت اس گھر میں بندوں کے بنائے ہوئے تھے' وہ سب کے سب نکال دیئے اور کہا کہ

''بالکل اسی طرح تم بھی میرے گھر (یعنی اپنے دل) میں بنائے ہوئے سارے بت توڑ دو ... (یہ ہے سجانے کا طریقہ!)

اور جیسے میں نے گھر میں بلایا تھا' تم بھی اسے بلا لو۔ (نعرۂ حیدری)

اور جسے میں نے گھر میں بلایا تھا وہ در سے نہیں آیا تھا' کھڑکی سے نہیں آیا تھا' اس کے لئے مجھے دیوار کو شکستہ کرنا پڑا تھا۔ جب تک اس گھر میں شکستگی نہیں آئے گی' وہاں آنے والا یہاں بھی نہیں آئے گا۔''

اب دنیا ہم سے پوچھتی ہے تم پاگل کیوں ہو گئے ہو' چھاتی پیٹتے ہو' ماتم کرتے ہو' پہ ہاتھ مارتے ہو۔ انہیں یہ فلسفہ کون سمجھائے کہ ہم پاگل نہیں ہیں' ہم تو یہاں ہاتھ مار اس گھر کی دیواروں کو شکستہ کرتے ہیں تاکہ وہاں آنے والا یہاں بھی آ جائے۔

(نعرۂ حیدری)

یہ ہے میرے محترم سامعین!

اچھا بھئی گھر بھی سج گیا۔ اب انہوں نے کہا:

''اللہ ہم سے باتیں کرے۔''

نے کہا:

''دیکھو! بڑے سے بات کرنے کا طریقہ ہوتا ہے' کوئی اصول ہوتا ہے۔ یہ نہیں ہے کہ آنکھیں ملتے ہوئے آ گئے...... نہ...... میں سب سے بڑا ہوں مجھ سے اگر بات کرنی ہے تو ہاتھ منہ دھو کر آؤ' بن سنور کر آؤ۔ یہ کس نے تمہیں کہا کہ میلے کپڑے پہنے رکھو' جسم پر میل جمائے پھرو...... نہ......

النظافة نصف الایمان

ایمان کا لازمی حصہ ہے پاک صاف رہنا۔''

اور دیکھو جب ہم وضو کے ذریعے پاک صاف ہو کر آ گئے۔ تو اب ہم نے کہا:

''یا اللہ! ہم سے بات کر لے۔''

اللہ نے کہا:

Presented by www.ziaraat.com

''دیکھو! بڑے کے سامنے کھڑے ہو کر ادھر ادھر دیکھنا بہت بڑی گستاخی ہے' بالکل "Attention" ہو کر کھڑے ہو جاؤ۔''

اب ہم اٹینشن (Attention) ہو کر کھڑے ہو گئے۔ اب ہم نے کہا:

''یا اللہ! ہم سے بات کر۔''

اللہ نے کہا:

''بسم اللہ تم جو آئے ہو تمہیں میری معرفت اچھی طرح یاد ہے۔ تم سمجھ گئے ہو کہ میں کون ہوں......''

میں نے دونوں ہاتھ یہاں تک اٹھا لئے اور میری زبان سے نکلا اللہ اکبر۔ یہ میں نے ہاتھ کیوں اٹھائے۔ میں نے کہا:

''یا اللہ! تیرے سامنے کھڑا ہوں' معرفت سے کہہ رہا ہوں کہ تو اکبر ہے' تجھ سے بڑا کوئی نہیں۔ اب میں نے دنیا کی ہر چیز سے ہاتھ اٹھا لیا ہے..... اب نہ مجھے گھر یاد ہے' نہ باہر یاد ہے' نہ مکان یاد ہے' کچھ یاد نہیں ہے۔''

اللہ نے کہا:

''ماشاء اللہ! اور بتاؤ مجھے کیا جانتے ہو؟''

اب میں نے کہا:

''**الحمدللہ رب العالمین**......

میں اس اللہ کی حمد کر رہا ہوں جو صرف میرا نہیں عالمین کا پالنے والا ہے۔''

اللہ نے کہا:

''بالکل ٹھیک ہے' اس سے آگے!''

کہا:

''**الرحمن الرحیم**......

یا اللہ مجھے تو دنیا نے ڈرا ڈرا کے ہی مار دیا تھا۔ یہ تو یہاں آ کر پتہ چلا ہے کہ تو بڑا رحمان ہے' بڑا رحیم ہے' تو بڑا کریم ہے' بڑا پالنہار ہے۔''

اللہ نے کہا:

''بالکل ٹھیک ہے۔ اس سے آگے!''

کہا:

''**ملک یوم الدین**......

اے اللہ تو مالک ہے دین کے دن کا......''

کیا قیامت کے دن کا! مجھے کسی لغت میں دکھا دیں کہ دین کے معنی قیامت کے ہوتے ہیں...... ارے میں نے ہر مسلک کے عالم دین سے پوچھا کہ دین کے کیا معنی ہوتے ہیں کسی نے کہا دین کے معنی بدلہ' کسی نے کہا دین کے معنی جزا' کسی نے کہا دین کے معنی قیامت! جب مولویوں کے بہت سے معنی اکٹھے ہو گئے تو میں چکرانے لگ گیا کہ کون سے معنی لوں۔ پھر میں عاشقوں کی بارگاہ میں پہنچ گیا اور میں نے اللہ کے عاشقوں سے پوچھا کہ دین کے کیا معنی ہیں؟ تو اجمیر سے ایک عاشق الٰہی نے آواز دی کہ دین ہست حسینؑ کہ دین حسینؑ ہے۔ (نعرۂ حیدری)

حسینؑ دین ہے اور اللہ ملک یوم الدین ہے۔ اب میرے شیعہ سنی بھائیو! خواجہ اجمیری کے فرمان کے مطابق دین ہست حسینؑ اور **اللہ مالک یوم الدین** ہے تو سیدھا سادا ترجمہ ہے **مالک یوم الدین** یعنی مالک یوم الحسینؑ۔ گویا جس دن اللہ کی نگرانی میں ساری کائنات یوم الحسینؑ منائے گی اسے کہتے ہیں قیامت! قیامت کا مطلب سمجھ میں آیا۔

اللہ نے کہا:

''بالکل ٹھیک ہے۔ اس سے آگے!''

کہا:

Presented by www.ziaraat.com

"تیری عبادت کرتے ہیں، تجھ سے مدد چاہتے ہیں۔"

اللہ نے کہا:

"بالکل ٹھیک ہے تو نے پوری پوری معرفت حاصل کر لی ہے۔"

اچھا کہیں میرے دوست کچھ اور نہ سمجھ بیٹھیں کہ کل میرے ایک بزرگ نے کہا تھا کہ علیؑ کا ذکر کہیں آ سکتا ہے نماز میں؟ تو آپ سمجھ بیٹھیں کہ میں تمہیں نماز پڑھانے آ گیا ہوں...... میری توبہ ہے، میں نے مرنا ہے! بالکل نماز نہیں پڑھاؤں گا۔ اللہ سے باتیں کرنے کا طریقہ بتاؤں گا۔ اب ان باتوں کا نام آپ چاہیں تو نماز رکھ دیں مگر یہ کیا ہیں؟ درحقیقت اللہ سے باتیں ہیں۔ اس لئے کہ جب بڑوں سے آدمی بات کرنا چاہتا ہے تو وہ بات نہیں سنتے۔ اس لئے اللہ نے کہا کہ کیا ہوا وہ بات نہیں سنتے تو میں جو حقیقی بڑا ہوں مجھ سے بات کرے۔

اللہ نے کہا:

"بالکل ٹھیک ہے۔ اب اس سے آگے بتا کہ تو چاہتا کیا ہے؟"

میں نے کہا:

"میرے محبوب! میری ایک گزارش ہے کہ **اهدنا الصراط المستقیم** مجھے صراط مستقیم پر قائم رکھ۔"

ایک ترجمہ ہے کہ مجھے سیدھا رستہ دکھا۔ یہ ترجمے کا اختلاف دراصل نظریات کا اختلاف ہے۔ ساری دنیا نے ترجمہ کیا سیدھا رستہ دکھا، ہم کہ جن میں بابِ مدینۃ العلم کا دامن ہے ہم نے کہا کہ رستہ تو دیکھا ہوا ہے ہمیں سیدھے رستے پر قائم رکھ۔ اس لئے کہ اگر سیدھا رستہ دیکھا ہوا ہی نہیں ہے تو مسجد تک کیسے آ گیا؟ قبلے کی طرف منہ کیسے کر لیا؟

توجہ ہے کہ نہیں صاحبان!

ہم نے کہا رستہ دیکھا ہوا ہے صراط مستقیم پر قائم رکھ۔ اب اس نے فوراً آواز دے

"صراط مستقیم کی معرفت بھی ہے؟"

ے کہا:

"ہے!"

خدا جانے کہاں کہاں ضرورت ہے صراط مستقیم کی۔ میں نے صراط مستقیم ہی سے

لیا:

"تو ہی بتا کہ تو ہے کیا؟"

نے کہا:

"میرے حروف پر غور کر۔"

دو لفظیں تھیں **الصراط المستقیم**۔ میں نے حروف گنے تو ا، ل، ص، ر، ا، ط چھ اور ن م، س، ت، ق، ی، م آٹھ..... آٹھ اور چھ! یا اللہ یہ چودہ ہیں صراط مستقیم، ہمیں اس پر قائم ھا۔ (نعرۂ حیدری)

ہم اس راستے سے نہ ادھر ہٹیں نہ ادھر ہٹیں، اس لئے کہ اگر ہم ہٹ گئے ر **المغضوب علیھم والضالین** یا مغضوب ہو جائیں گے یا ضالین میں سے ہو جائیں ے۔

اب اللہ کا پیارا اور بڑھا، بندے کی باتیں اور بڑھیں۔

اللہ نے کہا:

"میرے بندے اینیاں سوہنیاں سوہنیاں گلاں تینوں کتھوں آیاں؟"

میں نے کہا:

"یا اللہ! یہ میں نے کتاب میں پڑھی تھیں۔"

اللہ نے کہا:

"کون سی کتاب؟"

Presented by www.ziaraat.com

میں نے کہا:

''اس کا نام ہے قرآن مجید۔''

''اس کی کوئی اور بات یاد ہے؟''

میں نے کہا:

''ہے۔''

کہا:

''سنا۔''

میں نے ایک سورۃ اور سنا دی۔

اللہ نے کہا:

''اچھا' اب مانگ لے کیا مانگتا ہے؟''

میں یہاں دنیا والوں سے مانگتا رہا' تو دنیا والوں نے انکار ہی انکار کیا۔ اب جب سب سے بڑے نے کہا کہ تو مجھ سے مانگ کر دیکھ! تو میں نے مانگنے سے پہلے اس کے سامنے شکریہ کے طور پر سر جھکا دیا اور سر جھکا کر کہا:

سبحان ربی العظیم و بحمدہ

''اے اللہ! تو کتنا عظیم ہے کہ تو نے مجھ جیسے حقیر کی بات کو سن لیا۔''

میں نے کہا:

''میں نے اس دنیا میں تو بڑی Applications دیں لیکن کسی نے کچھ جواب نہ دیا۔''

اللہ نے کہا:

سمع اللہ لمن حمدہ O

''اے میرے بندے جو کچھ تو نے کہا تھا میں نے سن لیا۔''

(نعرۂ تکبیر' اللہ اکبر..... نعرۂ رسالت' یارسول اللہؐ..... نعرۂ حیدری' یا علیؑ)

بندہ مدحت کرتا رہا' اللہ کا پیار اور بڑھتا گیا۔

اب اس نے کہا:

''اے میرے بندے! تو کھڑا بھی رہا' جھکا بھی ٹھیک' اب تو ایسا کر بیٹھ جا' تھک گیا ہوگا۔''

نے بیٹھتے ہی سجدے میں سر جھکا دیا:

سبحان ربی الاعلی

''اے اللہ تو کتنا اعلیٰ ہے کہ مجھے اپنی بارگاہ میں بٹھا لیا۔''

میں نے کہا:

''یا اللہ! تو نے مجھے بٹھا تو دیا ہے' اب میرے گناہ بھی بخش دے'

استغفر اللّٰہ ربی و اتوب الیہ۔''

اب جیسے ہی مجھے گناہوں کی بخشش ملی' میں نے پھر سر جھکا دیا:

سبحان ربی الاعلی

''یا اللہ! تو کتنا عظیم ہے' کتنا اعلیٰ ہے' تو نے مجھے میرے سارے گناہوں کے باوجود بخش دیا۔''

اب اس سے بات کرنا میری عادت بن گئی۔ میں پھر کھڑا ہوا' پھر الحمد پڑھی' پھر قل ھواللہ پڑھی' پھر رکوع میں گیا' پھر سجدے میں گیا۔ اب ذات الٰہی کی آواز آئی:

''اچھا آرام سے بیٹھ کر مجھے ایک بات بتا' اچھی طرح معرفت ہوگئی۔''

میں نے کہا:

اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ

''میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود ہے ہی نہیں۔''

اس نے کہا:

Presented by www.ziaraat.com

''کیا تو نے مجھے دیکھا ہے؟''

میں نے کہا:

''نہیں۔''

اس نے کہا:

''کیا تو مجھ سے ملا تھا؟''

میں نے کہا:

''نہیں۔''

اس نے کہا:

''پھر تو نے یہ کیسے کہہ دیا کہ لا الہ الا اللہ۔''

میں نے کہا:

''یااللہ! تیرا تعارف ایک اور ہستی نے کروایا۔''

آواز آئی:

''وہ کون ہے؟''

میں نے کہا:

''تیرا عبد بھی ہے' اور تیرا رسولؐ بھی ہے۔''

اللہ نے کہا:

''اس کا نام لے۔''

میں نے کہا:

اشھد ان محمداً عبدہ و رسولہ

''یااللہ! اس کا نام محمدؐ ہے' وہ تیرا عبد بھی ہے اور تیرا رسولؐ بھی ہے۔''

اللہ نے کہا:

''واہ بھئی واہ! تو نے تو میرے محبوب کا نام لے لیا۔ اور یہ ایسا محبوب

اللہ نے چنا کہ اگر زبان پر نام آ جائے اس کا تو لب کو لب نہ چوم لیں تو مجھ کو پکڑ لو۔''

ایک دفعہ سب مل کر کہو نا محمدؐ..... ایک دفعہ نہیں دو دفعہ لب کو لب چوم لیتا ہے..... ...ہے کہ نہیں۔ بھئی دیکھنے میں تو بس م' ح' م' د چار لفظوں کا مجموعہ نظر آتا ہے۔ لیکن ...نے کہا کہ نہیں میرے محبوب کو پوری طرح پہچانو۔ اگر یہ چار لفظوں سے مل کر بنتا تو ہوتا ...یہ محمد تو نہیں ہے یہ محمد ... م کے اوپر شد ہے' شد کے پردے میں ایک م اور چھپی ہوئی ...محمدؐ چار کا ترجمہ نہیں ہے' محمد ایسے پانچ سے مل کر بنا ہے کہ چار نظر آتے ہیں پانچویں ...ے میں غائب ہیں۔

بھئی! ایک دفعہ مل کر صلواۃ پڑھ لیں با آواز بلند..... اچھا! اب اس نے کہا:

''ایک بات اور بتا دے کہ تو نے میرے جس حبیبؐ کا نام لیا کہ اس نے تعارف کروایا' تم ملے تھے اس سے۔''

...م نے کہا:

''نہیں۔''

''تم نے اس کی زیارت کی تھی؟''

...م نے کہا:

''نہیں۔''

''پھر کیسے پتہ چلا کہ وہ میرا عبد ہے' رسولؐ بھی ہے اور محبوب بھی؟''

''یااللہ! اس کا تعارف کچھ اور ہستیوں نے کروایا تھا۔''

اللہ نے کہا:

''تو پھر سمجھ لے کہ تیرے اصل محسن وہ ہستیاں ہیں جنھوں نے تمہیں محمدؐ سے ملایا۔ اب اگر میری باتوں میں ان ہستیوں کا ذکر نہیں کرے گا تو یہ نماز تمہارے منہ پر مار دی جائے گی۔''

Presented by www.ziaraat.com

میں نے فوراً کہا:

اللّٰھم صلی علی محمدؐ و آل محمدؐ

(بھئی اگر ہم ان پہ صلواۃ پڑھتے ہیں تو باآواز بلند پڑھ لیجئے صلواۃ!)

توجہ ہے میرے محترم سامعین!

اب یہ رہ گیا کہ میں نہ مولانا' نہ مفتی' نہ مجتہد۔ فتوئی میں دے نہیں سکتا' لیکن اپنے امامؑ کا فرمان سنا سکتا ہوں۔ میرے چھٹے امامؑ کا فرمان متعدد کتابوں میں موجود ہے کہ سنو:

''جب تم ہم پر درود بھیجتے ہو اور ہمارا تذکرہ نماز میں ضروری سمجھتے ہو چاہے وہ کسی مکتبہ فکر کا ہو جب تک درود نہیں پڑھے گا کسی کی نماز ہی نہیں ہوگی۔''

اب کچھ عرصے سے یہاں پر یہ پوچھا جانے لگا کہ صاحب اگر ہم تشہد میں مولاؑ کا نام لے دیں تو آپ کا کیا خیال ہے' کیا نماز باطل ہو جاتی ہے؟ میں نے اتنی فائلیں اکٹھی کیں علمائے کرام کے بیانات کی۔ اب تو اندھیرا ہے' اگر آپ پوچھیں گے' دلیل مانگیں گے تو وہ پوری فائل اٹھا کر لے آؤں گا۔ ان میں حضرت آیۃ اللہ خمینی' حضرت ابوالقاسم خوئی' جتنے بھی مراجع عظام ہیں' ہمارے مجتہد' ان سب کی تحریریں موجود ہیں اس فائل میں۔ میں نے شام میں آیۃ اللہ فہری سے' جو وہاں خمینی صاحبؒ کے نائب تھے' خود جا کر یہ سوال کیا کہ اگر تشہد میں مولاؑ کا نام لے لیں تو کیا نماز باطل ہو جاتی ہے۔ تو وہ مسکرانے لگے اور مسکراتے ہوئے کہنے لگے' صرف علیؑ کیا تم ان سب کا نام لے لو ثواب ہو گا' نماز باطل نہیں ہو گی۔ (نعرۂ حیدری)

توجہ ہے میرے محترم سامعین!

اب جب میں نے دلیل مانگی تو انہوں نے دلیل میں میرے چھٹے معصوم امامؑ کا

سنایا:

فمن قال اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمدا رسول اللہ فلیا قل علی ولی اللہ

یہ دونوں جملے اگر تم پڑھتے ہو تو تم ان کے ساتھ ساتھ علیؑ کی ولایت کا اقرار بھی کیا کرو۔ نہوں نے کہا کہ یہ موجب ابطال نہیں ہے موجب ثواب بھی ہے۔ اگر آپ یہ چاہتے کہ ثواب میں اضافہ ہو جائے۔ جب میں نے پھر غور کیا پتہ چلا کہ نماز نام ہے اللہ کی عت کا اور جب اللہ کی اطاعت کا نام ہے تو پھر میں نے قرآن مجید کو پڑھنا شروع کر ۔ اب وہاں سے آواز آئی:

اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول

''اللہ کی اطاعت کرو اور اللہ کے رسولؐ کی اطاعت کرو۔''

یت یہیں پر ختم ہو جاتی تو میں بھی رک جاتا' آگے ہے:

و اولی الامر منکم

''اور اولی الامر کی اطاعت کرو۔ جب تین اطاعتیں واجب ہیں اور اذان میں بھی پ تینوں کی اطاعت کا اعلان کرتے ہیں اللہ کی اطاعت کرو تو آپ نے کہا' اللہ اکبر' طیعوا الرسول رسولؐ کی اطاعت کرو تو آپ نے کہا اشھد ان محمدا رسول اللہ و ولی الامر منکم۔ میں یہ نہیں کہتا کہ آپ صرف مولا علیؑ کو اولوالامر مانیں۔ اس آیت کے مطابق جسے مانا ہے اعلان تو کرو۔

توجہ ہے دوستو!

یہی اعلان ہم کلمے میں بھی کرتے ہیں اور اگر کلمہ آیت کے مطابق نہ ہو تو آج میں کلمے کو چھوڑ دوں گا۔ اس لئے کہ جہاں ولایت کا تذکرہ ہوا' اللہ نے ولایت کو بھی تین حصوں میں تقسیم کر دیا:

Presented by www.ziaraat.com

انما ولیکم اللہ و رسولہ والذین آمنو الذین یقیمون الصلواۃ‘
ویوتون الزکوۃ وھم راکعون

اللہ ولی‘ رسولؐ ولی..... اگر آیت یہاں ختم‘ تو کلمہ وغیرہ ہر شے یہیں پہ ختم کر دو اور اگر آیت آگے جا رہی ہے تو پھر آیت کے مطابق آگے اقرار کرو۔ (گھبرا تو نہیں گئے آپ حضرات!)

ارے عزیزانِ گرامی‘ میرے محترم سامعین!!

میں پھر عرض کئے دیتا ہوں کہ صاحب کلمہ تو مختصر ہوتا ہے مگر آپ کا کلمہ اتنا لمبا ہو گیا کہ کہیں کلمے کا سٹاپ (Stop) ہی نظر نہیں آتا‘ گاڑی رکتی ہی نہیں۔

ہم نے فوراً جواب دیا کہ اگر آیت کے مطابق نہ ہو تو ہم آج ہی چھوڑ دیں گے۔

بھئی! اللہ نے جب اپنا ذکر کیا تو کہا **انما ولیکم اللہ**‘ جب رسولؐ کا ذکر کیا تو ایک جملہ **ورسولہ** اور جب آیت آگے آئی علیؑ کے ذکر پر تو **والذین آمنوا الذین یقیمون الصلواۃ ویوتون الزکواۃ وھم راکعون** ۔ آیت بھی لمبی ہوتی گئی۔ ہم نے آیت کے مطابق کلمہ پڑھا۔ **انما ولیکم اللہ**‘ ہم نے کہا **لا الہ الا اللہ. و رسولہ**‘ ہم نے کہا **محمدا رسول اللہ** اور جب علیؑ کا ذکر آیا:

والذین آمنو الذین و یقیمون الصلواۃ‘ ویوتون الزکواۃ و ھم راکعون

آیت جتنی لمبی ہوتی گئی ہم نے یہ ذکر بھی لمبا کر دیا۔ **علی ولی اللہ وصی رسول اللہ و خلیفتہ‘ بلا فصل** (نعرۂ حیدری)

اب اگر کسی کو یہ شوق ہے کہ کلمہ مختصر ہو جائے تو آیت تم مختصر کر دو‘ کلمہ میں مختصر کئے دیتا ہوں۔

توجہ ہے میرے محترم سامعین!

بس یاد رکھئے گا کہ یہ ایسی چیزیں نہیں ہیں کہ جن کے ذکر سے عبادت باطل ہو

ئے۔

پیغمبر اکرمؐ نے خود ارشاد فرمایا:

ذکر علیؑ عبادۃ

''ارے علیؑ کا ذکر عبادت ہے۔''

پیغمبرؐ کا یہ فرمان شیعہ سنی سب کتابوں میں مل جائے گا۔ بھئی! جس کا ذکر عبادت ہے‘ ارے میں کہتا ہوں آپ نماز کے اندر اپنا ذکر بھی تو کرتے ہیں۔ نماز باطل نہیں ہوتی؟ آپ سلام نہیں پھیرتے تو سلام میں کیا کہتے ہیں **السلام علیکم و علی عباد اللہ الصالحین** اور پھر اس کے بعد کیا کہا **السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ** سلام ہو اللہ کے صالح بندوں پر..... جتنے صالح بندے تھے ان کو تو آپ نے ڈال دیا تشہد کے بیچ اور جو علیؑ یہ فرمائے:

انا صلواۃ المومنین

''مومنین کی نماز میں ہوں‘ مومنین کی اذان میں ہوں‘ مومنین کا ایمان میں ہوں۔''

توجہ ہے میرے محترم سامعین!

اچھا! یہاں پر ایک بات پڑھے لکھے لوگ پیش کر دیں گے کہ صاحب **علی ولی اللہ** نماز کا‘ اذان کا اور کلمے کا جزو نہیں ہے۔ یہ لکھا ہے کتابوں میں اور واقعاً لکھا ہے مگر اس کا مفہوم بھی سمجھتے ہیں آپ! مراجع اور مجتہدین کی تحریروں کو سمجھنا یہ معمولی عقل کا کام نہیں ہے۔ آپ علم کلام پڑھیں‘ آپ منطق فلسفہ پڑھیں‘ آپ تمام علوم پڑھیں پھر جائیں اجتہاد کی منزل پر تو پھر مسئلہ سمجھ میں آئے گا۔

بھئی! یہ جو انہوں نے لکھا ہے کہ جزو اذان نہیں ہے تو آپ اسی پر کیوں پریشان ہو گئے ہیں؟ آپ ذرا غور کیجئے کہ جزو کسے کہتے ہیں؟ جزو اسے کہتے ہیں کہ اگر کل سے نکل

Presented by www.ziaraat.com

جائے تو کل ناقص تو ہو جاتا ہے مگر باقی رہتا ہے۔

رحمت تو نہیں ہے؟ بس ختم کیا میں نے بیان...... دیکھئے نا! یہ ہاتھ میرے بدن کا جزو ہے' خدانخواستہ یہ کٹ جائے تو یہ کل باقی تو رہے گا مگر ناقص ہو جائے گا۔

توجہ ہے کہ نہیں ہے!

یہ آنکھ میرے بدن کا جزو ہے' خدا نہ کرے یہ نکل جائے تو کل باقی تو رہے گا مگر ناقص ہو جائے گا۔ مگر اس جسم میں ایک اور شے بھی ہے اگر وہ نکل جائے تو کل کسی کام کا نہ جزو کسی کام کا' اس کو روح کہتے ہیں۔ تو جنہوں نے یہ لکھا ہے کہ **علی ولی اللہ** جزو ہے۔ تو وہ بتانا یہ چاہتا ہے کہ اگر یہ نکل جائے تو کل باقی تو رہے گا مگر ناقص ہو جائے گا' لہٰذا **علی ولی اللہ** جزو اذان ہی نہیں روح اذان ہے۔ اگر یہ جملہ نکل گیا تو اذان مردہ لاش بن کر رہ جائے گی۔ (نعرۂ حیدری)

توجہ ہے میرے محترم سامعین!

بس یاد رکھئے گا روح اذان ہیں تو یہی' روح کلمہ ہیں تو یہی' روح نماز ہیں تو یہی۔ اس لئے تو امام شافعی تک کو یہ کہنا پڑا کہ اے اہل بیتؑ نبوت! تمہاری فضیلت کے لئے اتنا ہی کافی ہے **من لم یصلی علیکم لا صلوۃ لہ** کہ جو درود نہ پڑھے اس کی نماز ہی نہیں ہے۔

توجہ ہے یا نہیں ہے!

اور امام شافعی تو بیچارہ ساری زندگی علیؑ کا ذکر کرتے کرتے مرتے مرتے کہہ گیا:

ومات شافعی و لیس یدری علی ربہ ام ربہ اللہ

"میں شافعی مرتے مرتے مر گیا لیکن مجھے یہ پتہ نہیں چل سکا کہ

علیؑ میرا رب ہے یا اللہ میرا رب ہے۔" (نعرۂ حیدری)

تو جس کے امام کو پتہ نہ چل سکے اس کے عوام کو کیا پتہ چلے گا کہ علیؑ کون ہے؟ (نعرۂ حیدری...... یا علیؑ)

توجہ ہے میرے محترم سامعین!

یاد رکھئے گا میں نے بہت زحمت دی آپ کو! یہی سبب تھا کہ یہ دونوں نام میرے مولا حسینؑ کو پیارے تھے۔ علیؑ بھی اور نانا کا نام بھی اور بار بار ٹھنڈی سانسیں لے کر فرماتے تھے:

"پروردگار! مجھے نانا بھی بہت پیارا ہے' مجھے بابا بہت پیارا ہے۔ میری تسکین کا کوئی سامان فراہم کر دے۔"

اللہ نے کہا:

"فکر نہ کر میں تجھے ایسا بیٹا دوں گا جس کی شکل نانا کی ہوگی' جس کا نام تیرے بابا کا ہوگا۔ میں محمدؐ اور علیؑ کو یکجا کر دوں گا۔"

خداوند عالم نے اسے ایک فرزند عطا کیا۔ جس کا نام علیؑ تھا اور شکل بالکل محمدؐ کی تھی اور میں بغیر کسی تمہید کے اس شہزادے کا تذکرہ کرنے کے لئے صرف دو جملے کہتا ہوں۔

بزرگان محترم!

کربلا کے میدان میں فاطمہؑ کا لال شبیہ پیغمبرؐ سے فرما رہا تھا:

"بیٹا تو نانا کی شبیہ ہے مگر دین کا دار و مدار اور دین کی بقا تیری قربانی پر منحصر ہے' بیٹا تجھے جانا پڑے گا۔"

تو جواب میں علی اکبرؑ کہتے ہیں:

"بابا! فکر نہ کریں۔ **ستجدنی انشا اللہ مع الشاکرین** میں شکر کرتا

Presented by www.ziaraat.com

ہوا جاؤں گا' آپ فکر نہ کریں شکر کرتا ہوا جاؤں گا۔''

میرے محترم سامعین!

اب میں کیا تقابل کروں' ابراہیمؑ نے بھی بیٹا ذبح کیا مگر ابراہیمؑ کے بیٹے نے یہ کہا تھا:

یا ابت افعل ماتومر ستجدونی ان شا الله مع الصابرین

''بابا! قدم قدم وفا کروں گا' تو مجھے صبر کرنے والا پائے گا.....''

اسماعیلؑ نے کہا تھا صبر کرنے والا اور اس شہزادے نے کہا تھا مجھے شکر کرنے والا پائے گا.....صبر کیا جاتا ہے مصیبت پر' شکر کیا جاتا ہے نعمت پر۔ جس چیز کو ابراہیمؑ کا فرزند مصیبت سمجھ رہا تھا اس چیز کو حسینؑ کا فرزند نعمت سمجھ کر گلے سے لگا رہا تھا۔

عزیزانِ محترم!

خدا کی قسم! کربلا کے میدان میں' میں کیا تقابل کروں ابراہیمؑ بیٹے کو لے کر جا رہے تھے' منزل کٹھن تھی' امتحان سخت تھا' بوڑھا باپ تھا' کمر ہمت کس کے باندھ رکھی تھی' لیکن اس کے باوجود جب منزل پر پہنچے ہیں تو بیٹے کو اچانک نہیں لٹایا بلکہ عبا سے زمین کو صاف کیا تاکہ بیٹے کو کوئی کنکر نہ چبھ جائے' بیٹے کو کوئی کانٹا نہ لگ جائے۔ عبا کی چار تہیں لگائیں تاکہ بیٹے کو زمین سخت نہ محسوس ہو۔ پھر خدا جانے کیا خیال آیا' آنکھوں پر پٹی باندھ گئی اور بیٹے کے ہاتھ پاؤں باندھ گئے۔ پھر گلے پر چھری رکھ کر پھیر دی اور ساتھ ساتھ کہا اللہ اکبر ... لیکن جب آنکھوں سے پٹی ہٹائی تو کیا دیکھا؟ بیٹا مسکرا رہا تھا دنبہ ذبح ہوا پڑا تھا۔

کہا:

''یا اللہ! کیا میرے خلوص میں کمی تھی؟ تو نے میری قربانی کو منظور نہیں کیا۔''

نے کہا:

''نہیں ابراہیمؑ! ہم اس قربانی کو ادھار رکھتے ہیں' تیری نسل کے کسی فرزند سے وصول کریں گے اور ابراہیمؑ ابھی اس کی ماں میں اتنی ہمت نہیں ہے کہ جوان بیٹے کی موت کو دیکھ سکے۔ ابھی وہ مائیں پیدا ہوں گی جو ساری ساری رات مصلے پر بیٹھ کر دعا کریں گی' یا اللہ! پہلے میرے بیٹے کی لاش آئے' یا اللہ! پہلے میرے بیٹے کی قربانی ہو۔ اور دیکھ ابراہیمؑ! اب یاد رکھنا کہ تو بھی آ جانا وہاں' جب بوڑھا باپ جوان بیٹے کے سینے سے برچھی کا پھل نکالے گا نہ آنکھوں پہ پٹی ہو گی' نہ بیٹے کے ہاتھ پاؤں بندھے ہوں گے۔ اور ابراہیمؑ تو نے جو بیٹے کے گلے پر چھری پھیر کے کہا تھا نہ اللہ اکبر' اب اللہ کے ساتھ ساتھ اکبر کو یاد رکھنا۔''

خدا کی قسم! کربلا کے میدان میں ابراہیمؑ بھی موجود تھے' اسماعیلؑ بھی آ گئے اور حسینؑ ابن علیؑ نے فخر اسماعیلؑ بیٹے سے کہا:

''جاؤ بیٹے! میں تمہیں حکم جہاد دیتا ہوں۔''

بس حکم کا ملنا تھا کہ فوراً اکبر کے پاؤں رکابوں میں چلے گئے۔

حسینؑ نے کہا:

''اس طرح گئے تو کیا گئے جا پہلے ماں کو مل کر آ' بہنوں سے مل کر آ' پھوپھی کو سلام کر کے آ۔''

اب جیسے ہی شہزادہ خیموں کی طرف چلا' اللہ نے جنت میں آواز دی:

''اسماعیلؑ کی ماں ہاجرہؑ! اگر ہمت ہے تو یہ منظر بھی دیکھ!''

خدا کی قسم ہاجرہؑ نے اپنی آنکھوں پہ ہاتھ رکھ لیا' جب یہ منظر دیکھا کہ ماں مصلے پہ بیٹھی تھی بیٹا خیمے میں آیا' ماں نے جواب تو دیا مگر منہ موڑ لیا۔

☆●☆●☆

Presented by www.ziaraat.com

مجلس ششم

عزیزانِ گرامی!

جس دین کے ہم سب ماننے والے ہیں' جو دین تاریخ ادیانِ عالم ہے' جو دین فقط کامل نہیں بلکہ اکمل ہے' جس دین کا نام اللہ نے اسلام رکھا ہے' جس کے آئین کا نام قرآن رکھا ہے' جسے مرتب کرنے والے کا نام رحمٰن ہے' جسے پہنچانے کے لئے محمدؐ جیسا انسان ہے' جس کی بات کے ماننے کا نام ایمان رکھا ہے' جس کی بات سے انکار کا نام بہتان رکھا ہے' جس کے محافظ کا نام کل ایمان رکھا ہے' ان سب کے نگران کا نام عمرانؑ رکھا ہے اور ان کے مخالف کا نام شیطان رکھا ہے۔ (نعرۂ حیدری)

اور یہ دین اسلام دو چیزوں پر مبنی ہے' ایک ہیں اصول دین اور دوسرے ہیں فروع دین...... اصول و فروع کے ملاپ سے دین اسلام کا جسم تشکیل پاتا ہے اور آپ چاہتے ہیں کہ اس جسم میں روح بھی آ جائے تو روحِ اسلام اس محبت اور عاشقانہ کیفیت کا نام ہے جو لفظوں میں بیان ہی نہیں ہو سکتی......

بزرگانِ محترم!

اسلام کا نقطہ مرکز اگر کوئی ذات ہے تو وہ ذات ہے صرف حضورؐ کی ذات......! اور ایک مردِ مومن کے عشق کا نقطہ مرکز اگر کوئی ذات ہے تو وہ ذات بھی ہے ذاتِ محمد مصطفیٰؐ

(اللھم صلی علی محمدؐ و آلِ محمدؐ)

جس کے لئے قدرت نے ارشاد فرمایا ہے:

وما ارسلنک الا رحمۃ اللعالمین

اس کا ترجمہ بچے بچے کو یاد ہے۔ غور سے سنئے گا!......

''اے ہمارے حبیبؐ! ہم نے آپؐ کو نہیں بھیجا' مگر عالمین کے لئے رحمت بنا کر۔''

میری بات پر غور ہے صاحبان! کیونکہ میرے پاس وقت بہت مختصر ہوتا ہے' اس لئے بغیر ادھر ادھر ذہن گھمانے کے پوری یکسوئی کے ساتھ اپنی معروضات آپ تک پہنچانا چاہتا ہوں۔

آج تک اس آیہ مبارکہ کا یہی ترجمہ ہوتا آیا:

''ہم نے آپ کو عالمین کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔''

لیکن عربی زبان کے ایک معلم کی حیثیت سے یہ کہنے کی جسارت کروں گا کہ یہ ترجمہ کامل و اکمل ہے اور نہ ہی اس ترجمے سے شانِ رسالتؐ نکھر کر میرے سامنے آتی ہے۔

سامعین!

تو بہ نعوذ باللہ کیا اللہ کو اتنی عربی نہیں آتی تھی کہ سیدھی طرح کہہ دیتا:

انت رحمۃ

یا اللہ یہ نہیں کہہ سکتا تھا:

محمدؐ رحمۃ اللعالمین

''اے محمدؐ! تم رحمت ہو یا محمدؐ عالمین کے لئے رحمت بنا کر بھیجے گئے۔''

یہ اللہ کو اتنا چکر لگا کر آنے کی کیا ضرورت پڑی تھی:

وما ارسلناک الا رحمۃ اللعالمین

جس کا ترجمہ یہ ہے:

Presented by www.ziaraat.com

''میں نے نہیں بھیجا آپؐ کو، میں نے نہیں کیا آپؐ کا ارسال، مگر عالمین کے لئے رحمت بنا کر.....''

ذرا آپ باریکی میں جائیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اللہ رب العزت سرکار دو عالمؐ کی ذات کو رحمت نہیں کہہ رہا بلکہ ارسال کو رحمت کہہ رہا ہے، جس کے معنی ہیں بھیجنا۔

ارسال ایک صفت ہے صفت محتاج ہے موصوف کی، حال محتاج ہے ذوالحال کا.....

ذرا علمی بحث آئے تو گھبرایئے گا نہیں! میں انشاء اللہ سب کچھ پانی میں گھول کر آپ کو پلا دوں گا اور آپ کے ذہن وقلب پر نقش کر دوں گا۔ صفت محتاج ہے موصوف کی، حال محتاج ہے ذوالحال کا! چنانچہ ارشاد ہوا:

''میرے حبیبؐ! یہ تو جو تیری صفت ارسال ہے نا! ہم نے تیری صفت کو رحمت بنا دیا.....''

تو جس کی صفت رحمت ہے تو اس کی ذات کتنی بلند ہوگی!

تو میرے دوستو!

ذرا شانِ رسالتؐ کو اس انداز سے سنیئے کہ میرے کسی عزیز نے مجھ سے کہا، **بلغ العلیٰ بکمالہ** پر بھی ذرا روشنی ڈالئے.....

تو میں نے عرض کیا، ارے بھائی! بھلا میں اس ذات کے کمال پر کیسے روشنی ڈال سکتا ہوں؟ کیونکہ جہاں سے اس کا کمال شروع ہوتا ہے وہاں پر عقل انسانی ختم ہو جاتی ہے... آپ ذرا سی بات کو سمجھ لیں کہ ارسال کے معنی ہیں بھیجنا اور اس کی خصوصیت یہ ہے کہ لفظ ارسال ذرا دوری کا متقاضی ہے، لہٰذا جب تک فاصلہ اور دوری نہیں آئے گی، لفظ ارسال صادق نہیں آئے گا۔

بھئی! آپ ایک خط لکھ کر جب اسے پوسٹ (Post) کرتے ہیں، تو کہتے ہیں نا! کہ میں نے خط ارسال کر دیا اور اگر آپ خط لکھ کر جیب میں ڈال لیں تو ارسال ہو جائے

تک آپ اس کو جیب سے نکال کر خود سے جدا کر کے لیٹر بکس (Letter Box) یے دور نہیں بھیجیں گے تب تک ارسال نہیں ہوگا۔ تو گویا ارسال کا مطلب ہے دور ر اگر آپ مجھے لانے کے لئے میرے پاس ڈرائیور بھیجتے ہیں اور وہ ڈرائیور آپ ہی س رہ جائے تو بھیجنے کا لفظ صادق آئے گا؟ جب تک آپ اسے پیغام دے کر میری دور نہیں بھیجیں گے، اس وقت تک بھیجنے کا لفظ صادق نہیں آئے گا۔

اب خصوصاً اردو دان طبقے کے لئے ایک جملہ عرض کرتا ہوں کہ آپ کسی کو میرے نہ بھیجیں اور کہیں کہ بھیج دیا ہے، تو کیا میرے بھیجے میں کچھ آئے گا؟

زانِ من!

اب ذات الٰہی کہنا یہ چاہتی ہے:

''اے میرے حبیبؐ! میں نے تجھے تخلیق کیا اور اس وقت تخلیق کیا جب کائنات میں کوئی شے نہیں تھی اور تخلیق کرنے کے بعد میں نے تجھے اپنی بارگاہ میں رکھا۔ تو متن توحید کا حاشیہ بنا رہا، تو توحید کے پھول کی خوشبو بنا رہا، تو توحید کی شمع کی روشنی بنا رہا اور جب بہ مصلحت ہدایت میں نے تجھے اپنے سے دور کر کے بندوں کے پاس بھیج دیا تو، تو یہ دوری عالمین کے لئے رحمت بن گئی۔''

تو جس کی دوری عالمین کے لئے رحمت ہے، اس کا قرب کتنا بلند ہوگا.....؟

جہ ہے میرے محترم سامعین!

میں یہ جملہ پھر سے دہرائے دیتا ہوں کہ ارسال کے معنی بھیجنا ... بھئی! اب عربی فصاحت و بلاغت ملاحظہ فرمائیں کہ جب تک آپ کسی کو دور نہیں بھیج سکتے جب تک پہلے سے قریب نہ کریں۔ مثلاً جب آپ ڈاکخانے سے خط لیتے ہیں، اسے پہلے اپنی جیب میں

Presented by www.ziaraat.com

ڈالتے ہیں' پھر لکھتے ہیں اور پھر دور بھیجتے ہیں نا!..... اسی طرح آپ جب کسی آدمی کو بلاتے ہیں تو قاصد کو قریب بلا کر میسج (Message) دے کر' پیغام دے کر دور بھیجتے ہیں نا!

ارسال کے معنی ہیں دور بھیجنا' لیکن اس وقت تک دور نہیں بھیجیں گے جب تک نزدیک نہیں کریں گے۔

بھئی! بڑے غور سے سنئے گا! یہ عربی زبان کا کمال ہے' اس میں دونوں معنی چھپے ہوئے ہیں' دور بھیجنا بھی اور قریب کرنا بھی۔

عزیزان!

اب میں لفظیں بدل کر آپ کو سمجھاتا ہوں' انشاء اللہ بیان کا لطف دوبالا ہو جائے گا..... ! پہلے ہوتی ہے قربت' پھر ہوتی ہے دوری! قریب ہونے کو کہتے ہیں ولایت اور دور بھیجنے کو کہتے ہیں رسالت..... ! بھئی! پہلے اللہ کسی کو ولی بناتا ہے اور پھر رسول بنا کر بھیجتا ہے۔

توجہ ہے دوستو یا نہیں!

اس لئے اس نے کہا:

انما ولیکم اللّٰہ و رسولہ و الذین آمنوا الذین یقیمون الصلوۃ ویؤتون الزکوۃ وھم راکعون

"پہلے اللہ ولی ہے' پھر رسولؐ ولی ہے' پھر وہ ولی ہے جو انگوٹھی بطور زکوٰۃ رکوع کی حالت میں دیتا ہے....."

اللہ نے اس آیت کی ترتیب اس طرح رکھی کہ اُدھر سے اِدھر جائے' تو پہلے اللہ' پھر رسولؐ' پھر علیؑ اور اگر کوئی چیز اِدھر سے اُدھر آئے گی تو پہلے علیؑ' پھر رسولؐ' پھر اللہ! (صلوٰۃ)

یرے خیال میں' میں ابھی بھی سمجھا نہیں سکا.....! پڑھے لکھے حضرات تو سمجھ گئے اب دعوت ساعت دیہات کے لوگوں کو دے رہا ہوں.....سائنس نے تو اتنی ترقی ہے کہ مولوی صاحبان مسجدوں سے نکل کر اسمبلیوں تک پہنچ گئے ہیں۔

ہے یا نہیں!

زمانہ اتنا بلند ہو گیا کہ ہر شے میں کئی طرح کے تغیر و تبدل پیدا ہو گئے ہیں۔ تو کیا مولوی یا سائنسدان یہ نہیں کر سکتا کہ مہینوں میں تبدیلی کر دے۔ یہ جو مہینہ ہے رجب کا' بان' پھر رمضان..... یہ پہلے رمضان کیوں نہیں؟ پھر شعبان اور پھر رجب کیوں نہیں؟؟ اللہ نے مہینوں کی ترتیب ہی اسی طرح رکھی ہے۔

رجب ہے علیؑ کا مہینہ' شعبان ہے محمدؐ کا مہینہ اور رمضان ہے اللہ کا مہینہ..... اللہ کہا پہلے علیؑ تک پہنچو گے تو پھر نبیؐ تک آؤ گے اور اگر علیؑ تک نہیں پہنچو گے تو محمدؐ کو بھی پاؤ گے اور اگر محمدؐ کو نہیں پاؤ گے تو اللہ تک بھی ہرگز نہیں پہنچو گے۔

ہے سامعین!

مجھ سے اکثر بچے پوچھتے ہیں' صاحب! آپ یا علیؑ یا علیؑ بہت کرتے ہیں۔

اب میں کیا جواب دوں؟ یہ تو بچوں کا مسئلہ ہے' کوئی بھی حل کر سکتا ہے۔ ذرا وچ کر بتائیں' کر سکتے ہیں نا! بچے بھی اس کا حل.....!

اچھا! آپ کے گھر فقیر مانگنے آتے ہیں۔ آتے ہیں نا! اور اگر کسی دن کوئی ایسا قیر آ جائے جو بڑا مقدس ہو' پاک صاف ہو' نیلے پیلے رومال کاندھے پہ ڈالے ہوئے' سر پہ دیاں رکھے ہوئے' بہترین' خوبصورت خاصی داڑھی رکھے' ہاتھ میں تسبیح پکڑی ہوئی ہو۔

Presented by www.ziaraat.com

ڈالتے ہیں' پھر لکھتے ہیں اور پھر دور بھیجتے ہیں نا!..... اسی طرح آپ جب کسی آدمی کو بلاتے ہیں تو قاصد کو قریب بلا کر مسیج (Message) دے کر' پیغام دے کر دور بھیجتے ہیں نا!

ارسال کے معنی ہیں دور بھیجنا' لیکن اس وقت تک دور نہیں بھیجیں گے جب تک نزدیک نہیں کریں گے۔

بھئی! بڑے غور سے سنئے گا! یہ عربی زبان کا کمال ہے' اس میں دونوں معنی چھپے ہوئے ہیں' دور بھیجنا بھی اور قریب کرنا بھی۔

عزیزان!

اب میں لفظیں بدل کر آپ کو سمجھاتا ہوں' انشاء اللہ بیان کا لطف دوبالا ہو جائے گا..... ! پہلے ہوتی ہے قربت' پھر ہوتی ہے دوری! قریب ہونے کو کہتے ہیں ولایت اور دور بھیجنے کو کہتے ہیں رسالت..... ! بھئی! پہلے اللہ کسی کو ولی بناتا ہے اور پھر رسول بنا کر بھیجتا ہے۔

توجہ ہے دوستو یا نہیں!

اس لئے اس نے کہا:

انما ولیکم اللہ و رسولہ و الذین آمنوا الذین یقیمون الصلوۃ ویوتون الزکوۃ وھم راکعون

"پہلے اللہ ولی ہے' پھر رسولؐ ولی ہے' پھر وہ ولی ہے جو انگوٹھی بطور زکوۃ رکوع کی حالت میں دیتا ہے....."

اللہ نے اس آیت کی ترتیب اس طرح رکھی کہ اُدھر سے اِدھر جائے' تو پہلے اللہ' پھر رسولؐ' پھر علیؑ اور اگر کوئی چیز اِدھر سے اُدھر آئے گی تو پہلے علیؑ' پھر رسولؐ' پھر اللہ! (صلواۃ)

...میرے خیال میں' میں ابھی بھی سمجھا نہیں سکا..... ! پڑھے لکھے حضرات تو سمجھ گئے ...۔ اب دعوت ساعت دیہات کے لوگوں کو دے رہا ہوں..... سائنس نے تو اتنی ترقی ...ہے کہ مولوی صاحبان مسجدوں سے نکل کر اسمبلیوں تک پہنچ گئے ہیں۔

...ہے یا نہیں!

زمانہ اتنا بلند ہو گیا کہ ہر شے میں کئی طرح کے تغیر و تبدل پیدا ہو گئے ہیں۔ تو کیا ...مولوی یا سائنسدان یہ نہیں کر سکتا کہ مہینوں میں تبدیلی کر دے۔ یہ جو مہینہ ہے رجب کا' ...بان' پھر رمضان..... یہ پہلے رمضان کیوں نہیں؟ پھر شعبان اور پھر رجب کیوں نہیں؟؟ ...للہ نے مہینوں کی ترتیب ہی اسی طرح رکھی ہے۔

رجب ہے علیؑ کا مہینہ' شعبان ہے محمدؐ کا مہینہ اور رمضان ہے اللہ کا مہینہ..... اللہ ...ہا پہلے علیؑ تک پہنچو گے تو پھر نبیؐ تک آؤ گے اور اگر علیؑ تک نہیں پہنچو گے تو محمدؐ کو بھی ...پاؤ گے اور اگر محمدؐ کو نہیں پاؤ گے تو اللہ تک بھی ہرگز نہیں پہنچو گے۔

...ہے سامعین!

مجھ سے اکثر بچے پوچھتے ہیں' صاحب! آپ یا علیؑ یا علیؑ بہت کرتے ہیں۔

اب میں کیا جواب دوں؟ یہ تو بچوں کا مسئلہ ہے' کوئی بھی حل کر سکتا ہے۔ ذرا ...چ کر بتائیں' کر سکتے ہیں نا! بچے بھی اس کا حل..... !

اچھا! آپ کے گھر فقیر مانگنے آتے ہیں۔ آتے ہیں نا! اور اگر کسی دن کوئی ایسا ...ر آ جائے جو بڑا مقدس ہو' پاک صاف ہو' نیلے پیلے رومال کاندھے پہ ڈالے ہوئے' سر پر ...یاں رکھے ہوئے' بہترین' خوبصورت خاصی داڑھی رکھے' ہاتھ میں تسبیح پکڑی ہوئی ہو۔

Presented by www.ziaraat.com

درود پڑھتا ہوا آپ کے گھر کے پیچھے جا کر سیڑھی لگائے چھت پہ چڑھ کر ایک دم گھر میں کود پڑے اور آپ گھبرا کر کہیں کہ کیا بلا آن پڑی اور وہ کہے اللہ کے نام پر کچھ دے دو تو ایمان سے بتائیں کیا آپ اسے کچھ دیں گے؟ اب یقیناً آپ اسے دھکے دیں گے' چھتر یا ڈنڈے ماریں گے' اس لئے کہ آپ کہیں گے خیرات تو ہم دیتے ہیں...... لیکن خیرات گھر سے گھر میں نہیں دی جاتی' بلکہ خیرات تو گھر سے باہر دی جاتی ہے اور در سے ملتی ہے۔ خیرات گھر سے جاتی ہے' ملتی در پہ ہے۔ اے احمق گھر میں کیوں گھس آیا؟ گویا جو گھر میں گھسے گا اسے چھتر پڑیں گے اور جو در پر آئے گا اسے سب کچھ ملے گا...... اور یہی ہم کہتے ہیں۔ آج تک مولویوں کی سمجھ میں نہیں آیا (میں لکھ لکھ داری دل ول آکھا) Common Sense بھی سمجھتی ہے اس بات کو کہ جو کچھ در سے ملتا ہے آتا گھر سے ہے...... ہے نا! پیغمبرؐ نے تقریباً ۷۵ دفعہ یہ بات سمجھائی کہ علیؑ در ہے اور میں گھر ہوں' در پہ آؤ گے تو سب کچھ پاؤ گے اور گھر میں گھسو گے تو چھتر کھاؤ گے......! (نعرۂ حیدری)

توجہ ہے میرے محترم سامعین!

ارے یہ ہجرت والی رات تو آپ نے سنا ہوگا کہ پیغمبرؐ چلے گئے' علیؑ لیٹ گئے۔ (انشاء اللہ کبھی اس لیٹنے اور سونے پر بھی تفصیلی گفتگو ہوگی۔ وقت ہوتا ہے میرے پاس بہت محدود!) لیٹ گئے جب تو دو فرشتے اللہ نے بھیجے' ایک جبرائیلؑ دوسرا میکائیلؑ! یہ دونوں فرشتے ایک حضرتؑ کے سرہانے اور دوسرا پاؤں کی جانب کھڑے ہو گئے اور پہرہ دینے لگے...... مگر انہیں یہاں پہرہ دینے کی کیا ضرورت ہے؟ علیؑ کو تو پہرے کی کچھ ضرورت ہی نہیں اور اگر اسے کچھ خطرہ ہوتا تو کافر اندر گھس کر اسے قتل کر دیتے' مگر اسے کوئی خطرہ نہیں۔ خطرہ تو رسولؐ کو ہے' تو جہاں خطرہ ہے وہاں جا کر پہرہ دو' یہ علیؑ کے سرہانے کیوں کھڑے ہو؟ یہی فلسفہ جبرائیلؑ سمجھاتے ہیں کہ اگر خطرہ گھر والوں کو ہو تو پہرہ در پر دیا جاتا ہے۔ (نعرۂ حیدری...... صلواۃ)

...ے دوستو!

محمدؐ ہے گھر' علیؑ ہے در! اگر مانگنا بھی تو اسی در سے مانگنا' گھر میں نہ گھسنا اور اگر ...میں گھسو گے تو پتہ ہے نا! کیا ملے گا؟ اس لئے در سے مانگنا۔ یہ صرف پیغمبرؐ ہی نے نہیں ...یا' صحابہ نے بھی یہی بتلایا۔ میں تو ڈرتا ہوں کہ یوم قیامت جب صحابہ سے آمنا سامنا ...ں گے تو پتہ نہیں مولویوں کا کیا حشر ہوگا؟ اس لئے کہ صحابہ کرام نے' آپ جس صحابی کو بھی ...لے لیں' یہی سمجھایا کہ اگر مشکل حل ہوتی ہے تو صرف اور صرف اسی دروازے سے! حضرت ...ؓ کا فرمان ہے:

یاعلیؑ انت قداء بکل موذرة

''اے علیؑ! اللہ نے مشکل کشائی کے لئے پیدا ہی تجھے کیا ہے۔''

حضرت ابوبکرؓ کا فرمان ہے:

لایجوز علی الصراط کل من کتب له علی عن الجواز

''پل صراط سے کوئی گزر سکتا ہی نہیں جب تک علیؑ کے ہاتھ کی دی ہوئی ٹکٹ اس کے پاس نہیں ہوگی۔''

غرضیکہ جتنے بھی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم ہیں' ان سب نے یہی کہا کہ مشکل اس در سے حل ہوتی ہے' مشکل اس در سے حل ہوتی ہے۔

ارے بھائی! ایک آسان مثال سمجھاتا ہوں کہ آج کل بچوں کو سکولوں سے چھٹیاں ہیں اور سکول سے بچوں کو ہوم ورک ملتا ہے۔ استاد مشق کے لئے مثال کے ذریعے سمجھاتا ہے کہ یہ کلیہ میں سمجھا رہا ہوں اس کے ذریعے تم تمام سوال حل کر لانا۔ اب ریاضی کا کوئی سوال مشکل لگتا ہے تو بچہ استاد کے پاس جاتا ہے کہ استاد جی! ریاضی کا یہ سوال مجھے سمجھا دو۔ استاد صاحب سمجھا دیتے ہیں اور ساتھ یہ بھی کہتے ہیں کہ باقی سوال اسی کلیے کے ذریعے حل کر لینا۔ اب بچہ ہے طالب علم اور ہے بھی میری طرح بہت محنتی اور ذہین' وہ دوسرے دن

Presented by www.ziaraat.com

پھر پہنچ جاتا ہے کہ استاد جی یہ سوال بھی سمجھا دو...... استاد کہتا ہے کہ کل تو سمجھایا تھا آج پھر آ گئے؛ خیر! آج پھر سمجھائے دیتا ہوں...... لیکن بچہ پھر تیسرے روز بھی اگر کہتا ہے کہ استاد جی یہ سوال سمجھا دو تو استاد کی آنکھیں غصے سے سرخ ہو جاتی ہیں اور تیور بگڑ جاتے ہیں؛ وہ غصے سے دکھلا کر کہتا ہے؛ آج تمہارا آخری دن ہے؛ لاؤ سمجھائے دیتا ہوں؛ لیکن اگر تم آئندہ آئے تو مرغا بنا دوں گا۔ بچہ چوتھی مرتبہ پھر آ جاتا ہے۔ استاد کہتا ہے کہ سوال تو میں تجھے بعد میں سمجھاؤں گا؛ پہلے مرغے بن جاؤ...... احمق کہیں کے؛ بے وقوف! تجھے پچھتر دفعہ سمجھایا ہے تیری سمجھ ہی میں نہیں آتا......!

اسی بات سے میں ڈرتا ہوں کہ جب قیامت کے دن صحابہ کرامؓ اور مولوی صاحبان اکٹھے ہوں گے تو کیا بنے گا؟...... صحابہ کرام کہیں گے:

''کیوں بھئی مُلا! تجھے پچھتر دفعہ سمجھایا تھا کہ مشکل حل کرنے والا وہ دروازہ ہے؛ مشکل حل کرنے والا وہ دروازہ ہے...... مگر تیری سمجھ میں کچھ نہیں آتا؛ مرغا بنو! ...... ''کھلے'' پڑیں گے؛ سمجھ میں نہیں آتا تمہاری!''

توجہ ہے میرے محترم سامعین!

بس یاد رکھئے کہ جتنے بھی مسئلے ہیں اسی در سے حل ہوتے ہیں...... جتنی بھی مشکلیں ہیں اسی در سے آسان ہوتی ہیں...... کیسے کیسے جلیل القدر صحابیؓ تھے کہ جنہوں نے اس آستانے خدا کی قسم! کپڑوں یا جھاڑوؤں سے نہیں اپنی داڑھیوں سے صفائیاں کی ہیں کہ یہ راضی ہو گئے تو سمجھ لیں تخلیق کا مقصد پورا ہو گیا......!

لوگ کہتے ہیں کہ صحابہؓ کا ذکر مجالس میں کیوں نہیں ہوتا؟ تو آیئے میں صحابہؓ کی طرف چلتا ہوں۔ آپ کو ایک ایسے صحابی کے پاس لے چلتا ہوں جس کو پیغمبرؐ گود میں بٹھا کر کبھی ماتھا چومتے ہیں؛ کبھی رخسار کو بوسہ دیتے ہیں...... کسی نے کہا:

''یا رسول اللہؐ! آپؐ اسے اس قدر کیوں چوم رہے ہیں؟''

''تمہیں پتہ نہیں ہے کہ اس کا نام حبیبؓ ہے۔ یہ مجھے بہت پیارا ہے؛ تم دیکھتے نہیں کہ جب میرا حسینؑ چلتا ہے تو یہ اس کے پیچھے پیچھے چلتا ہے اور اس کے قدموں کی خاک کو اپنی آنکھوں سے لگاتا ہے۔''

خدا کی قسم! ہماری لاکھوں جانیں قربان ہو جائیں ایسے صحابہ کرامؓ پر کہ جب کربلا ...ان میں فاطمہؑ کا لال پورے عالم کے ظلم کا نشانہ بنا ہوا تھا اور بے ثباتی عالم کا شکوہ کر ...ا کہ

''اے زمانے! تو اپنے کتنے ساتھیوں کو جدا کر دیتا ہے۔''

...ہن نے جب یہ حسرت بھرے الفاظ سنے تو پوچھا:

''بھیا! آپؑ یہ شعر کیوں پڑھ رہے ہیں؟''

جواب میں کہا:

''زینبؑ بہن! آپؑ یہ آوازیں سن رہی ہیں گھوڑوں کے آنے کی...... فوجوں کی آمد کی آوازیں سنائی دے رہی ہیں نا!...... یہ سب میرے خون کے پیاسے چلے آ رہے ہیں......''

تو بہن نے کہا:

''بھائی! آپؑ کا کوئی مددگار نہیں ہے بھری دنیا میں؟''

فرمایا:

''کیوں نہیں!''

''کون ہے؟''

کہا:

''بچپن کا ساتھی، میرے نانا کا پیارا صحابی حبیب ابن مظاہرؓ!''

Presented by www.ziaraat.com

بہن نے کہا:

"تو پھر اسی کو بلا لیں نا! وہ اسی سرزمین عراق ہی کا تو رہنے والا ہے' اسے خط لکھ کر کوفے سے بلا لیں۔"

مولاؑ نے حبیبؓ کو خط لکھا اور ایک قاصد کے ہاتھ بھیجا کہ

"میرے ناناؐ کے پیارے صحابیؓ کو پہنچاؤ اور اسے ساتھ لیتے آؤ......"

قاصد چلا' کوفے میں پہنچ کر ایک دکان نظر آئی جہاں دو بوڑھے کھڑے خضاب خرید رہے تھے۔ قاصد نے ان کے پاس جا کر پوچھا:

"کیا تم حبیب ابن مظاہرؓ کو جانتے ہو؟"

ایک بوڑھے نے جواب دیا:

"جانتا ہوں مگر زمانہ بڑا خراب ہے' تم اس کا بلند آواز میں کسی کے سامنے نام نہیں لینا۔ ایسا کرو تم ذرا فاصلے پر چلنا اور میں آگے آگے چلتا ہوں' اس طرح میں تمہیں حبیبؓ کے دروازے پر چھوڑ دوں گا۔"

چنانچہ بوڑھا آگے آگے چلا اور قاصد اس کے پیچھے پیچھے روانہ ہوا۔ جب یہ دونوں گلی کی نکڑ پر پہنچے تو بوڑھے نے پلٹ کر دیکھا اور جب وہاں کوئی آدمی نظر نہ آیا تو پوچھنے لگا:

"کہاں سے آئے ہو تم؟"

قاصد نے کہا:

"مجھے مولا حسینؑ نے بھیجا ہے۔"

بوڑھا بولا:

"کیا تم نے میرے مولاؑ کی زیارت کی ہے؟ تو میرے مولاؑ کی طرف سے آیا ہے؟"

قاصد نے کہا:

"ہاں!"

موں میں گر گیا اور کہنے لگا:

"میرا نام ہی حبیبؓ ہے۔ معاف کرنا! تم نے پہلے اپنا تعارف نہیں کروایا تھا' اس لئے میں تجھے پیٹھ کر کے چلتا رہا۔ آ میرے آگے چل!"

پہنچا تو گھر کا دروازہ کھول کر کہنے لگا:

"مومنہ مبارک ہو' مبارک ہو!!"

ی نے حیران ہو کر پوچھا:

"خیر تو ہے میرے سرتاج! کون آیا ہے؟"

حبیبؓ نے کہا:

"کچھ نہ پوچھو' میرے گھر جبرائیلؑ آیا ہے۔"

مومنہ بیوی نے پھر کہا:

"آخر کون ہے' بتائیے تو سہی؟"

حبیبؓ کہنے لگا:

"کچھ نہ پوچھ' جلدی جلدی فرش بچھا' میرے مولا حسینؑ کا قاصد آیا ہے' گویا ہمارے گھر میں رحمت خدا آ گئی ہے۔"

پھر کیا تھا! پاکیزہ ترین فرش بچھایا گیا اور میاں بیوی دونوں قاصد کے استقبال کے لئے چشم بہ راہ تھے۔ قاصد نے خط نکالا در حبیبؓ کو دیا۔ دونوں نے آنکھیں بند کر کے خط وصول کیا' کبھی چوما' کبھی سینے سے لگایا۔

قاصد نے کہا:

"کھول تو لو!"

حبیبؓ نے کہا:

"جسے میرا مولاؑ بند کرے مجھ میں اتنی ہمت کہاں کہ اسے کھولوں' براہِ

Presented by www.ziaraat.com

کرم آپ اسے اپنے ہاتھ سے کھول دیجئے۔"

چنانچہ قاصد نے خط کھولا...... حبیبؑ نے پڑھا' پڑھتا آیا' پڑھتا آیا...... ایک دم حبیبؑ کا رنگ دودھ کی طرح سفید ہو گیا۔

بیوی نے پوچھا:

"حبیبؑ! خیر تو ہے۔"

حبیبؑ نے کہا:

"کوئی خیر نہیں' میرے مولاؑ نے لکھا ہے کہ میں تجھے بلانے کی کبھی زحمت نہ دیتا' اگر میرے ساتھ زینبؑ نہ ہوتیں اور میرے آقا حسینؑ نے باپ کا نام بھی نہیں لکھا' بلکہ حسینؑ ابن فاطمہؑ لکھا ہے...... اور ماں کا نام اس وقت لکھا جاتا ہے جب کوئی مصیبت کی آخری منزل پر ہو' میرا حسینؑ مصیبت کی آخری منزل پر کھڑا ہے......!"

بیوی نے کہا:

"حبیبؑ! آگے پڑھو۔"

حبیبؑ نے پڑھا:

"حبیبؑ! تو میرے بچپن کا ساتھی ہے' تجھے میرے ناناؐ نے کتنا پیار دیا ہے' ہم ایک ہی گھر میں پلے بڑھے ہیں۔ مگر اب میں اپنا علاقہ چھوڑ کر تیرے علاقے میں آ گیا ہوں......"

پھر خط کا آخری فقرہ پڑھتے ہوئے حبیبؑ کا ہاتھ کانپنے لگا اور خط ہاتھ سے گر گیا۔ زوجہ نے حبیبؑ سے کہا:

"خیر تو ہے حبیبؑ! کیا کوئی ایسی خبر ہے...... مجھے بھی تو بتاؤ۔"

حبیبؑ نے کہا:

"میں آگے نہیں پڑھ سکتا۔"

نے کہا:

"تجھے اس شہنشاہؑ کی قسم! پڑھ کر بتاؤ کیا بات ہے......؟"

یبؑ نے خط اٹھا کر دوبارہ پڑھنا شروع کیا:

"حبیبؑ! میں تجھے کبھی تکلیف نہ دیتا کہ تم میری مدد کو پہنچو' مگر کیا کروں' زینبؑ میرے ساتھ ہے۔"

منہ نے کہا:

"تو پھر تیرا کیا خیال ہے؟"

یبؑ کہنے لگا:

"زمانہ دشمن ہے' میں تجھے اکیلا چھوڑ کر کیسے جا سکتا ہوں؟"

حبیبؑ نے یہ مومنہ کا امتحان لینے کے لئے کہا تھا...... بس اتنا سننا تھا کہ مومنہ کو جلال آ گیا۔ اس نے اپنا دوپٹہ اتار دیا اور چوڑیاں اتار کر حبیبؑ کے آگے پھینک کر بولی:

"حبیبؑ! اگر تم نہیں جا سکتے تو میں جاؤں گی اپنے مرشدؑ کی مدد کیلئے......!"

حبیبؑ بولا:

"مومنہ! میں نے تو یہ تمہارا امتحان لینے کے لئے کہا تھا۔"

پھر حبیبؑ نے قاصد سے کہا:

"تو گھوڑا لے کر آگے آگے چل اور میں پیچھے پیچھے آتا ہوں۔"

چنانچہ قاصد گھوڑا لے کر آگے آگے چلا اور حبیبؑ ظالموں کی نظر سے بچتا بچاتا مقررہ مقام پر پہنچ گیا۔ وہاں جا کر دیکھا تو گھوڑے کو بھی بے قرار پایا اور غلام کو بھی...... ظاہر ہے اگر کائنات کا شہزادہ تکلیف میں ہو گا تو کائنات کی ہر شے تکلیف میں ہو گی۔

وہاں پر غلام گھوڑے سے کہہ رہا تھا:

Presented by www.ziaraat.com

"فکر نہ کر، اگر میرا مالک مولاؑ کی مدد کے لئے نہیں جائے گا تو میں تیری پشت پر سوار ہو کر آقاؑ کی مدد کے لئے پہنچوں گا۔"

حبیبؓ نے بھی یہ فقرے سنے تو فوراً غلام کو آزاد کر دیا اور کربلا کی طرف رخ کر کے عازم سفر ہونا چاہا۔

غلام نے کہا:

"آقاؓ! میں بھی آپؓ کے ساتھ کربلا جاؤں گا۔"

چنانچہ دونوں نے کربلا کے میدان کا رخ کیا۔ ادھر میرے مولاؑ نے کوفہ کی جانب سے جو گرد اٹھتی دیکھی تو کہا:

"عباسؑ بھائی! میرے بچپن کا دوست آ گیا۔ عزیزو، ساتھیو!! آؤ میرا دوست آ رہا ہے، اس کا شایان شان استقبال کرو۔"

سب نے کھڑے ہو کر حبیبؓ کا استقبال کیا۔ عباسِ علمدارؑ نے علم کا سایہ لہرایا، ہر طرف سے سلام سلام کی آوازیں بلند ہوئیں۔

شہزادہ علی اکبرؑ نے کہا:

"چچا میرا سلام!"

قاسمؑ نے کہا:

"چچا میرا سلام!"

سلاموں کی یہ آوازیں خیموں تک پہنچیں تو ملکہ کربلاؑ نے پوچھا:

"خیر تو ہے، یہ کیسی آوازیں آ رہی ہیں..... فضہؓ!"

فضہؓ نے عرض کیا:

"شہزادی آپؑ کے بھائی کا بچپن کا ساتھی حبیبؓ آیا ہے۔"

شہزادی نے کہا:

"اچھا تو یہ بات ہے..... فضہؓ! جاؤ اور حبیبؓ کو میرا سلام بھی

پہنچاؤ۔"

فضہؓ نے جب حبیبؓ کو زینب عالیہؑ کا پیغام پہنچایا تو حبیبؓ روتے روتے زمین پر بیٹھ گئے اور دونوں ہاتھ سر پر مار کر بولے:

"یا اللہ! علیؑ کی بیٹیوں پر یہ وقت بھی آنا تھا کہ آج میرے جیسے ادنیٰ غلام کو سلام بھیج رہی ہیں.....! زینب شہزادیؑ! میں تو آپؑ کے در کا غلام ہوں۔"

عزیزو!

یہ تھے وہ جلیل القدر صحابیؓ..... اور جب دسویں کا دن آیا تو صحابہؓ نے مولاؑ کے کہنے پر نماز باجماعت کے لئے صف بندی کی، تو ایک صحابیؓ مولاؑ کے آگے کھڑا ہو گیا اور حبیبؓ نے مولاؑ کے گرد گھوڑے کو پوری طاقت سے گھمایا کہ دشمن کے تیر آئیں تو مجھے اور گھوڑے کو لگیں اور مولا حسینؑ اور اصحابؓ تک نہ پہنچنے پائیں۔

مومنو!

خدا کی قسم! دسویں کے دن جب حبیب ابن مظاہرؓ مولاؑ کی مدد کرتے کرتے گھوڑے سے گر رہے تھے تو کہا:

"مولاؑ میرا آخری سلام!"

مولاؑ نے دیکھا تو دوڑ کر حبیبؓ کے پاس آئے۔

حبیبؓ نے زخموں سے چور چور ہونے کے باوجود استقبال امامؑ کے لئے اٹھنے کی کوشش کی، مگر اٹھ نہ سکا۔ مولاؑ نے سینے پر ہاتھ رکھ کر کہا:

"حبیبؓ! تکلیف نہ کر۔"

مولاؑ نے کہا:

Presented by www.ziaraat.com

"حبیبؓ! تو میرے بچپن کا ساتھی ہے' اس لئے بے تاب ہو کر اٹھنے کی کوشش نہ کر۔"

حبیبؓ نے عرض کیا:

"یہ میرے سرہانے کون آ گیا ہے؟"

آقا حسینؑ نے فرمایا:

"حبیبؓ سلام کر میرے ناناؐ تشریف لائے ہیں' دائیں طرف بابا علیؑ ہیں' بائیں طرف بھیا حسنؑ بھی موجود ہیں۔"

یکدم حبیبؓ نے آنکھیں کھول کر کہا:

"مولاؑ! میرے سامنے کوئی برقعہ پوش خاتون بھی موجود ہے۔"

مولاؑ نے کہا:

"حبیبؓ! پاؤں سمیٹ کر سلام کر وہ میری ماں زہراؑ ہیں جو تجھے لینے کے لئے تشریف لائی ہیں۔"

میرے عزیزو!

یہ تھے وہ جلیل القدر صحابیؓ جن کے لئے ہماری جانیں بھی قربان ہیں۔

نیاز بیگ کے بوڑھو' بچو اور جوانو!!!

میں ایک فقرہ کہتا ہوں کہ دوستی کا کیا رشتہ ہوتا ہے' اعتماد کس رشتے کا نام ہے؟؟

میرے مولاؑ کو حبیبؓ پر اتنا اعتماد تھا' اتنا ناز تھا کہ جب شامِ غریباں کو فوج اشقیاء یہ کہہ کر آگے بڑھی:

"ان کا کوئی نہیں رہا' انہیں لوٹ لو۔"

جیسے ہی یہ کمینے خیام کے اندر پہنچے اور کسی ظالم کا نیزہ چادر کی طرف بڑھا تو منہ

سے باپ کا نام نکلا نہ کسی بھائی کا......!

میری شہزادی زینبؑ نے رو کر کہا:

"بھائی حبیبؓ! میں تیرے علاقے میں برہنہ سر ہوں' تیرے علاقے میں میرے سر سے چادر اتر گئی۔"

سامعین محترم!

اس قربانی کا کیا اثر ہوا......! مولا حسینؑ نے اپنے دوست حبیبؓ کو کربلا میں اپنے مزار سے پہلے جگہ دی' جیسے مولاؑ کا کوئی پرائیویٹ سیکرٹری بیٹھا ہو......! مولاؑ کی زیارت ایک دفعہ ہوتی ہے مگر زائر کو حبیبؓ کی زیارت جاتے ہوئے بھی ہوتی ہے اور آتے ہوئے بھی......!

میں دعا کرتا ہوں کہ خدا آپ کو اس جلیل القدر صحابیؓ کی محبت عطا فرمائے کہ جو اپنی آل سمیت مولاؑ پر قربان ہو گیا۔

خدا آپ کی عبادت کو قبول فرمائے اور اس عبادت کے صدقے میں اللہ رب العزت ملک اسلم صاحب کو حیاتی والا فرزند عطا فرمائے' خدا ان کی گود ہری کرے' تا کہ مجالس کا یہ سلسلہ تا قائم قیامت چلتا رہے۔

☆●☆●☆

Presented by www.ziaraat.com

مجلس ہفتم

سامعین محترم!

لوگوں نے کہا:

"یااللہ! تو خود نبی بن جا۔"

اللہ نے جواب دیا:

"نبی اسے کہتے ہیں جو میرا پیغام لے کر لوگوں تک پہنچائے' میں بھلا کسی کا پیغام لے کر لوگوں تک پہنچاؤں؟ بھائی! نبیؐ تو میرا پیغام تم تک پہنچا رہا ہے.... میں کس کا پیغام پہنچاؤں گا! لہٰذا میں کس کا رسول بنوں؟"

پھر لوگوں نے کہا:

"یااللہ! تو خلیفہ بن جا۔"

اللہ نے کہا:

"خلیفہ کہتے ہیں میرے رسولؐ کے نائب کو! میں کس کا نائب بنوں؟"

پھر کہا گیا:

"یااللہ! تو امام بن جا.... تو آگے بطورِ امام ہو پیچھے صفیں بچھی ہوں' نسبت ہو' آگے امام ہو پیچھے پبلک ہو۔"

نے کہا:

"نسبت میں اور مقابلے میں آگے بڑھنا میری شان کے خلاف ہے!"

نے کہا:

"یااللہ! تو اپنے لئے کوئی عہدہ بھی نہیں لے گا؟"

نے کہا:

"ایک عہدہ میں اپنے لئے لے لیتا ہوں۔"

نے جواب دیا:

"ایک عہدہ میں اپنے لئے لے لیتا ہوں اور وہ ہے ولایت!"

انما ولیکم اللہ

"یعنی اللہ ولی ہے۔"

گویا جو عہدہ تمام عہدوں میں مرکزی حیثیت رکھتا ہے' وہ اللہ نے اپنے لئے چنا۔

کل میں نے آپ کو بتایا تھا کہ اللہ پہلے قریب کرتا ہے اور پھر رسولؐ بنا کر پبلک کے پاس دور بھیجتا ہے۔

توجہ ہے بھئی!

اور اب پڑھے لکھے افراد متوجہ ہو جائیں!

دیکھیں میرے دوست! ایک سوال ذہن میں ابھر سکتا ہے کہ دور ہونے کے کیا معنی ہیں؟ بھئی! اللہ تو شہ رگ سے زیادہ قریب ہے' ہر جگہ موجود ہے۔ پھر اللہ سے دوری کا کیا مطلب ہے؟

تو میرے معزز سامعین!

سوال آیا ذہن عالی میں! اللہ تو ہے ہی شہ رگ کے قریب! پھر دوری کیسی؟

Presented by www.ziaraat.com

بھئی! دوری اس وقت تک آپ کی سمجھ میں نہیں آ سکتی جب تک آپ قرب کو نہ سمجھ لیں اور جب قرب سمجھ میں آ جائے گا تو دوری بھی سمجھ میں آ جائے گی۔

بھئی! قرب حاصل کرنے کے لئے، آپ کیا کیا کرتے ہیں؟ عبادت کرتے ہیں، مثلاً نماز ہے، خمس ہے، روزہ ہے، حج ہے، یہ سبھی عبادتیں ہیں۔ لیکن یہ عبادتیں اس وقت تک نہیں ہوتیں جب تک نیت نہ ہو اور نیت کیا ہے؟

دو رکعت نماز پڑھتا ہوں، واجب قربة الی اللّٰہ۔

میں نماز پڑھتا ہوں تا کہ اللہ کے قریب ہو جاؤں، اللہ کی قربت اور حضوری حاصل ہو جائے، لیکن جب تک نیت نہیں ہو گی نماز عبادت نہیں بنے گی، بلکہ یہ Sit، Stand کی ورزش بن جائے گی۔

آپ حج کرتے ہیں تو جب تک نیت نہیں کریں گے حج نہیں ہو گا۔ حج کی کیا نیت ہے؟ حج کرتا ہوں واجب قربة الی اللّٰہ۔ آپ حج کس لئے کرتے ہیں؟ اسی لئے نا! کہ اللہ کی قربت حاصل ہو جائے، اس کے قریب ہو جائیں۔

تو میرے دوستو!

یہ قریب کے کیا معنی ہیں؟ نماز پڑھنے سے پہلے کیا آپ اور اللہ کے درمیان دس میل کا فاصلہ تھا جو قصد قربت کے بعد پانچ میل ختم ہو گئے اور آپ پانچ میل قریب ہو گئے...... حج کرنے سے پہلے آپ اور اللہ کے درمیان فاصلہ تھا جو حج کرنے کے بعد قریب ہو گئے!!

مومنین!

دیکھئے! یہ علم کلام کے مسائل ہیں اور آپ کی جو مجالس ہیں یہ جہالت کا نمونہ نہیں ہیں۔ یہ امام حسینؑ کی یونیورسٹی کی کلاسز ہیں، یہاں ہر مکتبہ فکر کے پڑھے لکھے افراد آتے

یعنی ہوتا ہی وہ ہے جو علم کے قریب ہو!

رے معزز سامعین!

اس لئے آپ کو علم سے دور نہیں رہنا چاہئے۔ اللہ جو نظر آتا نہیں، عقل میں سماتا ں، تخیل وہاں تک پہنچتا نہیں۔ پھر کیسے پتہ چلے کہ وہ کون ہے؟ کیسے پتہ چلے کہ وہ کیا ؟ تو علم الکلام کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ نام ہے کمال مطلق کے نقطہ اول و آخر کا! کمال مطلق قطہ اول بھی وہی ہے اور نقطہ آخر بھی وہی ہے۔ جہاں کمال ہی کمال ہے اسے کہتے اللہ...... اور بندہ اس کے سامنے ناقص ہی ناقص، محتاج ہی محتاج ہے...... اللہ طاقت ہی ت ہے اور بندہ کمزور ہی کمزور ہے...... تو اللہ اور بندے میں اتنا ہی فاصلہ ہے جتنا سچ اور ٹ میں ہوتا ہے......!

جہ کیجئے گا مومنین!

اللہ اور بندے میں اتنا ہی فاصلہ ہے جتنا طاقت ور اور کمزور کے درمیان ہوتا ہے، ب عبادت کا مطلب کیا ہے؟

عبادت کا مطلب یہ ہے جتنی دیر بندہ عبادت میں مصروف رہتا ہے اتنی دیر نقائص سے دور رہتا ہے۔ جتنی دیر وہ عبادت کرتا رہتا ہے اتنی دیر نقص سے محفوظ رہتا ہے۔ گویا نقص سے دور ہوا تو کمال کے نزدیک ہو گیا۔ (سمجھ میں آ رہی ہے بات......!)

دیکھئے! یہ منطق اور فلسفے کی باتیں ہیں، جنہیں میں نے بہت آسان کر کے آپ کے سامنے پیش کیا۔ تو اللہ اور بندے کے درمیان جسمانی فاصلہ نہیں ہے، صفات کا فاصلہ ہے۔ یعنی اللہ سچ ہی سچ ہے اور بندہ جھوٹ ہی جھوٹ ہے...... اللہ اور بندے کے درمیان تنا ہی فاصلہ ہے جتنا سچ اور جھوٹ کے درمیان میں......!

اب سمجھئے کہ رسول، رسول بننے سے پہلے اس نقطہ کمال کے قریب ہوتا ہے، یعنی پہلے

Presented by www.ziaraat.com

اس نقطہ کمال کے قریب ہوتا ہے پھر دور ہو جاتا ہے' رسول بن جاتا ہے اور قریب رہنے کو کہتے ہیں ولایت! اس کا مطلب یہ ہوا کے رسول رسول بننے سے پہلے ان تمام نقائص سے پاک ہوگا جو مخلوق میں پائے جاتے ہیں۔

اس لئے کہ اگر نبی میں عیب ونقص ہوگا تو وہ اللہ کے قریب ہی نہیں ہوسکتا۔ نقص کمال کے نزدیک جا ہی نہیں سکتا' کیونکہ اگر نقص کمال کے نزدیک ہوتا چلا گیا تو کمال کمال نہیں رہے گا.....

اس لئے نبی نبی بننے سے پہلے تمام عیوب اور نقائص سے پاک ہوگا جو مخلوق میں پائے جاتے ہیں اور جو تمام نقائص سے پاک ہو' اسی کو فقہ جعفریہ میں معصوم کہتے ہیں۔(صلواۃ)

دیکھئے! اب میں یہ نہیں کہتا کہ پیغمبرؐ صرف فقہ جعفریہ ہی میں معصوم ہیں' جتنی بھی فقہیں ہیں' ان تمام میں پیغمبرؐ معصوم ہیں۔ جیسے فقہ حنفی ہے' مالکی ہے' شافعی ہے' ان تمام فقہوں میں بھی معصوم ہیں اور فقہ جعفریہ میں بھی معصوم ہیں۔ پھر فرق کیا ہے؟ فرق صرف اتنا ہے کہ وہاں رسالت اور نبوت شرط عصمت ہے' یعنی جب نبی ہو جائے گا تو معصوم بھی ہو جائے گا۔

بھئی!

سمجھئے گا! وہاں باقی فقہوں میں جب نبی بن جاتا ہے تو معصوم بھی ہو جاتا ہے' مگر فقہ جعفریہ نے یہ سمجھایا کہ عصمت شرط رسالت ہے' کیونکہ جب کوئی معصوم ہوتا ہے تبھی رسول بنتا ہے' یا جب عصمت ہوتی ہے تو رسالت ملتی ہے۔

توجہ ہے کہ نہیں!

تو وہاں رسالت پہلے ملتی ہے اور عصمت بعد میں اور یہاں عصمت پہلے ہے اور رسالت بعد میں.....!

بھئی! آپ سب حضرات جتنے بھی یہاں بیٹھے ہیں' مجھے ذرا سوچ کر بتائیں کہ ...نے چالیس سال تک خاموش زندگی کیوں گزاری؟ کیا اسے معلوم نہیں تھا کہ میں نبی ...ں؟ جبکہ پیغمبرؐ خود کہہ رہے ہیں:

کنت نبیا آدم بین الماء والطین

"میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدمؑ مٹی اور پانی میں خمیر ہو رہا تھا....."

اور دوستو چھوٹے چھوٹے نبیؑ تو بچپن میں بولے' جیسے عیسیٰؑ کہ میں نبی بن کر آیا ...ں اور کتاب لایا ہوں وغیرہ اور جو تمام نبیوں کا نبیؐ ہے' وہ چالیس سال تک کیونکر خاموش ...ا؟

...جہ رہے!

یہ اللہ نے چالیس سال تک پیغمبرؐ کو کیوں خاموش رکھا؟ اب یہاں پر ایک غلط فہمی پیدا ہوگئی۔ مولوی صاحبان نے کہا کہ پیغمبرؐ کو چالیس سال تک نبوت اور قرآن کے متعلق علم ہی نہیں تھا۔ میں کہتا ہوں کہ میں فقہ جعفریہ کا ایک چھوٹا سا طالب علم ہونے کے ناطے سب کو چیلنج کرتا ہوں کہ اگر پیغمبرؐ کو چالیس سال تک نبوت اور قرآن کا پتہ ہی نہیں تو مجھے دکھائیں کہ پیغمبرؐ کا کوئی فعل چالیس سال تک نبوت اور قرآن کے خلاف گیا ہو؟

(نعرۂ تکبیر' نعرۂ رسالت' نعرۂ حیدری)

میرا یہ چیلنج تمام عالم اسلام کے لئے ہے کہ چالیس سال تک نبیؐ کا کوئی فعل دکھا دیں جو قرآن ونبوت کے خلاف گیا ہو۔ اللہ نے پیغمبرؐ کو چالیس سال تک اس لئے خاموش رکھا' کیونکہ عصمت عزیز تھی۔ اس لئے اللہ نے کہا:

"اے پیغمبرؐ! چالیس سال تک خاموش رہ اور لوگوں پر اپنی ہر ادا سے ثابت کر دے کہ میں معصوم ہوں' حتیٰ کہ خون کے پیاسے دشمن بھی یہ

Presented by www.ziaraat.com

پکار اٹھیں کہ یہ تو صادق بھی ہے اور امین بھی!"

توجہ ہے میرے معزز سامعین!

میں آپ کو ایک جملہ کہتا ہوں' مجھے یقین ہے کہ آپ بیدار ہو جائیں گے۔ اللہ نے کہا:

"اے میرے حبیبؐ! پہلے قرآن سنانا نہیں' چالیس سال تک پہلے قرآن بن کر دکھا دے' پھر قرآن سنانا......!" (صلواۃ)

تو سرکار دو عالمؐ نے پہلے چالیس سال تک قرآن بن کر دکھایا' پھر قرآن سنایا۔

ارے! میں ان مولویوں سے صرف اتنا کہتا ہوں...... حالانکہ میرا یہ انداز گفتگو ہرگز نہیں ہے' لیکن جب پیغمبرؐ پہ آنچ آتی ہے تو سید ہونے کی حیثیت سے ظاہر ہے خون میں ہلچل تو مچ ہی جاتی ہے۔

میرے عزیزو!

میں ان لوگوں کو چیلنج کرتا ہوں کہ اے نبیؐ کی ذات پر دھبہ لگانے والو! اے نبیؐ کی ذات میں سہو و نسیان و بشریت تلاش کرنے والو! یہ سہو و نسیان' بھول جانا' کہ جان بوجھ کر تو غلطی نہیں کرتا......کبھی کبھی بھول کر نبیؐ سے غلطی ہو جاتی ہے۔

ارے بھائی! یہ بھول جانا تو نقص ہے' بھول جانا تو عیب ہے اور یہ کبھی کبھی بھول جانا بھی غلطی ہی ہے۔

اب نیاز بیگ والوں سے بہتر کون جانتا ہے؟ آپ نے مجھ سے کہا:

"نسیم صاحب! ایک مقدمہ ہے کوئی اچھا سا وکیل دے دیں۔"

میں نے کہا:

"وکیل تو بہت اچھا ہے' لندن کا پڑھا ہوا' بار ایٹ لاء ہے' مگر اس میں

ایک خرابی ہے۔"

"کیسی خرابی؟"

[...]کہا:

"جان بوجھ کر تو نہیں لیکن کبھی کبھی بھول کر عدالت میں وہ مخالف کا ساتھ دینے لگتا ہے۔ وکیل بہت اچھا ہے۔"

[...]ہے ہیں:

"طبیعت خراب رہتی ہے' کوئی ڈاکٹر بتائیں' بہترین ڈاکٹر' بہت اچھا ڈاکٹر......!"

[...]کہا:

"ڈاکٹر تو بہت اچھا موجود ہے' سوئٹزر لینڈ کا پڑھا ہوا' امریکہ کا پڑھا ہوا ہے اور پیسے بھی زیادہ لے گا' لیکن ڈاکٹر بڑا اچھا ہے۔"

[...] نے کہا:

"اچھا!"

[...]ب آپ اس کے پاس جانے لگتے ہیں تو میں کہتا ہوں:

"ذرا رک جائیں' ڈاکٹر بہت اچھا ہے مگر اس میں ایک خرابی ہے' کبھی کبھی بھول کر دوا کی جگہ زہر لکھ دیتا ہے...... جان بوجھ کر نہیں لکھتا' بھول کر!"

[...]زیز دوستو!

آپ جائیں گے؟ آپ سن کر کہیں گے کہ
"اگر اس کبھی کبھی میں' میں بھی آ گیا تو پھر کیا ہوگا؟"

Presented by www.ziaraat.com

یا پھر میں آپ سے کہتا ہوں:

''بھائی! مجھے اچھا سا ڈرائیور چاہئے' جو مجھے فوراً نیاز بیگ پہنچایا کرے' میں نے مجلس پڑھنی ہوتی ہے۔''

تو آپ کہتے ہیں:

''بہترین ڈرائیور ہے مگر ایک خرابی ہے' جان بوجھ کر نہیں کبھی کبھی اشارہ ادھر کا ہو تو وہ ادھر (الٹی طرف) مڑ جاتا ہے۔''

تو میں کہوں گا:

''بابا! رہنے دو ایسے ڈرائیو کو!''

آپ ذرا سوچ کر مجھے بتائیں' اللہ نے آپ کو اتنی عقل دی ہے کہ آپ کبھی کبھی بھولنے والے کو وکیل نہیں کرتے' کبھی کبھی بھولنے والے ڈاکٹر کے پاس نہیں جاتے اور کبھی کبھی بھولنے والے ڈرائیور کو بھی نہیں رکھتے.....تو مولویوں نے اللہ کو اتنا کم عقل سمجھ رکھا ہے کہ جو عالمین کی ہدایت کے لئے ایسا نبیؐ بنا دے جو کبھی کبھی بھول جائے۔

(نعرۂ تکبیر' نعرۂ رسالت' نعرۂ حیدری' نعرۂ صلواۃ)

میرے دوستو' میرے عزیزو!!

یہ کبھی کبھی بھول جانا ہی تو سب سے بڑا نقص ہے' سب سے بڑا عیب ہے۔ دامن رسالتؐ عیب دار ہو ہی نہیں سکتا! اگر وہ عیب دار ہوتا تو اللہ کے قریب نہ ہوتا' تو میرا چیلنج ہے کہ اے پیغمبرؐ کی ذات میں سہو و نسیان ڈھونڈنے والے مولوی صاحبان مجھے ذرا سوچ کر بتاؤ' کیا کسی نے کبھی کسی عیب دار کی قسم کھائی ہے؟ کبھی کسی نے قسم کھائی ہے کہ مجھے قسم ہے تیری ٹوٹی ٹانگ کی' قسم ہے تیری کانی آنکھ کی' یا مجھے قسم ہے تیرے ٹیڑھے منہ کی!!! ایمان سے بتائیں کسی نے آج تک قسم کھائی ہے کسی عیب دار کی.....!

اور خدا کیا کہتا ہے:

و عمرک

''اے رسولؐ! مجھ کو تمہاری تمام زندگی کی قسم!''

اور اللہ نے کوئی تقسیم کر کے قسم نہیں کھائی کہ مجھ کو تیری جوانی کی قسم' تیرے بڑھاپے کی قسم' تیرے بچپن کی قسم!!! بلکہ کہتا ہے تیری ساری زندگی کی قسم.....اور اگر رسولؐ کی پوری زندگی میں عیب ہوتا تو اللہ پوری زندگی کی قسم کبھی نہ کھاتا اور قسم کیسی کھاتا ہے:

لا اقسم بھذا البلد و انت حل بھذا البلد

''اے میرے حبیبؐ! میں اس سرزمین کعبہ کی قسم تب کھاؤں گا کہ جب تیرے قدم اس سرزمین پر پڑیں گے' تیرے قدموں کے اس سرزمین کعبہ پر پڑنے کی وجہ سے قسم کھاؤں گا۔''

میرے دوستو!

حالانکہ قدم تو لائق قسم نہیں ہوتے..... ارے بھائی! لوگ سر کی قسم کھاتے ہیں یا قدم کی کھاتے ہیں' سر اور قدم میں کچھ فرق نہیں معلوم ہوتا آپ کو!.....آپ ہاتھ سے کہتے ہیں نسیم صاحب! السلام علیکم اور میں ٹانگ سے کہتا ہوں وعلیکم السلام.....تو آپ یقیناً کہیں گے بھئی! بڑا بدتمیز آدمی ہے۔ ہم نے ہاتھ اٹھا کر سلام کیا اور یہ جواب دیتا ہے ٹانگ سے اور اگر میں سر جھکا کر کہتا ہوں وعلیکم السلام تو آپ کہیں گے بھئی! بڑا مہذب آدمی ہے' سر جھکا کر سلام کرتا ہے' حالانکہ دونوں چیزیں (سر اور قدم) میری ہی ہیں۔

بھائی ٹانگ بھی میری اور سر بھی میرا..... بلکہ ٹانگ میری قابل رحم ہے' یہ میرے بوجھ کو لادے لادے نہیں پھرتی؟ بولو!..... یہ جو ٹانگ ہے یہی تو پورا پورا بوجھ اٹھائے پھر رہی ہے' تو پھر آپ کو ٹانگ اٹھانے والے سے کیوں اتنی نفرت ہے؟

اب بھی نہیں سمجھے! میں سمجھا کر جاؤں گا۔ بھائی! اگر سر والا (کپڑا) اتار کر آپ کے قدموں میں رکھ دوں تو ایمان سے بتائیں کہ پچھلے گناہ بھی معاف نہ کر دیں گے؟ بتائیں

Presented by www.ziaraat.com

نا! کر دیں گے نا! اور اگر پاؤں والا (جوتا) اتار کر سر پر رکھ دوں تو جان سے مار ڈالیں گے نا! دوبارہ مجلس میں گھسنے ہی نہیں دیں گے کہ وہ پاگل مولوی ہے جو پاؤں والا اتار کر سر پر رکھ دیتا ہے۔ معلوم ہوا سر والے کی عزت ہے' پاؤں والے کی عزت نہیں ہے۔

(نعرۂ حیدری)

توجہ ہے کہ نہیں بھائی!

ایمان سے بتائیں قدم لائق قسم ہوتے ہیں؟ نہیں نا!...... بھائی رسولؐ کے قدموں اور ہمارے قدموں میں فرق ہے...... ہمارے قدم اگر اٹھ جائیں تو ہم جوتیاں کھائیں اور اگر نبیؐ سرزمین کعبہ پر قدم رکھ دیں تو اللہ قسمیں کھائے۔

میرے سنی شیعہ بھائیو!

مجھے انصاف سے بتاؤ کہ اگر نبیؐ کسی زمین پر قدم رکھے تو وہ لائق قسم بن جائے اور اگر وہ کسی کے منہ میں زبان رکھ دے......! (نعرۂ حیدری...... بھئی! مل کے بآواز بلند صلواۃ پڑھ لیں!)

توجہ ہے میرے محترم سامعین!

ظاہر ہے کیونکہ وقت کم ہوتا ہے اس لئے میں اپنے بیان کو تفصیل میں نہیں لے جا سکتا' البتہ بیان کو ساتھ ساتھ لے کر آگے ضرور بڑھوں گا' جہاں پر ختم کروں گا وہاں سے آگے ضرور چلوں گا۔ چنانچہ آج کے بیان میں' میں صرف اتنا عرض کرتا ہوں کہ ارے عزیزانِ محترم! وہ پیغمبرؐ کہ جسے دشمن بھی صادق و امین کہیں کہ یہ صادق بھی ہے اور امین بھی...... وادی ابوقبیس جھلک رہی تھی ایک طرف سارے کفار عرب اور دوسری طرف اکیلا رسولؐ...... ایک طرف تمام یہود تھا اور دوسری طرف خدا کا نور! ایک طرف عوام تھے اور ایک

اس کا مقرر شدہ امام! انتہا کی بے کسی تھی کہ ادھر پیغمبرؐ نے کہا:

ایها الناس

''میں اللہ کا رسولؐ بن کر آیا ہوں۔''

اتنا کہنا تھا کہ ادھر سے ابولہب بول اٹھا' ادھر سے ابوجہل پکار اٹھا:

''آمنہؑ کے لال! کیا دلیل ہے تیرے پاس' نبوت کی؟''

یہ سننا تھا کہ رسولؐ خاموش ہو گئے۔

وحی الٰہی کے بغیر نہ کلام کرنے والا نبیؐ ہمہ تن گوش ہو گیا۔

ہوائیں جھک جھک کر سننے لگیں' ستارے رک رک کر دیکھنے لگے' ارواحِ انبیاءؑ سمٹ کر قریب آ گئیں' موسیٰؑ دیکھ رہے ہیں' عیسیٰؑ ملاحظہ کر رہے ہیں' یعقوبؑ مشاہدہ کر رہے ہیں' یوسفؑ سکتے میں کھڑے ہیں' آمنہؑ کے لالؐ نے چہرہ اٹھایا' ڈوبتا سورج زیارت کے لئے پلٹ آیا' پلکیں جھپکیں تو چاند شرما کر دو ٹکڑے ہو گیا' قدم اٹھے تو ستارے آسمان سے اتر کر قدم چومنے لگے۔ پیغمبرؐ نے دیکھا اور کہا:

''اے ابوجہل' اے ابولہب!! تم مجھ سے رسالت کی گواہی طلب کرتے ہو۔''

جب پیغمبرؐ نے کہا تو حدیث تھی' آج سورۂ یونس کی آیت بنی ہوئی ہے۔ ارشاد فرمایا:

فقد بست فیکم لعمرا من فضله آفلا تعقلون

''پوری زندگی کو سامنے رکھ دیا۔ ارے میں تم میں گھٹنوں چلا کوئی خطا ہوئی؟ ارے! میں نے تم میں زندگی کا ایک کثیر حصہ گزار دیا' اب بھی تمہیں ہوش نہیں آئی۔ میرا بچپن تم میں گزرا' تم میں بھرپور شباب کا مالک ہوا' بولو! تم نے کیا دیکھا! کوئی خطا ہوئی ہو تو بتلاؤ۔ ارے! میں تم میں بھرپور جوانی چڑھا' میری جوانی کہیں دیوانی ہوئی تو بولو! چاند پر داغ ہو سکتے ہیں' میرے چاند سے چلن پر کوئی دھبہ لگا......! سورج

Presented by www.ziaraat.com

ڈوب سکتا ہے' مگر میں گناہوں کی وادی میں کہیں ڈوبا......! ستارے گر سکتے ہیں' مگر میں پوری زندگی کہیں گرا......! عتبہ! تو بول' عتیبہ! تو بول' ابولہب! تو بول' ابوجہل! تو بول۔''

سب نے سر جھکا لیا اور سب نے بے ساختہ کہا:

''حقیقت یہ ہے کہ اے محمدؐ! ہم نے پوری زندگی تم میں امانت اور صداقت کے سوا کچھ نہیں دیکھا......''

دیکھئے دوستو! امانت کا تعلق کردار سے ہے اور صداقت کا تعلق گفتار سے ہے......تو جس کے کردار میں کوئی عیب نہیں' جس کی گفتار میں کوئی نقص نہیں' بلکہ جس کے کردار کو قدرت ایمان بنا دے تو اس میں نسیان نہیں آ سکتا اور جس کی گفتار کو قرآن بنا دے اس میں ہذیان نہیں آ سکتا۔ (صلواۃ)

عزیزانِ من!

میں عالم اسلام کی بات ہی نہیں کرتا' بلکہ اسلام کے خلاف جتنے بھی مذاہب ہیں اگر ان کے لیڈروں میں مجھے یہ کیریکٹر (Character) نظر آ جائے تو میں اسلام چھوڑنے کے لئے تیار ہوں......اس سے بڑا امین اور کون ہوگا کہ رات کو میٹنگ ہوئی اور سرکار دو عالمؐ کا گھر گھیر لیا گیا' مگر جتنے قاتل بن کر آئے ان سب کی امانتیں بھی رسولؐ کے گھر محفوظ پڑی رہیں۔ تو اس سے پتہ چلتا ہے کہ ضمیر شرک اور ضمیر کفر کو بھی یقین ہے کہ یہ رسولؐ قتل ہو سکتا ہے' مگر امانت میں خیانت نہیں کر سکتا۔ (نعرۂ رسالتؐ' صلواۃ)

کسی بھی لیڈر میں ایسا کردار دکھا دیں؟

میرے دوستو!

کیسے کیسے دلیر تھے' کتنے کتنے بہادر تھے' مگر تلواروں کی چھاؤں میں میرا مولا

...ہ گیا تھا اور جب گھر میں نبیؐ نے خطرہ محسوس کیا تو چھوٹے بھائی کو آواز دی:

''یا علیؑ! ادھر آؤ......''

بھئی جب بڑا خطرہ محسوس کرے اور مشکل محسوس کرے چھوٹے کو تو اور زیادہ ڈرنا ...ئے......! اگر چھوٹا علیؑ تھا۔ بڑے نے کہا:

''علیؑ! مشکل بڑی ہے رات کو......''

...نے مسکرا کر جواب دیا:

''کوئی بات نہیں' مشکل کشا بھی تو ہوں۔''

''بہت خطرہ ہے۔''

...نے عرض کیا:

''سرکارؐ! میرے لئے کیا حکم ہے؟''

...ضورؐ نے فرمایا:

''دیکھو! قاتلوں نے گھر کو گھیرے میں لیا ہوا ہے' تلواریں نکلی ہوئی ہیں' خطرہ زبردست ہے۔''

...ؑ بولے:

''تو سرکارؐ! پھر میرے لئے کیا حکم ہے؟''

...واز آئی:

''یہ ہے میرا گھر اور یہ بستر' تم میرے بستر پر لیٹ جاؤ......!''

دیکھئے! لیٹنے کو کہا ہے' سونے کا نہیں کہا۔ اس لئے کہ شریعت اور شارع کوئی ایسا حکم نہیں دیتا جو انسان کے اختیار میں نہ ہو۔

دیکھئے! انسان کے اختیار میں لیٹنا ہے سونا نہیں ہے۔ رسول پاکؐ نے حکم دیا کہ لیٹ جاؤ' مگر حضرت علیؑ سو گئے۔ یہ سو کیوں گئے؟ حالانکہ نبیؐ کہہ رہا ہے کہ لیٹ جاؤ اور

Presented by www.ziaraat.com

علیؑ سو گئے...... یہ سونا اختیار میں نہیں ہے' یہ نفس اور دل کی کیفیت پر منحصر ہے۔

محترم سامعین!

اگر نفس مطمئن ہے تو سو جائے گا اور اگر نفس مضطرب ہے تو جاگے گا' چیخے گا' چلائے گا' سوئے گا نہیں۔ (نعرۂ حیدری)

یہ شبیہ کیوں بنائی؟...... اس لئے کہ شبیہ بنانا سنت نبیؐ ہو جائے۔ یہ شبیہ بنانے کا طریقہ ہم کو رسولؐ نے بتایا۔ باہر سر نکال کر دیکھا تو کافروں نے گھر کو گھیرا ہوا تھا۔ مورخین لکھتے ہیں کہ باہر جا کر زمین پر جھکے اور جھک کر مٹھی میں مٹی اٹھا لی اور ایک بار سورۂ یٰسین پڑھ کر پھونک ماری اور مٹی اڑا دی...... جتنے دشمن تھے سب ایک ایک کر کے گرتے گئے اور پیغمبرؐ ایک ایک کو پہچان کر گئے۔

اچھا ابولہب تم بھی آئے تھے' ابوجہل تم بھی آئے ہو' او بڑے میاں تم بھی شریک ہو اور یہ سب دیکھ کر اطمینان سے چلے گئے...... پیچھے علیؑ کا بھی کوئی فکر ہی نہ رہا' اس لئے کہ مٹی سے تجربہ کر چکے تھے کہ جب تراب ان کو اندھا کر سکتی ہے تو ابوترابؑ کو کیا خطرہ!

(نعرۂ حیدری)

عزیزان!

رات کا سہانا وقت تھا' عروس شب مغرب کے حجرے سے نکل کر فضائے عالم میں گلگشت کر رہی تھی' کائنات کی تمام حوریں نکل نکل کر علیؑ کا سونا دیکھ رہی تھیں اور اللہ نے آواز دے کر کہا:

''حورو! قیامت میں زیور پہنتے ہیں تو سونا دیکھو کھرا ہے یا کھوٹا۔''

توجہ ہے دوستو!

خدا جانے کیسا قیمتی سونا تھا علیؑ کا! کہ کبھی نہ سونے والا علیؑ کے سونے پر عاشق ہو

اس نے آواز دے کر کہا:

''ہے کوئی دنیا میں جو یہ سونا خرید کر ہمارے حوالے کرے۔''

تو کوئی سامنے نہ آیا' مگر جبرائیلؑ سید الملائکہ کی وردی پہن کر سامنے آیا اور کہا:

''یا اللہ! میں جاؤں آپ کے لئے یہ سونا خریدنے؟''

اللہ نے کہا:

''بات سن! تیرا کام ہے ڈاک پہنچانا' خطوں کو لے جانا' تجھے کیا معلوم کہ خریداری کیا ہوتی ہے؟''

جبرائیلؑ نے کہا:

''اللہ میاں تو سمجھا دے۔''

تو اللہ نے کہا:

''پہلے سونے کا وزن کرنا کہ کتنے وزن کا ہے' پھر اس کا رنگ دیکھنا کہ کہیں ملاوٹ تو نہیں ہے۔ محبت کے کانٹے میں تول کر دیکھنا' تلوار کی آنچ میں تپا کر دیکھنا......''

اب جبرائیلؑ نیچے آئے تو پہلے آ کر وزن کیا اور کہا:

'یا اللہ! وزن پورا ہے۔''

اللہ نے پوچھا:

''کتنا ہے؟''

کہا:

''پورے بارہ ماشے۔''

اللہ نے کہا:

''ذرا رنگ دیکھ کیسا ہے؟''

جبرائیلؑ نے جو چادر ہٹا کر دیکھا تو اپنا رنگ اڑ گیا' کانپا ہوا گر گیا۔

Presented by www.ziaraat.com

اللہ نے کہا:

''کیوں' کیا ہوا؟''

جواب دیا:

''یا اللہ! میں تو کچھ اور سمجھ کر آیا تھا' یہ تو میرا بھی استاد نکلا۔''

(نعرۂ حیدری)

اللہ نے کہا:

''اب اس طرح کر اس سے پوچھ کہ سونا بیچے گا؟''

میرے معزز سامعین!

اب ظاہر ہے کہ جبرائیلؑ بے ادبی کر نہیں سکتا' جگا سکتا نہیں' بڑے ادب سے قریب آ کر کہتا ہے:

''اے سونے والے!.....''

سونے والے نے کوئی توجہ نہ دی۔ جبرائیلؑ نے پھر کہا:

''اے سونے والے!''

سونے والے نے کروٹ بدل کر کہا:

''کون ہے؟''

''میں ہوں جبرائیلؑ!''

''کس لئے آیا ہے؟''

کہا:

''اپنا سونا بیچنا ہے؟''

دوستو!

سونے والے نے پوچھا:

''خریدار کون ہے؟''

نے جواب دیا:

''خریدار اتنا بڑا ہے کہ جس کے خزانے میں کوئی کمی نہیں ہے۔''

والا یہ کہہ کر کروٹ بدل کر پھر سو گیا کہ

''اگر خریدار تنا بڑا ہے تو پھر تو بیچ سے ہٹ جا! تیرے واسطے کی ضرورت نہیں ڈائریکٹ ڈائلنگ (Direct Dialing) سے بات کر لوں گا۔''

نے سونے والے سے خود پوچھا:

''اے سونے والے! تو اپنے سونے کا کیا لے گا؟''

نے والے نے کہا:

''تو بتا تو کیا دے گا؟''

نے کہا:

''نہیں تو بتا تو کیا لے گا؟''

ں نے کہا:

''نہیں' تو بتا تو کیا دے گا؟''

ں نے کہا:

''پہلے تو بتلا؟''

س نے کہا:

''پہلے تو بتلا؟''

سودے بازی حد سے بڑھ گئی تو آخر سونے والے نے کہا:

''جو تیرا دل چاہے دے دے' جو تیری مرضی ہے دے دے۔''

اب میرے پاس اتنا وقت نہیں کہ تفصیلات میں چلا جاؤں' مگر ایک فقرہ کہتا ہوں

Presented by www.ziaraat.com

جو میری تقریر کا نچوڑ ہے۔

سونے والے نے کہا:

"جو تیری مرضی دے دے!"

دوستو!

دینے والے کی جو مرضی میں آیا' دے دیا۔ دینے والے نے کہا:

"اچھا میں تمہیں دوں گا..... مگر دوں گا قیامت کے دن!"

سونے والا اٹھ کر بیٹھ گیا اور کہا:

"ادھار اور اتنا لمبا ادھار..... ! قیامت والے دن تک کا ادھار!"

بابا بڑے سے معاملہ ہے غریب کا! ایسا نہ ہو کہ سودا ہی واپس نہ کر دے۔

اللہ نے کہا:

"نہیں' نہیں' تو فکر نہ کر..... میں سودے کو پکا کرنے کے لئے بیعانہ دیتا ہوں....."

بیعانہ سمجھتے ہیں نہ آپ؟ ٹھیک! جسے پنجابی میں سائی بھی کہتے ہیں۔ اچھا جو بھی کہتے ہیں' اردو میں اسے بیعانہ ہی کہتے ہیں..... بیعانہ کیا دیا؟ جنت دے دی بیعانے میں..... یہ جنت قیمت نہیں سودے کی بلکہ یہ تو بیعانہ ہے اور جنت تو محض مومن کی قیمت ہے' جبکہ تو ہے امیرالمومنینؑ' یہ جنت میں تجھے بیعانے میں دیتا ہوں۔ (نعرۂ حیدری)

دوستو!

مل گئی جنت..... بس آج کا بیان یہیں سمیٹ لیتا ہوں۔ تھوڑے دنوں کے بعد اسی سونے والے کی ایک بہت بڑے گھر میں شادی ہو گئی' بہت بڑے گھر میں اور دلہن اتنی عالی شان ملی کہ اس سے عالی شان کوئی دلہن ہو ہی نہیں سکتی۔

آپؑ نے سوچا ہو گا کہ اتنی عظیم دلہن کو منہ دکھائی کے طور پر کیا دوں؟ چنانچہ
ں ملی ہوئی جنت منہ دکھائی میں بیوی کو دے دی اور بیوی بن گئی خاتون جنتؑ۔
سوچا کہ میں جنت لے کر کیا کروں گی؟ آئے گی تو میرے بیٹوں کے کام......
ں نے اپنی زندگی ہی میں یہ جنت اپنے بیٹوں کے نام کر دی اور انتقال کروا کر رسول
نے رجسٹر انتقال پر انتقال درج کر کے انتقال کی رسید پر مہر لگا دی:

الحسنؑ و الحسینؑ سیدا شباب اھل الجنة

لو میرے مومن بھائیو! حسنؑ اور حسینؑ ہوئے جنت کے سردار اور جب مباہلہ کا
تو لوگوں نے علیؑ کے بیٹے کو محمدؐ کا بیٹا قرار دے دیا۔ اب علیؑ نے کیا کام کیا؟ علیؑ نے
چھایا اور اللہ کے حضور پیش ہو کر دعا مانگی:

"یا اللہ! تو نے بیٹے دیئے تھے' وہ تو ہو گئے محمدؐ کے! اب مجھے ایک ایسا بیٹا عطا کر جو میری صفات کا مظہر ہو..... جیسے میں نے محمد پاکؐ کا ساتھ دیا ویسے وہ بھی محمدؐ کے بیٹوں کا ساتھ دے۔"

اللہ نے علیؑ کی دعا سن لی اور علیؑ کو علیؑ بیٹا عطا کیا..... اُم البنینؑ کے بطن طیبہ و
ے یہ بیٹا متولد ہوا' نام تھا عباسؑ..... علیؑ نے اس بیٹے کے ایک کان میں اذان دی'
ے میں اقامت کہی۔ بہن دیکھتی رہی اس بیٹے کی! اور جب علیؑ نے اذان و اقامت
لی تو شہزادی چپ کر کے عباسؑ کے پاس گئی اور اس کے کان میں کچھ کہا۔

علیؑ نے پوچھا:

"زینبؑ بیٹا! تو نے عباسؑ کے کان میں کیا کہا ہے؟"

بؑ نے جواب دیا:

"بابا جان! میں نے ماں کا پیغام پہنچایا ہے۔"

"بیٹا کیسا پیغام؟"

"اماں نے کہا تھا ام البنینؑ سے میرا بیٹا پیدا ہو گا اور جب وہ پیدا ہو

Presented by www.ziaraat.com

جائے اور علیؑ اس کے کان میں اذان و اقامت دے چکیں تو تم کان میں کہنا کہ اماں تجھے سلام کہتی تھی۔''

اور اے میرے عزیزؤ' میرے بزرگو!!

کیسا مظہر العجائب بیٹا عطا ہوا' مظہر العجائب کو! علیؑ کو خدا نے علیؑ بیٹا دیا..... جیسے محمدؐ کے ساتھ علیؑ رہے' ویسے ہی محمدؐ کے بیٹوں کے ساتھ علیؑ کا بیٹا عباسؑ رہا اور اس طرح رہا کہ اگر کسی کو خط لکھیں تو کاتب عباسؑ' اگر کسی سے بات کریں تو بولنے والا عباسؑ اور اگر کسی کو پیغام پہنچانا ہو تو پیامبر عباسؑ......! اور کربلا کے میدان میں حسینؑ کے بچوں کا بہلاوا عباسؑ !...... بیبیوں کا سہارا عباسؑ !

میرے دوستو!

کربلا کے میدان میں جتنی بیبیاں تھیں ان سب کو یہ اطمینان تھا کہ جب تک عباسؑ زندہ ہے کون ہے جو ہمارے سروں کو دیکھ سکے؟ کسی کی کیا مجال ہے کہ ہماری چادروں کی طرف آنکھ بھی اٹھا سکے۔

میرے محترم سامعین!

مجھے افسوس ہے کہ میں تفصیل میں نہیں جا سکتا' ورنہ گھنٹوں گزر جائیں اس شہزادےؑ کا تذکرہ کرتے کرتے......!

احادیث میں اور فرامین آئمہؑ میں بھی یہ بات درج ہے کہ عباسؑ کے القاب ہیں باب الحوائج' باب المراد..... اور میں نے حضرت آیۃ اللہ ابوالقاسم خوئی سے جو ہمارے مجتہد اعظم رہے ہیں' سے سنا ہے:

''اللہ نے عباسؑ کے روضے میں چند مخصوص فرشتوں کی ڈیوٹیاں لگا

رکھی ہیں کہ کوئی آدمی بھی اگر عباسؑ کے علم تلے آ کر کوئی تمنا کرے تو فوراً اس کی تمنا پوری کرو..... اگر وہ دنیا کے لئے فائدہ مند ہے تو دنیا میں پوری کرو' نہیں تو آخرت میں اس کا اجر محفوظ کر دو.....''

میں نے حضرت آیۃ اللہ سے خود پوچھا:

''یہ خصوصیت صرف حضرت عباسؑ کے روضے میں کیوں ہے کہ جو ان سے کچھ مانگے وہ مل جائے گا؟''

ان کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑے اور کہا:

''برخوردار! اس لئے کہ حضرت عباسؑ کی کربلا کے میدان میں کوئی بھی تمنا پوری نہ ہوئی تھی۔''

سمجھ میں آئی بات! کربلا میں عباسؑ کی دو ہی خواہشیں تھیں کہ جنگ کی اجازت ملے یا بچوں تک پانی پہنچے۔ مگر دونوں خواہشیں ہی پوری نہ ہو سکیں' جنگ کی اجازت ملی اور نہ ہی بچوں تک پانی پہنچا۔

خدا کی قسم! آپ قرآن میں جب حضرت یوسفؑ کا قصہ پڑھتے ہیں کہ یوسفؑ کے لئے مصر کی عورتوں نے اپنی انگلیاں کاٹ لیں۔

غیرت مندو! اگر کربلا کے میدان میں لاکھوں یوسفؑ اکٹھے ہو جاتے اور حسینؑ کے ایک یوسفؑ کی ایک ہی ادا دیکھ لیتے تو اپنے ہاتھوں سے اپنی گردنیں کاٹ لیتے...... جب ۴۸ پیاسے بچوں کے حلقے میں دونوں گھٹنے ٹیک کر ہاتھ باندھ کر اور گردن جھکا کر عباسؑ ایک تین سالہ بچی سے کہہ رہا تھا:

''میری شہزادی! اس مشک کو میرے گلے میں ڈال دو...... اپنے ہاتھوں سے میرے گلے میں ڈال دو' میں قیامت کے دن عباسؑ بن کر دربار خداوندی میں نہیں آنا چاہتا' بلکہ سکینہؑ کا ماشکی بن کر آنا چاہتا ہوں۔''

بچی نے وہ مشک عباسؑ کے گلے میں ڈال دی' عباسؑ نے بچی کو اٹھایا اور

Presented by www.ziaraat.com

حسینؑ کی طرف چل پڑا۔ حسینؑ نے جو دور سے آتے ہوئے دیکھا تو کہا:

''عباسؑ! اب سفارشی کو ساتھ لے کر آ گیا ہے۔''

پھر حسینؑ نے بیٹی کا ماتھا چوم کر کہا:

''سکینہؑ! تیرے کہنے پر میں عباسؑ کو جانے کی اجازت تو دے دیتا ہوں مگر بعد میں تو عباسؑ کو یاد بہت کرے گی، تو اپنے چچا کو بڑا یاد کرے گی۔''

اور عباسؑ سے کہا:

''عباسؑ جاؤ! مگر یاد رکھنا کہ جنگ کی اجازت نہیں۔''

بھائی! مجھے کوئی ایسا جوان دکھا دیں، اتنا اطاعت گزار، اتنا اطاعت گزار.....! میں یہاں عباسؑ کے لئے ایک فقرہ کہنا چاہتا ہوں کہ حسینؑ نے دنیا میں وہی کچھ کیا، جو اللہ نے کہا اور عباسؑ نے وہی کچھ کیا جو حسینؑ نے چاہا۔

جب اس نے کہا ہے نا! کہ جنگ نہیں کرنی، تو عباسؑ نے گھٹنے کے زور سے تلوار کو توڑ کر کہا:

''یہ لو بھائی! ہو سکتا ہے کہ مجھے جوش آ جائے اور میں لڑنا شروع کر دوں..... یہ لو تلوار لے کر ہی نہیں جاتا۔''

یہ کہہ کر خیموں کی طرف چل دیا۔ بہنوں کو سلام کیا اور اس کے بعد اپنی چھوٹی بھتیجی کا منہ چوم کر اسے بی بی فضہؑ کے حوالے کر دیا۔ فضہؑ نے بچی کو لیا اور خیمے کے در پر کھڑی ہو گئی۔ عباسؑ نے اجازت چاہی، بھتیجی نے چچا کو رخصت کیا.....بیس ہزار فوج میں سے گزرنا ہے، تلوار ہاتھ میں نہیں ہے، علم اور مشک کو ہاتھ میں تھاما اور ایسے نکلا کہ مورخین کا فقرہ ہے کہ بجلی کی چمک کی طرح عباسؑ دشمن کی فوج سے گزر گیا۔ فضہؑ دیکھ کر بھاگی بھاگی خیمے کی طرف گئی اور جا کر کہا:

''سیدانیو! جلدی آؤ، غیر سیدانیو! جلدی آؤ، تم کہا کرتی تھیں نا! کہ بابا

خیبر میں کیسے لڑے، بھائی خندق میں کیسے لڑے۔ بابا کی جنگ دیکھنی ہے تو بھائی کا نکلنا دیکھو۔''

بیس ہزار فوج سے گزر کر نکلا ہے عباسؑ اور نہر پر قبضہ کر چکا ہے۔

و!

عباسؑ نہر فرات پر پہنچے، مشک اتار کر بھرنا چاہی تو دونوں ہاتھ بھیگ گئے..... اب یں اتنا دم خم تو ہے نہیں کہ آپ کی عقیدت کو دیکھ کر پڑھتا چلا جاؤں۔ صرف ایک فقرہ کرتا ہوں جو اس شہزادےؑ کی شہادت کی روح ہے..... جب عباسؑ کے دونوں ہاتھ تو ٹھنڈی سانس نکل گئی۔ ہاتھ زرہ سے صاف کئے اور آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر دعا .....، یہ دنیا کی انوکھی اور عجیب تر دعا تھی:

''میں بچی کے لئے پانی بھرنے آیا تھا اور میرے دونوں ہاتھ بھیگ گئے اور ایسے عالم میں بھیگے کہ ابھی سکینہؑ کے ہونٹ خشک ہیں اور یہ میری وفا کے دامن پر دھبہ ہے۔ اب میری دعا ہے کہ پانی لے کر جاتے وقت جب حسینؑ آقا سے میرا سامنا ہو تو یہ ہاتھ میرے ساتھ نہ ہوں، مجھے یہ ہاتھ نہیں چاہئیں۔''

بس یہ دعا مانگ کر چل پڑا۔ اللہ نے دعا قبول کی، ایک ہاتھ گیا، پھر دوسرا ہاتھ گیا، م جھکنے لگا۔ بی بی زینبؑ، فضہؑ نے علم کو جھکتے ہوئے دیکھا تو کہا:

''حسینؑ بھائی! علم جھک رہا ہے۔''

سینؑ نے جواب دیا اور جو جواب دیا وہ انسانیت کی معراج ہے، کہا:

''بہن! علم تو جھکتا دیکھ رہا ہوں، مگر بات یہ ہے کہ میری کمر بھی علم کے ساتھ ساتھ ہی جھک گئی ہے۔''

Presented by www.ziaraat.com

محترم سامعین!

ہماری جانیں قربان ہو جائیں علیؑ کے اس علیؑ بیٹے پر کہ ہاتھ بھی نہ رہے تو دانتوں سے مشک کو پکڑ لیا اور اسے سینے کی ایک جانب کر لیا۔ جدھر سے تیر آتا عباسؑ مشک کو بچاتا اور سینہ آگے کرتا' تا کہ مشک بچ جائے' تیر مشک پر لگا تو آس ٹوٹ گئی۔

خدا کی قسم! رکاب پر پاؤں رکھ کر زور دے کر زمین پر گرنے سے پہلے ایک دفعہ خیمے کی طرف دیکھا...... اگر برداشت کر سکو تو ایک فقرہ اور کہتا ہوں! جب عباسؑ نے خیمے کی طرف دیکھا تو سکینہؑ نے تڑپ کر کہا:

''اماں فضہؑ! مجھے چچا عباسؑ نظر نہیں آ رہے۔''

فضہؑ نے بچی کو اٹھا لیا۔ بچی نے آخری دفعہ چچا کو دیکھا' چچا نے آخری دفعہ بھتیجی کو دیکھا' پھر دونوں کی ملاقات نہیں ہوئی...... کیوں؟ چچا نہر پر رہ گیا...... بھتیجی شام چلی گئی...... چچا نہر سے نہ آیا' بھتیجی شام سے نہ آئی۔

میرے عزیزو!

خدا آپ کو شام لے جائے' آج بھی سکینہؑ کی قبر اداس ہے...... ایسا لگتا ہے کہ جیسے سکینہؑ آج بھی چچا کے انتظار میں ہے۔

میں نے جب سکینہؑ کی قبر پر مصائب پڑھنا شروع کیا تو خدا کی قسم! ایک مجتہد تڑپ اٹھا اور کہا:

''نسیم عباس! اس بچی کی قبر پر عباسؑ کی شہادت نہ پڑھنا' اگر تو نے عباسؑ کی شہادت پڑھ دی تو اس قبر میں زلزلہ آ جائے گا۔''

تو میرے عزیزو!

حسینؑ پہنچا تو ہے عباسؑ کے پاس...... اور عباسؑ کے پاس جا کر کہتا ہے:

''عباسؑ! میں آ گیا۔''

ںؑ نے کہا:

''مولاؑ! میری ایک گزارش ہے۔''

ہا:

''کیا؟''

ض کیا:

''مولاؑ! زین العابدینؑ کو میرا سلام کہیئے گا اور کہنا کہ تیری امامت کا اقرار کر کے اس دنیا سے جا رہا ہوں۔''

پھر ایک عجیب و غریب خواہش کی۔ (اب اگر سن سکو تو وہ خواہش بھی بیان کر دوں!) کہا:

''زین العابدینؑ ہر ایک کی قبر بنائے گا اور ہر ایک کی قبر پر ہر ایک کا نام لکھے گا' تو اسے کہنا کہ میری قبر پر میرا نام نہ لکھے۔ صرف اتنا لکھے کہ وہ ماشکی جو پیاسا مر گیا...... یہ اس ماشکی کی قبر ہے جو پیاسا مر گیا۔''

زین العابدینؑ کو یہ نصیحت یاد رہی اور جب وہ مدینے گیا تو بشیر نے آواز دی:

ذبح حسینؑ کربلا

''حسینؑ کربلا میں شہید ہو گئے۔''

بشیر کہتا ہے کہ مجھے وہ منظر کبھی نہیں بھولے گا کہ جب میں نے آواز دی تو ایک گھر کا دروازہ کھلا اور اس میں سے ایک سفید بالوں والی خاتون نکلی اور اس کے ساتھ ماتھے پر پٹی باندھے ہوئے ایک بچی باہر نکلی اور پوچھ کر کہتی ہے:

''کون مارا گیا؟''

میں نے کہا:

''حسینؑ کربلا میں بے جرم و خطا مارا گیا۔''

Presented by www.ziaraat.com

انہوں نے پوچھا:

"کوئی آیا بھی ہے۔"

میں نے کہا:

"ہاں!"

خاتون نے پوچھا:

"کون؟"

میں نے کہا:

"شہر سے باہر خیمے لگے ہیں۔"

بشیر کہتا ہے کہ اس خاتون نے مجھ سے کہا کہ

"تو آگے آگے چل اور میں جا کر ملتی ہوں۔"

سفید بال چہرے پر' کمر جھکی ہوئی' بیمار بچی ساتھ خیموں کے قریب آ کر بشیر نے کہا:

"بی بی! آپ اس خیمے میں چلی جائیں' آنے والے اس خیمے میں ہیں۔"

وہ بوڑھی خاتون آگے بڑھی تو کیا دیکھا' ایک سفید بالوں اور سفید داڑھی والا بیمار آدمی' کمر پکڑے ہوئے خیمے کے در پر بیٹھا ہے۔ بوڑھی خاتون نے کہا:

"یا شیخ! اے بوڑھے! یہاں سے ہٹ' میں اندر جانا چاہتی ہوں۔"

بوڑھے سے نہ اٹھا گیا..... تو پھر کہتی ہے:

"تجھے پتہ نہیں کہ میں علیؑ کی بیوہ ہوں' راستے سے ہٹ جا۔"

بوڑھے سے پھر بھی نہ اٹھا گیا' تو جلال میں آ کر کہتی ہے:

"او بوڑھے! تجھے معلوم نہیں کہ میں عباسؑ کی ماں ہوں' راستے سے ہٹ جا! میں خیمے کے اندر جانا چاہتی ہوں۔"

بوڑھا کمر پکڑ کر اٹھا اور کانپتے ہاتھ ماتھے پر رکھ کر کہا:

"دادی میرا اسلام! دادی میرا اسلام!"

بوڑھی نے کہا:

"تو کون ہے؟"

کہا:

"دادی مجھے پہچان! میں زین العابدینؑ ہوں' میں سید الساجدینؑ ہوں۔"

ضعیفہ خاتون نے ایک دم چونک کر کہا:

"۲۲ سال کی عمر میں سفید بال۔"

کہا:

"دادی! عباسؑ نے بڑا کمال کیا!..... بڑا کمال کیا تیرے عباسؑ نے' ایسے بیٹے ماؤں نے پھر پیدا نہیں کرنے....."

علیؑ کی بیوہ نے جواب دیا:

"یہ بتا میرا حسینؑ کہاں ہے؟ جلدی بتا میرا حسینؑ کہاں ہے؟"

اتنا کہنا تھا کہ ایک بچے نے دامن کو ہاتھ سے پکڑ لیا۔

ضعیفہ نے پوچھا:

"تو کون ہے؟"

کہا:

"دادی پہچان! میں تیرا فضلؑ ہوں۔"

کہا:

"فضلؑ! تو آ گیا ہے..... یہ بتا سکینہؑ کہاں گئی؟"

اور عزیزو!

بیان میرا ختم ہوگیا..... امامؑ نے پھر کہا:

Presented by www.ziaraat.com

''دادی! تیرے عباسؑ نے کمال کر دیا۔''

کہا:

''میں عباسؑ کا نام سننے نہیں آئی' یہ بتا میرا حسینؑ کہاں ہے؟''

کہا:

''تیرے حسینؑ پر مصیبت کی انتہا گزر گئی۔''

پوچھا:

''کیا گزر گئی.....''

''مصیبت کی انتہا گزر گئی۔''

پوچھا:

''وہ کیسے؟''

کہا:

''وہ ایسے کہ زینبؑ نے رکاب پکڑی اور تیرا حسینؑ زین پر بیٹھا۔''

بس اتنا سنا..... کیا کہا:

''زینبؑ نے رکاب پکڑی اور حسینؑ گھوڑے پر بیٹھا!.....''

پھر ام البنینؑ نے نجف کی طرف آواز دے کر کہا:

''یا علیؑ! تو' تو عباسؑ کو وفادار کہتا تھا' کیوں زینبؑ رکابیں پکڑتی رہی؟''

زینبؑ نے کہا:

''اماں! تو میرے عباسؑ کے شکوے نہ کر' عباسؑ تھا ہی نہیں۔''

پھر پوچھتی ہے:

''اچھا! یہ بتا' میرے عباسؑ سے حسینؑ خوش تو گیا۔''

کہا:

''اماں! بہت خوش!''

پوچھا:

''کیسے؟''

''اماں! راستے میں سپاہی باتیں کر رہے تھے کہ عمر سعد شمر سے پوچھ رہا تھا کہ جب تیرا خنجر حسینؑ پر چل رہا تھا تو حسینؑ کیا کہہ رہا تھا؟ تو اس نے کہا کہ جب پہلی ضرب چلی تو اللہ کو یاد کیا' دوسری ضرب چلی تو ناناؐ کو یاد کیا' تیسری ضرب چلی تو اماںؑ کو یاد کیا' جب تیرھویں ضرب میں میں نے سر اقدس کو جدا کیا تو زخمی ہونٹ ہلا کر کہا' عباسؑ' عباسؑ' عباسؑ!''

ساری زندگی ام البنین روتی رہی کہ عباسؑ اگر تو بچ جاتا تو میرا حسینؑ نہ مارا جاتا۔

☆●☆●☆

Presented by www.ziaraat.com

مجلس ہشتم

حضراتِ گرامی قدر!

خداوند عالم بحق چہاردہ معصومینؑ بیماروں کو شفائے کاملہ عطا فرمائے۔ خصوصاً ملک اسلم صاحب کے والد گرامی کو شفائے کاملہ و عاجلہ عطا کرے' ان کی والدہ کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور خداوند عالم ملک اسلم کو ان کا صحیح جانشین عطا فرمائے' ان کی گود آباد فرمائے۔

میں آپ کی واجب الاحترام خدمت میں یہ گزارش کر دوں کہ میں نے اپنے محدود علم مطابق کچھ بتانے کی کوشش کروں گا......

گزارش یہ ہے کہ کسی عزیز نے مجھ سے ماتم کی وضاحت طلب کی ہے' جبکہ مجھے افسوس ہے کہ میری آواز میرا ساتھ نہیں دے رہی اور میرے پاس وقت بھی مختصر ہوتا ہے' میں تفصیلات میں تو جا نہیں سکتا۔ صرف اتنا عرض کر دوں کہ یہ جو ماتم کے متعلق سوال ہوا ہے تو اسلام دین فطرت ہے...... لفظ سمجھ میں آیا کہ اسلام دین فطرت ہے اور ماتم عین فطرت ہے۔ لمبی چوڑی بحثیں مجھے آتی نہیں' یہ جا کر علماء سے کیجئے گا...... میں تو بڑی محدود سوچ اور مختصر علم کا آدمی ہوں۔ میرا جواب بس یہی ہے کہ اسلام دین فطرت ہے اور ماتم انسانی فطرت ہے۔ اس لئے کہ جب آپ کو پاؤں پر چوٹ لگتی ہے تو ہاتھ فطری طور پر وہاں پہنچ جاتا ہے اور درد والی جگہ کو ملتا ہے' تا کہ درد کم ہو جائے۔ اسی طرح اگر ماتھے پہ چوٹ لگتی ہے تو ہاتھ فطرتاً وہاں پہنچ جائے گا اور اگر چوٹ دل پر لگے تو ہاتھ فطری طور پر وہاں پہنچے گا...... یہ

م تو فطری عمل ہے۔ اگر کسی ماں کا خدانخواستہ جوان بیٹا مر جائے تو آپ اسے رونے سے ک سکتے ہیں نہ سینے پر ہاتھ مارنے سے منع کر سکتے ہیں' اس لئے کہ یہ فطری امر ہے۔

اسلام اور فقہ جعفریہ کا کوئی کام بھی فطرت کے خلاف نہیں ہے۔ یہ جو آپ کا ہاتھ ینے تک جاتا ہے' وہ کس لئے؟ کیونکہ ہمارے دل پر بہت گہری چوٹ لگی ہوئی ہے۔ اس سے گہری چوٹ اور کیا ہوگی کہ ہمارے پیغمبرؐ جنہوں نے پتھر کھا کر ہمیں انسان بنایا...... اور یہاں تک کہ ایک جنگ میں ایک کافر عورت کو رسی سے باندھ کر لایا گیا تو حضورؐ نے فرمایا:

"بلال تو حبشی ہے نا! اسی لئے تیرا دل اتنا سخت ہے' فوراً اس عورت کے ہاتھ' پاؤں کھول اور اپنی عبا لے کر اس کے سر پر ڈال......"

صحابہ نے کہا:

"یارسول اللہ! یہ تو کافر کی بیٹی ہے۔"

حضورؐ نے فرمایا:

"میں انسانیت کا درس دینے آیا ہوں' بیٹی چاہے کافر کی ہو یا میری' اس کی آبرو اور اس کی عزت ہم سب کا سرمایہ ہے......"

اب اس سے بڑی چوٹ اور کیا ہوگی کہ جو پیغمبرؐ بیٹیوں کی عزت کا درس دیتا ہے' اس کی اپنی بیٹی کے سر سے چادر چھن جائے اور جس کے بچوں اور بھائیوں کو اس کے سامنے ذبح کیا جائے اور وہ کہتی رہے:

"لوگو! میں محمدؐ کی بیٹی ہوں' میں تمہارے پیغمبرؐ کی دختر ہوں۔"

اس سے زیادہ چوٹ کی بات اور کیا ہوگی؟

بس میرے دوستو!

یاد رکھئے گا کہ جب چند دن' صرف چند دن جناب یعقوبؑ کی آنکھوں سے جناب یوسفؑ کو چھپا دیا گیا تھا' حالانکہ یعقوبؑ نبی تھے اور یہ بھی جانتے تھے کہ

Presented by www.ziaraat.com

یوسفؑ بادشاہ مصر ہے' لیکن انہوں نے رو رو کر اپنی آنکھیں سفید کر لیں۔ قرآن میں ارشاد ہے کہ وہ کہتے تھے ہائے یوسفؑ! ہائے یوسفؑ!..... اور اتنا روئے' اتنا روئے کہ رو رو کر اپنی آنکھیں سفید کر لیں اور صفا پر جو الف ہے' علماء سے پوچھ لو' اسے نقطہ ندبہ کہتے ہیں..... تاریخ میں لکھا ہے کہ جس لفظ پر یہ الف آتا ہے تو اس وقت تین طریقوں سے ہاتھ مارتے ہیں۔
تاریخ گواہ ہے کہ جناب یعقوبؑ جب روتے تھے اور اس طرح ہاتھ مار کر کہتے تھے:

''ہائے یوسفؑ' ہائے یوسفؑ' ہائے یوسفؑ!!!.....''

تو اسی طریقے سے اظہار غم کو ماتم کہتے ہیں' جو سنت نبیؑ ہے۔

اگر کوئی کہے کہ حسینؑ زندہ ہے اور تم زندہ کا ماتم کیوں کرتے ہو؟ تو اس سے پوچھو کہ کیا یوسفؑ خدانخواستہ مر گئے تھے جو یعقوبؑ روتے تھے..... یوسفؑ نبی بھی ہے' بادشاہ بھی ہے اور ایک نبیؑ کا محبوب بھی ہے۔ اسی طرح حسینؑ زندہ بھی ہے' بادشاہ بھی ہے اور صرف آخری نبیؐ ہی کا نہیں تمام انبیاءؑ کا محبوب بھی ہے۔ (صلواۃ)

میں نے عرض کیا کہ یہ موضوع میرا نہیں ہے' میں تو کسی اور موضوع پر گفتگو کرنا چاہتا تھا اور اگر اب بھی میرے دوست کا دل مطمئن نہ ہوا ہو تو عشرے کے بعد میں یہیں لاہور ہی میں ہوں' آ جائیں میرے پاس! میں کتابوں سے پڑھ کر بتاؤں گا کہ اصحاب نے کہاں کہاں ماتم کیا ہے؟ ماتم تو آلؑ کی بھی سنت ہے' نبیوںؑ کی بھی سنت ہے اور اصحاب کی بھی سنت ہے۔

اب میں آج کے بیان کو کل کے بیان سے ملاتا چلوں کہ اللہ رب العزت نے محمد مصطفیٰؐ کو خاتم النبیین بنا کر اس دنیا میں بھیجا اور ارشاد فرمایا:

یا ایھا النبی انا ارسلناک شاھداً

''اے نبیؐ! ہم نے تجھے گواہ بنا کر بھیجا۔''

اس کا مفہوم خود اللہ کی ذات نے واضح فرمایا کہ میں اللہ کسی کو نظر آتا نہیں' عقل میں سماتا نہیں' کیسے کوئی دیکھے کہ میں کون ہوں؟ کیسے کوئی جانے کہ میں کون ہوں؟ تو میرے

ا گواہ بن کر جا..... تو پیغمبرؐ گواہ بن کر آئے' پورا قرآن گواہوں سے بھرا پڑا ہے کہ کہاں ں اور کون کون گواہ بن کر آئے۔

ہے نا' میرے دوستو!

غور سے سن لیں!..... ایک نبیؑ کی عصمت خطرے میں پڑ گئی' کون سا نبیؑ؟ جس یں نے ابھی ذکر کیا' جس کے لئے یعقوبؑ جیسا نبی رویا۔

جناب یوسفؑ کی عصمت خطرے میں پڑ گئی' جب عزیز مصر کے محل میں' عزیز مصر ی اہلیہ نے یوسفؑ کے حسن سے متاثر ہو کر اس کا تعاقب کیا اور یونہی یوسفؑ کے دامن کو پڑنا چاہا تو سامنے سے عزیز مصر آ گیا..... یکدم وہ سامنے آ گیا جس کی وہ بیوی تھی' جس کی یہ تھی..... قرآن گواہ ہے کہ زلیخا نے آنکھوں میں آنسو بھر کر کہا کہ تیرا کیا خیال ہے اس خص کے بارے میں جو تیرے اہل کے ساتھ برائی کا ارادہ رکھتا ہو؟ جناب یوسفؑ خاموش کھڑے ہیں' قبل اس کے کہ عزیز مصر کوئی حد جاری کرے' پاس ہی گہوارے میں ایک بچہ لیٹا ہوا تھا جو گواہ صفائی بن کر بول پڑا۔

عزیز مصر! تیری ملکہ سچی ہے یا یوسفؑ' یہ دیکھنے کے لئے چاک دامانی دیکھئے' پاک دامانی کا پتہ چل جائے گا..... اگر دامن آگے سے چاک ہے تو یوسفؑ جھوٹا ہے اور یہ مجرم ہے' کیونکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ اس کا تعاقب کر رہا تھا اور وہ ہاتھ سے دامن چھڑا رہی تھی اور اگر دامن پیچھے سے چاک ہے تو زلیخا جھوٹی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ تعاقب کر رہی تھی اور یوسفؑ ہاتھ سے دامن چھڑا رہے تھے۔

آگے جا کر جناب یوسفؑ کو پریشانی ہوئی کہ میرا جانشین کون ہوگا؟

تو آواز آئی:

''یوسفؑ! تو فکر نہ کر' وہ جس نے بچپن میں تیری عصمت کی گواہی دی۔''

Presented by www.ziaraat.com

ایک تو یہ گواہ تھا اور دوسرا کون گواہ تھا؟ ایک معصوم بی بی کی عصمت خطرے میں پڑ گئی۔ یہودیوں نے کہا:

"مریمؑ! تیری ماں ایسی تھی نہ باپ' تو یہ بچہ کہاں سے لے آئی ہے؟....."

مریمؑ خاموش رہیں' البتہ قرآن کہتا ہے کہ ارشاد ربانی ہوا:

"تو اس بچے کی طرف اشارہ کرا!"

وہ کہنے لگے:

"تو ابھی تک باز نہیں آئی' ہم اس بچے سے جو گہوارے میں ہے اور ابھی انگوٹھا چوس رہا ہے' اس سے کیا پوچھیں؟"

تو جناب عیسیٰؑ' جناب مریمؑ کے گواہِ صفائی بن کر بولے:

"خاموش! میں اللہ کا بندہ ہوں' کتاب لایا ہوں' نبیؑ بن کر آیا ہوں۔"

دیکھو دوستو! ذرا سی آپ توجہ کریں' میری آواز میں تو اتنا دم خم نہیں کہ زور سے بولوں..... عیسیٰؑ نے گواہی دی۔ یہودیوں نے الزام لگایا تھا ماں کی عصمت پر' ماں کے کردار پر' مگر یہ کیسا گواہ ہے کہ جو ماں کی بات نہیں کر رہا' اپنی تعریف کئے جا رہا ہے' کتاب لایا ہوں' اللہ کا بندہ ہوں' نبیؑ بن کر آیا ہوں.....

اور سب یہودی چپ ہو گئے..... مجھے کسی تفسیر میں نہیں ملا کہ یہودیوں نے کوئی اعتراض کیا ہو..... دیکھو! ایک بچے نے تمام یہودیوں کو اپنی تعریف سنا کر خاموش کر دیا۔ یہودیوں نے الزام لگایا تھا ماں کے کردار پر' مگر وہ اپنی تعریف کرتا رہا' ماں کے کردار کے بارے میں کچھ بات نہیں کی۔

میں آپ لوگوں کی طرف سے یہودیوں سے پوچھتا ہوں کہ

"تمہارا دماغ خراب ہو گیا؟ ایک بچے نے تم کو پاگل بنا دیا!"

یہودیوں نے کہا:

"ہم یہودی سہی مگر آسمانی کتابوں پر ہمارا بھی اعتقاد ہے' آسمانی کتابیں ہم نے بھی پڑھی ہیں۔ یہ بچہ کہہ رہا ہے کہ میں نبیؑ بن کر آیا ہوں اور یہ ہم بھی جانتے ہیں کہ جو بچہ نبی بن کر آیا ہو' اس کے ماں باپ غلط یا گنہگار نہیں ہوں گے۔"

رمائی آپ نے!

تو جب رسول اسلامؐ نے اعلان رسالت کیا تو صرف کافروں نے رسولؐ ماننے کار کر دیا۔ انہوں نے کہا:

ویکون الذی کافر و مرسلا

"ہم تو تمہیں رسولؐ مانتے ہی نہیں۔"

کالال کہے:

"میں رسولؐ ہوں۔"

ہیں:

"ہم مانتے ہی نہیں۔"

قدرت آئی:

"اے میرے حبیبؐ! تو گھبرا نہیں!

قل کفی با اللہ شہیداً بینی و بینکم و من عندہ علم الکتاب

اے رسولؐ! تو گھبرا نہیں' تیری رسالتؐ کے دو گواہ ہی کافی ہیں' ایک میں اللہ اور ایک وہ جس کے پاس الکتاب کا سارا علم ہے۔"

کیجئے گا سامعین!

اللہ نے دوسرے گواہ کا نام لیا؟ نہیں!..... کیونکہ اگر نام لے دیتا تو اس نام کے کئی

Presented by www.ziaraat.com

اور کھڑے ہو جاتے کہ اللہ نے میرا نام لیا' مگر صفات پیدا کرنا ہر ایک کے بس کی بات نہیں ہے۔ اس شخص کو مراد لیا جو اس صفت کا مالک ہے اور وہ صفت کیا ہے؟ جس کے پاس الکتاب کا سارا علم موجود ہے۔

دوستانِ محترم!

آج میں ایک اور علمی مسئلہ حل کر دوں گا' اللہ نے گواہ کے لئے دو صفتیں بیان کیں' جب اپنا گواہ بنایا تو پیغمبرؐ کا بتایا کہ یہ شاہد ہے اور جب پیغمبرؐ کی باری آئی تو دو گواہ رکھ دیئے کہ ایک میں گواہ ہوں اور دوسرا گواہ ہے جس کے پاس الکتاب کا سارا کا سارا علم موجود ہے اور اس کا نام رکھا شہید...... پیغمبرؐ کو کہا شاہد اور اس کو کہا شہید۔

اب پڑھے لکھے افراد سمجھ لیں کہ شاہد اور شہید میں کیا فرق ہے؟ شاہد کہتے اسے ہیں جو علامات سے' آثار سے ظاہر ہو کہ یہ شاہد ہے۔ میں کہتا ہوں سورج نکل رہا ہے' آپ کہتے ہیں نہیں۔ میں پوچھتا ہوں' کیوں؟

جواب ملتا ہے اس لئے کہ رات کی تاریکی اس بات کی علامت ہے کہ سورج ڈوب گیا۔ یہ جو کرنٹ بجلی کے ان تاروں میں دوڑ رہا ہے' کیا آپ نے اسے دیکھا ہے؟ بولو! نہیں دیکھا' تو پھر کیسے پتہ چلا کہ کرنٹ ہے؟ بلب کی روشنی' سپیکر کا بولنا' پنکھوں کا چلنا' یہ سبھی اس بات کے آثار ہیں کہ کرنٹ ہے...... اس لئے اس گواہ کو جو علامات اور آثار سے گواہی دے' شاہد کہتے ہیں اور جو آنکھ سے دیکھ کر گواہی دے' اسے کہتے ہیں شہید۔

پڑھے لکھے لوگو!

ارے! ان علمی بحثوں میں اگر تم بھی گھبرا جاؤ گے تو یہ علم کی موت ہے...... پھر سمجھنے کی کوشش کریں' جو بغیر دیکھے علامات اور آثار سے گواہی دے' اسے کہتے ہیں شاہد اور جو آنکھ سے دیکھ کر گواہی دے' اسے کہتے ہیں شہید...... اللہ نے کہا:

قل کفی یا اللّٰه شهیداً بینی و بینا کم و منہ عنده علم الکتاب

تیری رسالتؐ کے دو گواہ کافی ہیں ایک میں اللہ اور دوسرا وہ جس کے پاس سارے ن کا علم ہے...... اللہ نے رسولؐ کو نبی کب بنایا؟ آدمؑ کے تخلیق ہونے سے ۱۴ ہزار سال ...... ایک دیگر روایت میں آیا ہے کہ آدمؑ کی تخلیق سے دو لاکھ سال پہلے...... نہیں سمجھے تو سمجھئے! آدمؑ کی تخلیق سے دو لاکھ سال پہلے اللہ نے رسولؐ کا نور بنایا اور نبوت اس کے لے کر دی...... چنانچہ اللہ بنا بھی رہا تھا اور نبوت بھی دے رہا تھا اور آنکھوں سے دیکھ بھی تھا' چنانچہ وہ تو ہو گیا شہید...... شہید اسے کہتے ہیں جو دیکھ کر گواہی دے۔ اللہ نبیؐ کو تخلیق ی کر رہا تھا اور دے بھی رہا تھا اور دیکھ بھی رہا تھا۔ یہ تو ہو گیا ایک گواہ دو لاکھ سال پہلے اور وسرے گواہ کو مکہ میں پتہ چل گیا۔

بھئی! توجہ کیجئے گا!

دوسرے گواہ کو مکہ میں علم ہوا کہ جب رسولؐ نے دعویٰ رسالت کیا تو وہ آثار دیکھ کر اور علامات سے پہچان کر گواہی دے گا' تو وہ کیا ہو گا؟ شاہد! مگر اللہ کہہ رہا ہے کہ وہ بھی شہید ہے' تو اس کا مطلب ہے کہ وہ گواہ بھی اللہ کے ساتھ رسولؐ کا بننا اور اسے نبوت کا ملنا' بچشم خود دیکھ رہا تھا' اس لئے وہ بھی چشم دید گواہ ہے۔ آنکھوں سے دیکھ رہا ہے تو وہ بھی شہید ہے...... (نعرۂ حیدری) تو یہ ہے محترم دوستو! اصل حقیقت۔

عزیزو!

میری سمجھ میں یہ مسئلہ نہیں آیا کہ جب مکے میں نبیؐ نے اعلان رسالت کیا تو یہ آیت نازل ہوئی:

"تیرے دو گواہ ہیں' ایک میں اور دوسرا وہ کہ جس کے پاس الکتاب کا سارا علم ہے۔"

Presented by www.ziaraat.com

اب قرآن پاک نازل ہوا ہے ۲۳ سال میں' گویا مکہ میں بعثت کے تیسرے سال نازل ہونے والی یہ آیت ۲۰ سال تک مسلسل تلاوت ہوتی رہی کہ تیرے دو گواہ ہیں' ایک میں اور دوسرا وہ کہ جس کے پاس الکتاب کا سارا علم ہے۔ تو ابھی تو ۲۰ سال باقی ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ علماء سے پوچھ کر بتائیں' ابھی جو قرآن نازل نہیں ہوا تو کسی کے پاس قرآن کا سارا علم کیسے آ گیا؟ (نعرۂ حیدری)

توجہ رہے میرے سامعین!

جو قرآن ابھی نازل نہیں ہوا' اس کا سارا علم اس کے پاس کیسے آ گیا......؟ اب کہیں کہ گواہی یہ دی:

الرحمن علم القرآن خلق الانسان وعلم البیان

''رحمان وہ ہے جس نے پہلے علم میں قرآن دیا' پھر ایک خاص انسان پیدا کیا اور جب وہ پیدا ہوا تو اسے بیان کا علم دے دیا' تو اس نے سنانا شروع کر دیا۔''

مجھے یہ بتائیں کہ کوئی انسان ایسا ہے کہ پہلے ہی علم القرآن کا حامل ہو اور جیسے ہی پیدا ہوا' اس نے قرآن سنانا شروع کر دیا...... بتایئے حضور!

میں تو مولوی صاحبان سے پوچھ چکا' مجھے کسی نے یہ نہیں بتایا۔ اچانک ۱۳ رجب کی رات نے آواز دی' یہ متعصب مُلا تجھے نہیں بتائے گا...... آ میں دکھاؤں! اور کب دکھایا؟ جب ۱۳ رجب کی رات آفتاب عالم تاب پہاڑوں کی چوٹیوں میں چھپ چکا تھا' کائنات انتظار میں تھی کہ شہر علم کا در آ رہا ہے اور در ہمیشہ دیوار میں فٹ ہوتا ہے...... اس نے کعبہ کا طواف کیا' رکن یمانی کے پاس جا کر کعبے کی دیوار پر ہاتھ رکھا۔ (آج بھی جو حاجی جاتا ہے حج کے لئے' وہ رکن یمانی کو سلام کرتا ہے) فاطمہؑ بنت اسد نے کہا کہ پیدا تو پہلے ہو چکا ہے' اب تو میرے پاس امانت ہے...... خدا جانے کیسے انداز سے بات کی کہ دیوار کعبہ کھلکھلا کر

ں۔ فاطمہؑ کے لئے آواز آئی:

ادخلی یا فاطمۃ

''فاطمہؑ بے فکر ہو کر اندر چلی آؤ......''

اندر پہنچیں تو دیوار بند ہو گئی' نشان تک مٹ گیا' تین دن تک اندر بیٹھی رہی۔ وادی ز کی ملکہ تھی' غریب' مسکین اس کے دروازے پر ضرورتیں اور حاجتیں بیان کرتے' وہ ہر ک کی ضرورت کو پورا کرتیں۔ آخر ملک عرب کی شہزادی تھی' اگر کسی کو کھانے پینے کی چیز کی ضرورت ہے تو کہا' لے جاؤ...... اگر بیمار کے لئے دوائی درکار ہے تو کہا لے جاؤ' بچی کے یز کی ضرورت ہے تو کہا لے جاؤ...... ہر شے وہ تقسیم کرتی تھی' لیکن آج لوگوں کو گھر کا طواف کرتے کرتے تین دن ہو گئے۔ مرد' عورتیں' بچے' بوڑھے سب آ کر ابوطالبؑ سے پوچھتے تھے:

''کہاں گئی ہماری ملکہ؟''

''پتہ نہیں خانہ کعبہ کی طرف جاتے دیکھا تھا۔''

سارا مجمع خانہ کعبہ کی طرف دوڑا۔ ایک نے کہا:

''میں نے ملیکہ معظمہ کو کالے پتھر کے پاس دیکھا تھا۔''

سارے لوگ کالے پتھر کی جانب دوڑے' مگر وہاں کچھ نہ تھا...... کہا:

''کوئی نشان!''

کہا:

''کوئی نشان نہیں۔''

ایک نے کہا:

''مجھے شمس کی قسم! (یہ سورج کے پجاری تھے) میں نے اسے اس کونے کی طرف جاتے دیکھا ہے۔''

سارا مجمع دوڑ کر اس کونے کی جانب چلا گیا' مگر کچھ نظر نہ آیا' کہا:

Presented by www.ziaraat.com

"کوئی نشان......؟ کوئی نشان نہیں؟"

تیسرے نے کہا:

"مجھے منات کی قسم! میں نے یہاں دیکھا تھا......"

سارے لوگ ادھر بھاگے مگر کچھ نظر نہیں آیا۔ اب میں کہاں تک پھیلاؤں بیان کو!

تو دوستو!

یہ جو سارے لوگ تھے' جناب فاطمہؑ کی تلاش میں کبھی یہاں کبھی وہاں' کبھی ادھر کبھی ادھر دوڑتے رہے۔ اللہ نے کہا:

"فاطمہؑ! تو بے فکر ہو کر بیٹھی رہ' یہ جو تیری تلاش میں ادھر سے ادھر دوڑ رہے ہیں' اگر اسی کا نام طواف کعبہ نہ رکھ دیا تو میرا نام اللہ نہیں......"

(نعرۂ حیدری)

آخر میں خدا کا رسولؐ کعبے کی طرف گیا۔ کعبہ کی دیوار پر ہاتھ رکھا' اسی جگہ پر جہاں فاطمہؑ بنت اسد بیٹھی تھیں اور یہ جملات کہے:

"اے اللہ! میں تجھ سے التجا کرتا ہوں کہ تو مجھے اپنے ولیؑ کا دیدار کرا دے۔"

دیوار کعبہ پھر مسکرائی۔ پیغمبرؐ اندر گئے' اندر سے ایک آواز آئی:

السلام علیکم یا رسول اللہؐ......

رسولؐ نے جوابی سلام کیا۔ یہ دیکھ کر فاطمہؑ بنت اسد مسکرائیں۔ رسولؐ نے پوچھا:

"آپؑ کیوں مسکرائیں؟"

اور یاد رکھئے گا!

فاطمہؑ بنت اسد کو رسولؐ ماں کہہ کر پکارتے تھے۔ مسکرا کر بولیں:

"اس لئے مسکرا رہی ہوں کہ تم دونوں وہاں اکٹھے تھے' تم اسے چھوڑ کر آ گئے' عالم نور کا یہ بچھڑا ہوا مسافر بھی آ گیا۔ فرق صرف اتنا ہے کہ تم ذرا جلدی آئے' عبداللہؑ کے گھر آ گئے اور یہ ذرا سنبھل کر آیا اور اللہ کے گھر آ گیا......!"

اب پیغمبرؐ نے بچے کو ہاتھوں پر اٹھایا۔ میرے مولا علیؑ کی نظر جب رسولؐ پر پڑی تو زبان میں بولے......

پیغمبرؐ نے کہا:

"چچی اماں! یہ میرا بھائی زبور سنا رہا ہے' مگر داؤدؑ سے بدرجہا بہتر......"

نے پھر کچھ کہا...... رسولؐ بولے:

"اب یہ توارت سنا رہا ہے اور موسیٰؑ سے بڑھ کر!"

گفتگو کی تو رسولؐ نے فرمایا:

"چچی اماں! اب یہ انجیل سنا رہا ہے' مگر عیسیٰؑ کو شرما کر......"

عربی میں گفتگو کی' تو کہا:

"پالنے والے کی قسم! اب یہ قرآن سنا رہا ہے اور ایسے سنا رہا ہے جیسے میں محمدؐ پڑھا کرتا ہوں۔"

توجہ ہے میرے دوستو!

میں نے ملتان میں' لیہ میں یا بھکر میں یہ واقعہ بیان کیا تو مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ایک مولوی نے وہاں جوش میں آ کر مجھ سے کہا:

"ایہہ کیویں تھی سکدا اے' ایہہ چھوٹا جیا بال کیویں بول سکدا اے۔"

میں نے کہا:

"او مولوی! ایہہ چھوٹا جیا بچہ جیہڑا رسولؐ دے ہتھاں تے اے او ہندی

Presented by www.ziaraat.com

زبان کوئی نہیں؟''

میں نے کہا:

''تالو نہیں ہے.....''

کہا:

''ہے۔''

میں نے کہا:

''حلق نہیں اس کا.....''

کہا:

''ہے۔''

میں نے کہا:

''سر نہیں ہے اس کا.....''

کہنے لگا:

''ہے۔''

میں نے کہا:

''سر میں دماغ نہیں ہے.....''

کہنے لگا:

''ہے۔''

تو میں نے کہا:

''تو پھر وہ بچہ بول کس طرح نہیں سکتا' جبکہ بولنے کے سارے اعضاء موجود ہیں۔''

توجہ ہے دوستو!

بولنے کے سارے اعضاء موجود ہیں تو پھر کیسے نہیں بول سکتا.....علیؑ کی دشمنی میں

تو خیال رکھ' کہیں ایسا نہ ہو کہ علیؑ کی دشمنی کی زد میں نبوتؐ آ جائے' کہیں ایسا نہ ہو رسالتؐ ہو جائے؟

''نکا جیا بال کیسے بول سکتا ہے؟''

ارے جن ہاتھوں پر علیؑ ہے' ان ہاتھوں کا تو خیال کر..... جن پر علیؑ کیا پتھر بھی تے ہیں۔ (نعرۂ حیدری..... نعرۂ تکبیر' نعرۂ رسالتؐ' نعرۂ حیدری)

ہے دوستو!

مجھے بہت افسوس ہے کہ ملک صاحب کے اصرار پر آپ قدیم مومنین کے لئے کا وقت تو نکالا' مگر یہ وقت بہت محدود ہوتا ہے' اس لئے میں تفصیلات میں جا نہیں سکتا۔ کے بیان کو سمیٹتے ہوئے میں صرف دو جملے آپ کی نذر کرتا ہوں کہ پیغمبرؐ کے ہاتھ پر ہے اور ہے بھی کعبے کے اندر..... اور علیؑ کیا بن کر آیا ہے؟ رسولؐ کی رسالت کا گواہ! لئے علیؑ کی ماں نے کہا:

''آمنہؑ کے لالؐ! تین دن ہو گئے اسے آئے ہوئے' مگر تین دنوں سے اس نے کچھ کھایا پیا ہی نہیں۔''

پیغمبرؐ نے جواب دیا:

''چچی اماں! یہ آپ سے کیوں کھائے پیے؟ یہ تو میرا گواہ بن کر آیا ہے۔ (توجہ ہے دوستو!) اور گواہوں کا کھانا پینا سب مدعیوں کے ذمے ہوتا ہے۔''

توجہ ہے دوستو!

اب پیغمبرؐ نے جھک کر جب علیؑ کی طرف دیکھا' تو علیؑ نے ہمک کر رسولؐ کی زبان اپنے ننھے ہونٹوں میں دبائی اور جو پی سکتا تھا پی لیا۔

Presented by www.ziaraat.com

ارے بھائی! آپ جاگ رہے ہیں!

تو یہاں ایک اور فقرہ عرض کرتا چلوں کہ علیؑ نے رسالتؐ کی زبان سے جو کھا پی سکتا تھا' کھا پی لیا اور باقی جو بچا اس کے بیٹوں نے باپ کا مال سمجھ کر کھایا.....!

اور وہ جو بیٹے تھے' وہ کیسے تھے؟

پیغمبرؐ نے کہا:

''حسنؑ اور حسینؑ دونوں میرے ہی تو ٹکڑے ہیں' آدھا حسنؑ ہے اور آدھا حسینؑ ہے۔''

خدا کی قسم! میری سمجھ میں یہ نہیں آیا کہ جس کے لئے مشہور ہے کہ وہ صلح کا پیکر تھا' جنگ کرنے کا اسے ڈھنگ ہی نہیں آتا' اس نے اپنے بیٹے قاسمؑ کے لئے وصیت نامے پر یہ لکھا:

''قاسمؑ! کربلا کے میدان میں جب تم اپنے چچا کے ساتھ جاؤ تو ایسی جنگ لڑنا کہ لوگوں کو یہ بھول جائے کہ تیرے باپ کو جنگ لڑنے کا ڈھنگ ہی نہیں آتا تھا.....''

وقت تھوڑا ہے اس لئے میں تفصیل میں نہیں جا سکتا' صرف اتنا کہتا ہوں کہ عاشورہ کی شب جب حسینؑ کا یہ یتیم بھتیجا اپنی ماں کے پاس بیٹھا تھا تو ماں نے کہا:

''قاسمؑ! جلد اپنے چچا سے پوچھ کر آؤ کہ کیا کل کے مرنے والوں میں میرا نام بھی ہے؟''

جب یہ یتیم بھتیجا اپنے چچا کے پاس گیا ہے تو حسینؑ کو اپنا مرحوم بھائی یاد آ گیا۔ اس نے اٹھ کر اپنے یتیم بھتیجے کو گلے لگا لیا اور یہ پہلا یتیم ہے کہ جس کو حسینؑ گلے لگا کر اتنا رویا' اتنا رویا کہ دونوں چچا بھتیجا بے ہوش ہو گئے اور جب ہوش میں آئے تو یتیم نے پوچھا:

''چچا! میں تو یہ پوچھنے آیا تھا' کل کے مرنے والوں میں میرا نام بھی

ہے؟''

چچا خاموش.....!

قاسمؑ کے بار بار اصرار کرنے پر حسینؑ نے اسے سہارا دینے کے لئے صرف اتنا

''بیٹا! تو بہت بڑا ہے' کل مرنے والوں میں تو تیرے بھائی علی اصغرؑ کا نام بھی ہے۔''

یہ سن کر ہاشمی خون جوش میں آ گیا اور جب اس شیر نے انگڑائی لی تو عبا کے بٹن گئے..... کہا:

''کیا یہ بے حیا فوج ہمارے خیموں کے اندر بھی آ جائے گی؟ میرا بھائی اصغرؑ تو خیمے کے اندر جھولے میں ہے۔''

ینؑ نے سر چوم کر کہا:

''تیری زندگی میں کسی کی اتنی جرات کہاں کہ خیمے کے اندر آ جائے۔''

کر شہزادہ خیمے میں پہنچا اور آ کر ماں سے کہا:

''ماں! آپ کہانیوں میں مجھے بتایا کرتی تھیں کہ ساتھ ہی ایک مقام نجف ہے جہاں تیرے دادا کا مزار ہے' مجھے بتائیے کہ وہ کہاں ہے؟ ماں مجھے فقیرانہ چوغا پہنا دے' فقیر بن کر دادا کے مزار پر جاؤں گا اور دادا کے مزار پر جا کر کہوں گا کہ حسینؑ بادشاہ نے مجھے مرنے کی اجازت نہیں دی۔''

نؑ کی بیوہ نے بیٹے کا ماتھا چوم کر کہا:

''میں تیرے ساتھ چلتی ہوں.....''

زیزانِ گرامی!

میرے استاد محترم یہ واقعہ لکھتے ہوئے کہتے ہیں کہ ایسی غیرت مند خاتون تھیں

Presented by www.ziaraat.com

فروہؓ ...... کہ جب سے شادی ہوئی تھی پہلی بار حسینؑ کے سامنے آئی ہے۔ حسینؑ نے کھڑے ہو کر بھائی حسنؑ کی بیوہ کا استقبال کیا۔ کہا:

''میری بہن! آپؑ نے کیوں تکلیف کی، مجھے بلا لیا ہوتا؟''

فروہؓ تھرتھر کانپ رہی تھیں، رو کر کہنے لگیں:

''حسینؑ! تو بادشاہ ہے، تیرا میرا کیا مقابلہ ہے؟ اور میں سیدانی بھی نہیں ہوں۔ ہو سکتا ہے میری رگوں میں وہ تاثیر نہ ہو جو زینبؑ کے خون میں ہے، البتہ اگر آج حسنؑ زندہ ہوتے تو وہ بھی یہ کہنے آتے۔ اس لئے میں تم سے یہ کہنے آئی ہوں کہ مجھ بیوہ کا دیا ہوا تحفہ رد نہ کرو۔''

میرے مولا حسینؑ نے قاسمؑ کے سر پر ہاتھ پھیرا اور صرف یہ جملہ کہا:

''ام فروہؓ! کل کے شہیدوں میں تیرا بیٹا انوکھا شہید ہو گا...... انوکھا شہید!''

میں اس سے زیادہ بیان نہیں کر سکتا، اللہ آپ کی عمریں دراز کرے...... حسینؑ نے صبح کیا کام کیا؟ قاسمؑ کو زین پر بٹھا دیا اور سوئے جنگل روانہ کر دیا...... اور جب یہ یتیم روانہ ہوا تو حسینؑ قاسمؑ کی جنگ دیکھنے کے لئے ایک اونچے ٹیلے پر پہنچ گیا...... قاسمؑ گھوڑے پر، حسینؑ ٹیلے پر اور فضہؓ در پر اور قاسمؑ کی ماں مصلّے پر! قاسمؑ کی نظر شہادت پر، حسینؑ کی نظر قاسمؑ پر، فضہؓ کی نظر حسینؑ پر، ماں کی نظر اماں فضہؓ پر......

چنانچہ دس منٹ بعد قاسمؑ زین سے گرے، حسینؑ ٹیلے پر گرے، فضہؓ زمین پر گری اور ماں سجدۂ شکر میں گری کہ

''یا اللہ! تیرا شکر ہے کہ میری نیک کمائی نیک کام آ گئی......!''

عزیزو!

میرے مرحوم استاد لکھتے ہیں، چونکہ قاسمؑ یتیمی میں پروان چڑھے تھے اور یتیم کی

رت ہوتی ہے کہ اکثر ماں کو پکارتا ہے جب زین سے زمین پر آئے تو قاسمؑ نے گرتے ت دادا کو آواز دی نہ بابا کو اور نہ چچا حسینؑ کو! قاسمؑ نے گھوڑے سے گرتے ہوئے صرف ا کہا:

''اماں! میں گر گیا۔''

یہ سن کر ماں خیمے کے دروازے پر آئی، مگر وہیں رک گئی۔ حسینؑ آگے بڑھتے ہیں قاسمؑ کی لاش اٹھانے کیلئے...... تو میدان میں حسینؑ کو آتا دیکھ کر جتنے گھوڑے تھے سبھی بھاگنا شروع ہو گئے اور اس طرح بھاگے کہ مشرق کے گھوڑے مغرب کی طرف اور شمال کے گھوڑے جنوب کی طرف! اور ان گھوڑوں کے درمیان اکیلا قاسمؑ، جس کی کبھی آواز آتی ہے:

''چچا میرا اسلام! کبھی کہتا ہے ہائے اماں میرا اسلام!''

اور حسینؑ جب یتیم بھتیجے کی لاش اٹھانے کے لئے آگے بڑھتے ہیں تو عجیب منظر دیکھا، خدا کسی کو بھتیجے کی لاش کا ایسا منظر نہ دکھائے۔ میں اگر خود کہوں تو میری زبان جل جائے...... میرے بارہویں مولاؑ کا ارشاد ہے:

''میں قربان ہو جاؤں اس نازک شہید پر جس کی دائیں جانب کی پسلیاں ٹوٹ کر بائیں طرف اور بائیں طرف کی پسلیاں ٹوٹ کر دائیں طرف آ گئی تھیں۔''

حسینؑ ابن علیؑ نے معصوم بھتیجے کی لاش اٹھانا چاہی...... سر اٹھانا چاہا تو پاؤں گر گیا، پاؤں اٹھانا چاہا تو سر گر گیا، یہ دونوں اٹھانا چاہے تو ہاتھ گر گئے۔

میرے معزز سامعین!

میرے مولاؑ نے کیا کام کیا...... اپنی عبا بچھائی اور جس طرح اجڑے ہوئے باغ کا مالی کلیاں چنتا ہے، اس طرح حسینؑ نے قاسمؑ کی لاش کی کلیاں چنیں اور آہستہ آہستہ خیمے کی

Presented by www.ziaraat.com

طرف چلنا شروع کر دیا۔ جب خیمے میں پہنچے ہیں تو بہن کو آواز دی:

''بہن! جلدی سے قاسمؑ کی ماں کو بلا لاؤ!''

اور جب میری شہزادی قاسمؑ کی ماں کے خیمے میں اسے بلانے گئی تو خیمے کے اندر کا منظر دیکھ کر جگر تھام کر بیٹھ گئی...... قاسمؑ کی ماں خیمے میں ادھر سے ادھر چل رہی تھی' کبھی اس قنات سے ٹکراتی' کبھی اس قنات سے ٹکراتی...... میری شہزادی نے پوچھا:

''بی بی! تجھے کیا ہو گیا ہے؟''

قاسمؑ کی ماں نے آواز دی:

''شہزادی! جب سے قاسمؑ کے مرنے کی خبر آئی ہے' میری آنکھوں کا نور جاتا رہا' مجھے کچھ نظر نہیں آتا۔''

معزز سامعین!

شہزادی نے قاسمؑ کی ماں کا ہاتھ پکڑا اور بیٹے کی لاش پہ لے آئی۔ بی بی نے ادھر ادھر ہاتھ مارا' کچھ نظر نہیں آیا۔

پوچھا:

''شہنشاہ! میرے بیٹے نے وفا نہیں کی۔''

امامؑ نے جواب دیا:

''بے مثل وفا کی ہے قاسمؑ نے!''

قاسمؑ کی ماں نے:

''پھر میرے بیٹے کی لاش کیوں نہیں لائے؟''

حسینؑ نے لیلیٰؑ سے کہا:

''لیلیٰؑ! قاسمؑ کی ماں کا ہاتھ پکڑو۔''

پھر ربابؑ سے کہا:

''دوسرا ہاتھ تم پکڑو......''

دونوں شہزادیوں نے ہاتھ پکڑ کر قاسمؑ کی ماں کو اٹھایا اور حسینؑ نے کیا کام کیا؟

قاسمؑ کی لاش والی گٹھڑی قاسمؑ کی ماں کے ہاتھ میں پکڑا دی۔ قاسمؑ کی ماں نے ... کے ٹکڑوں کو ایک ایک کر کے اٹھایا' کبھی آنکھوں سے لگایا' کبھی سینے سے لگایا' کبھی ...ا۔

...زادارو!

اس کے بعد سیدھی خیمے سے باہر چلی گئی اور ہر بی بی سے کہا' بہن تم بھی آؤ! بہن تم بھی آؤ! میرے دولہے کے سہرے کی لڑیاں آئی ہیں' میرا بیٹا قاسمؑ دولہا بن کر آیا ہے...... حسینؑ نے دولہے کو اٹھایا۔ دستور زمانہ ہے کہ دولہے کے ساتھ چند باراتی بھی ہوتے ہیں' قاسمؑ کائنات کا انوکھا دولہا تھا جو باپ دادا کے پاس پہنچ گیا اور اس کی دلہن کائنات کی انوکھی دلہن تھی' جس کے ہاتھ میں رسیاں تھیں' جو کبھی شام اور کبھی کوفہ کی گلیوں میں پھرائی گئی۔

تو میرے دوستو! یہ تھی وہ انوکھی کہانی کربلا کے میدان کی کہ جس کے لئے اللہ کا وعدہ ہے کہ حسینؑ تم نے میرے نام کو بچانے کے لئے جو قربانیاں دی ہیں' میں اللہ تیرے ساتھ ہوں اور وعدہ کرتا ہوں کہ جب تک میں اللہ رہوں گا تیرا ذکر ہوتا رہے گا اور جب تک میرا وجود رہے گا تب تک تیرے ذکر کا وجود رہے گا' چاہے دنیا لاکھ زور لگائے تیرا ذکر مٹ سکتا ہے نہ مٹ سکے گا۔

اللہ آپ کی اس عبادت کو قبول فرمائے اور اس مجلس کو منظور فرمائے۔ (آمین)

☆●☆●☆

Presented by www.ziaraat.com

مجلس نہم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربی

عزیزانِ گرامی!

صلواۃ...... تمام مرحومین مومنین و مومنات اور خاص کر ملک اسلم صاحب کی والدہ کے لئے ایک مرتبہ سورۂ فاتحہ..... (صلواۃ)

محترم سامعین!

خدا آپ کا اس مجلس عزا میں چل کر آنا قبول فرمائے اور تمام بیمار مومنین' خاص طور پر ملک اسلم صاحب کے والد گرامی کو شفائے کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے اور ملک صاحب کو اولاد نرینہ بطور ایک عزادار کے عطا فرما دے تا کہ مجالس کا یہ سلسلہ نسل در نسل جاری رہے۔

میں اپنے آج کے بیان میں ایک مسئلے پر روشنی ڈال کر آپ کی زحمتوں کو تمام کروں گا...... کیونکہ میری آواز میں اتنا دم تو ہے نہیں کہ میں تفصیلات میں جاؤں۔ دنیا میں ایک غلط فہمی پائی جاتی ہے......

• (التماس دعا! بھائی ملک اشرف صاحب کو خدا تعالیٰ بحق بیمار کربلاؑ شفائے کاملہ عطا فرمائے اور جو بیمار ہیں ان سب کو شفائے کاملہ عطا کرے......!)

آج میں بالکل سادہ الفاظ میں ایک معرکتہ الآراء مسئلے پر اظہار خیال کروں گا......

ہاں! تو میں کہہ رہا تھا کہ دنیا میں غلط فہمی پھیلائی گئی ہے کہ امام حسینؑ نے یزید کی بیعت اس لئے نہیں کی کہ وہ فاسق و فاجر تھا' تمام حلال چیزوں کو حرام اور حرام چیزوں کو جو شریعت کے مطابق ممنوع ہیں حلال قرار دیتا تھا' اللہ نے جن محرمات کے ساتھ نکاح کو حرام قرار دیا تھا وہ ان سے نکاح کو جائز کہتا تھا اور اس پر عمل بھی کرتا تھا...... مختصراً چونکہ وہ ایک بدکار انسان تھا اس لئے امام عالی مقامؑ نے اس کی بیعت نہ کی۔

میں اسی مسئلے پر روشنی ڈالنا چاہتا ہوں کہ آج اس عشرے کی آخری مجلس عزا ہے...... میں نے سوچا کہ اس غلط فہمی کا ازالہ کرتا چلوں...... میں کہتا ہوں' مورخین نے ان لفظوں میں حقیقت پر پردہ ڈالنے کی کوشش کی ہے کہ چونکہ یزید بدکار تھا اس لئے امامؑ نے اس کی بیعت نہ کی اور دوسرے جتنے بھی گزرے' چونکہ وہ بدعمل نہیں تھے' اس لئے ان کی بیعت ہوتی رہی۔

میرے شیعہ سنی بھائیو!

اگر یزید پلید بدعمل نہ بھی ہوتا' وہ نیک ہوتا' وہ نمازی ہوتا' پرہیزگار بھی ہوتا تو پھر بھی فاطمہؑ کا لال اس کی بیعت نہ کرتا۔ بلکہ میں اور آگے بڑھتا ہوں کہ اگر یزید سلمانؓ یا ابوذرؓ بھی ہوتا تو بھی حسینؑ اس کی بیعت نہ کرتا اور آگے بڑھتے ہیں' میں کہتا ہوں کہ اگر یزید بنی اسرائیل کا کوئی نبی بھی ہوتا تو پھر بھی فاطمہؑ کا لال اس کی بیعت نہیں کر سکتا تھا...... (نعرۂ حیدری)

اس لئے کہ بخاری شریف کی روایت ہے کہ بنی اسرائیل کا آخری نبی بھی ہوگا اور بارہواں بھی جلوہ افروز ہوگا۔ جب دونوں جمع ہوں گے تو بخاری شریف کے فقرے ہیں:

وکیف انتم...... پھر تمہارا کیا حال ہوگا اس وقت **اذ نزل عیسیٰ ابن مریم** اور جب نازل ہوگا عیسیٰؑ ابن مریمؑ۔ آسمان سے زمین پر آئیں گے جماعت کا وقت ہو

Presented by www.ziaraat.com

جائے گا۔

و امامکم منکم

تو عیسیٰؑ کا امام زمین سے نمودار ہو گا' تم میں سے' اہل زمین میں سے ہو گا' عیسیٰؑ کی مجال نہیں ہو گی کہ وہ امامت کرائیں ...... بلکہ فاطمہؑ کا بارہواں لال ہو گا' وہ امامت کروائیں گے اور پیغمبر اکرمؐ فرما رہے ہیں:

"عیسیٰؑ پیچھے کھڑے ہوں گے اور میرا بارہواں آگے کھڑا ہو گا اور جماعت ہو گی اور جب سجدے میں جائیں گے تو جہاں بارہویں امامؑ کے قدم وہاں عیسیٰؑ کا سر ہو گا......!"

توجہ ہے صاحبان!

اب اور آگے چلئے تو اسی طرح اگر میرے گیارہویں امامؑ آئیں گے تو عیسیٰؑ اور خود بارہویں امامؑ ان کے پیچھے نماز پڑھیں گے' جہاں گیارہویں کے قدم ہوں گے وہاں بارہویںؑ کا سر ہو گا اور اگر دسویں امامؑ آئیں گے تو باقی سب پیچھے کھڑے ہوں گے۔ جہاں دسویںؑ کے قدم ہوں گے وہاں باقیوں کا سر ہو گا۔ چلتے چلتے پہلے امامؑ تک آ جائیں گے' جہاں میرے مولا علیؑ آگے کھڑے ہوں گے' باقی سب کے سر عیسیٰؑ سمیت ان کے قدموں میں ہوں گے۔

توجہ ہے دوستو!

اب بھی کسی کی سمجھ میں علیؑ کی عظمت نہیں آئی۔ (نعرۂ حیدری)

تو جس کے قدموں میں اتنے معصومینؑ کے سر جھک جائیں اسے کہتے ہیں علیؑ!

اب میرے شیعہ سنی بھائیو!

مجھے ذرا سوچ کر جواب دیں کہ جب بنی اسرائیل کا سب سے آخری نبی میرے

امامؑ کو نماز نہیں پڑھا سکتا تو کوئی گنہگار میرے مولا علیؑ کو کیسے جماعت میں نماز پڑھا ... (نعرۂ حیدری)

اور جب بیعت کا وقت آئے گا تو عیسیٰؑ میرے بارہویں امامؑ کے ہاتھ پر بیعت ...ے گا۔

...ہے دوستو!

تو جب حسینؑ کا فرزند بنی اسرائیل کے ہاتھ پر بیعت نہیں کر سکتا تو اس کا جد امجد ...یسے فاسق و فاجر کے ہاتھ پر کیسے بیعت کر سکتا ہے؟

اب آیئے! بیعت کا مفہوم سمجھ لیجئے ...... بیعت کا لفظ نکلا ہے بیع سے اور اس کا ...ب ہے اپنی جان و مال اور اولاد کو کسی کے ہاتھ بیچ دینا ......

یہ عربی صرف و نحو کا مسئلہ ہے' اس کو میں آسان کر کے بتاؤں کہ بیعت مفاعلہ کے ...ن پر ہے ...... جب باب مفاعلہ ہے اور اس کے وزن پر جو آئے' جیسے مصافحہ کرتے ہیں' ...ے مناظرہ کرتے ہیں کسی مسئلے پر اور جس طرح مباحثہ ہے' اسی طرح لفظ ہے مبایعہ...... ...ن ان کے لئے فریقین (دو فریقوں) کا ہونا ضروری ہے۔ آپ کسی سے مصافحہ نہیں کر ...ے' جب تک آپ دو نہ ہوں ...... مناظرہ کر نہیں سکتے جب تک بحث کرنے والے دو نہ ...ں......!

مبایعہ کر نہیں سکتے جب تک بیع کرنے والے دو نہ ہوں۔

بھائی! ادھر سے اللہ والے چلے تھے' ادھر سے عیسائی چلے تھے' تب ہوا تھا نا ...ہلہ ...... اسی طرح بیعت بھی نہیں ہو سکتی' جب دو فریق نہ ہوں ...... ایک ہوتا ہے بیعت ...نے والا اور دوسرا ہوتا ہے بیعت دینے والا ...... گویا بیعت دینے والا اپنے جان و مال اور ...لاد معاہدہ بیعت کے تحت بیعت لینے والے کے ہاتھ بیچ دیتا ہے اور بیعت لینے والا یہ ...ین دلاتا ہے کہ ان تمام چیزوں کے بدلے میں آخرت کی نجات کا باعث ہو گا' یعنی تمہیں

Presented by www.ziaraat.com

نجات آخرت دلاؤں گا۔

غور فرمایئے گا!

یعنی چونکہ بیعت کرنے والے کو آخرت میں اپنی نجات پر شک ہوتا ہے اور وہ اپنے شک کو یقین میں بدلنے کے لئے اپنی تمام چیزیں بیچتا ہے...... گویا وہ دنیا کا مال جس میں مال ہے' دولت ہے' اولاد ہے' وہ دے دیتا ہے اور آخرت لے لیتا ہے۔

ارے' میرے محترم سامعین!!

یاد رکھئے گا! بیعت دینے والے کو اپنی آخرت پر شک ہوتا ہے اور وہ بیعت کر کے اپنی نجات آخرت کو یقینی بنانا چاہتا ہے...... اب فاطمہؑ کا لال کیسے بیعت کر سکتا ہے؟ کیونکہ وہ تو نجات پانے والوں' بلکہ نجات دینے والوں کا بھی سردار ہے......!

سمجھ میں آئی بات...... اچھا! اب اور پہلو پر غور کریں کہ جسے جان و مال اور اولاد پر اختیار نہ رہے اور جو اپنی جان' مال اور اولاد سب کچھ بیچ دے تو اسے عربی میں کہتے ہیں عبد اور جس کے ہاتھ پر وہ سب چیزیں بیچے اور وہ مالک بن جائے اسے عربی میں کہتے ہیں مولا...... میں یہ خالصتاً علمی و فقہی بحث کر رہا ہوں' کوئی لفاظی ہے نہ خطابت آرائی...... اور آج بھی تم آپ اس مسئلے کو نہ سمجھ سکے تو پھر کبھی نہیں سمجھ سکیں گے۔ دوستو! غلام کو اپنے جان و مال اور اولاد پر اختیار نہیں ہوتا' اس لئے خدا فرماتا ہے:

فنكها الايام منكم و الصالحين من عبادكم

''جو تمہارے عبد اور تمہاری کنیزیں ہیں' تمہیں ان کے جان و مال کا اختیار حاصل ہے۔''

خدا فرماتا ہے:

''ان کے نکاح بھی تم کرو' کیونکہ تم ان کے مالک ہو۔''

تو جسے جان و مال پر اختیار نہ ہو' اسے کہتے ہیں عبد اور جو مالک ہو' اسے کہتے ہیں لا!

شیعہ سنی دونوں فقہوں میں جہاں مالک و غلام کا ذکر آتا ہے' اسے کہتے ہیں:

كتاب العبد و المولى

''یعنی مالک اور غلام کے مسائل کی کتاب...''

ب غور کیجئے گا کہ پیغمبرؐ نے غدیر خم میں یہی پوچھا تھا:

الست اولی بکم من انفسکم

''کیا تمہاری جانوں کا میں تم سے زیادہ مالک نہیں ہوں؟''

غور کیجئے گا۔ اقرار لیا تھا' کیا تمہاری جانوں کا سب سے زیادہ مالک و متصرف میں نہیں ہوں؟

سب نے کہا:

''بے شک! آپؐ ہماری جان کے بھی مالک' ہماری اولاد کے بھی مالک' ہمارے مال کے بھی مالک۔''

تو پیغمبرؐ نے کہا:

''تو پھر مجھے اپنا مولا مانتے ہو۔''

سوا لاکھ صحابیوں نے کہا:

''مانتے ہیں۔''

ان میں ہر شخص مسلمان بھی تھا' حاجی بھی تھا' صحابی بھی تھا۔ تین تین تمغے سجے ہوئے تھے ان کے سینوں پر! حاجی' صحابی' مسلمان......

پیغمبرؐ نے حاجی' صحابی' مسلمان تینوں سے پوچھا:

''تمہاری جانوں کا میں مالک ہوں۔''

جب سب نے کہہ دیا آپؐ مالک ہیں۔

Presented by www.ziaraat.com

تو پھر پیغمبرؐ نے کہا:

"چونکہ میں مالک ہوں' اب میں اپنی اس ملکیت کو ٹرانسفر (Transfer) کر رہا ہوں:

من كنت مولاه فهذا علي مولاه (نعرۂ حیدری)

(توجہ ہے کہ نہیں!)

اب جس جس کا میںؐ مولا ہوں اس اس کا یہ علیؑ مولا!"

اب ساری دنیا بن گئی آپ کی' پیغمبرؐ اور علیؑ بن گئے مولا۔

پیغمبرؐ نے کہا:

"جس نے مجھے اپنی جان' مال اور اولاد کا حق ملکیت دے رکھا ہے' میں اس اس کا علیؑ کو مولا بناتا ہوں۔"

توجہ ہے! اب ذرا غور سے سنئے گا!

عبد کے دو معنی ہیں' ایک کہتے ہیں بندے کو عبد' یعنی جب اس کی نسبت اللہ کی طرف ہو تو وہ عبد بندہ ہے اور دوسرے عبد کہتے ہیں غلام کو' یعنی جب اس کی نسبت مخلوق کی طرف ہوتی ہے تو وہ غلام ہے۔

اب اللہ ہے معبود' بندہ ہے اس کا عبد۔ پیغمبرؐ اور علیؑ مولا' یہ مولا ہیں اور بندے ہیں اس کے عبد یعنی غلام۔

یہی وجہ ہے کہ جب کوئی نجف اشرف جائے تو مولائے کائناتؑ کی ضریح مبارک تک پہنچنے سے پہلے' صحن مولاؑ میں کھڑے ہو کر چاہے وہ مولوی ہو' عالم و فاضل ہو' مجتہد ہو یا جاہل ہو' اسے ضریح مبارک تک پہنچنے سے پہلے یہ پڑھنا پڑتا ہے:

"**یا مولائی یا امیر المومنینؑ**" اے میرے مولاؑ' اے امیرالمومنینؑ !!

"**اشھد**" میں گواہی دیتا ہوں "**لانک کنت ابا رحیما**" کہ آپؑ

ایک رحیم باپ ہیں۔" (نعرۂ حیدری)

کیجئے گا!

ہمارے مہربان باپ ہیں' تو آپؑ ہیں اور پھر یہ فقرے پڑھنے پڑتے ......(نوٹ کیجئے گا!)

یا مولای! اے میرے مولا!...... **اتیتک جائعاً فصبرنی** میں آپؑ کے پاس بھوکا آیا ہوں' مجھے پُر کر دیں...... **اتیعک فقیرا فغننی** اے م مولاؑ ! میں آپؑ کے پاس فقیر آیا ہوں' مجھے غنی بنا دیں' آپؑ مجھے مالدار بنا دیں......"

اور اس کے بعد کیا فقرے نکلتے ہیں' ہر عالم' فاضل' مجتہد' شیعہ' سنی' ہر مکتبہ فکر کا
دمی یہ کہتا ہے:

یا مولای اشھد انا عبدک و ابن عبدک و ابن امعک

"اے میرے مولاؑ ! میں گواہی دیتا ہوں کہ میں تیرا غلام ہوں' تیرے غلام کا بیٹا ہوں' تیری کنیز کا لڑکا ہوں۔"

ارے میرے شیعہ سنی بھائیو!

علیؑ تو سب کا مشترکہ سرمایہ ہے' علیؑ کے صحن میں آنے والا ہر شخص اس کا عبد بن کر آتا ہے اور "**و ابن عبدک و ابن امتک**...... جب بھی آپ نجف اشرف میں جائیں گے تو آپ کو پڑھنا پڑے گا:

"اے مولاؑ ! یاامیرالمومنینؑ ! میں تیرا عبد ہوں' تیرے عبد کا بیٹا ہوں' تیری کنیز کا لڑکا ہوں......"

زندگی بھر آپ علیؑ کے عبد بنے رہیں گے اور جب انتقال ہو گا اور جب جنازہ

Presented by www.ziaraat.com

پڑھایا جائے گا تو پیش امام آپ کی میت پر یہ پڑھے گا:

اللھم ان ھذا عبدک و ابن عبدک و ابن امتک

''پروردگار! یہ تیرا عبد ہے' تیرے عبد کا بیٹا ہے' تیری کنیز کا لڑکا ہے۔''

زندگی بھر علیؑ کے عبد بنیں گے' مرنے کے بعد خدا کے عبد بنیں گے۔

(نعرۂ حیدری)

جو زندگی میں علیؑ کا عبد نہیں بنے گا' مرنے کے بعد خدا کا عبد بن سکتا نہیں۔ (بھئی ذرا مل کے نعرۂ تکبیر' نعرۂ رسالت' نعرۂ حیدری)

توجہ ہے! بس بھئی! اتنا ہی میں نے عرض کرنا تھا...... یاد رکھئے! مولا علیؑ آقا ہیں...... ساری دنیا غلام ہے...... زندگی بھر علیؑ کے عبد' مرنے کے بعد اللہ کے عبد......

اب ایک جملہ اور سن لیجئے! سارے عالم اسلام کا مشترکہ مذہب ہے۔ ارے پیغمبرؐ کے بعد دو جلیل القدر ہستیاں مجھے نظر آئیں' ایک اصحابِ محمدؐ دوسرے ہیں آلِ محمدؐ ......

توجہ کیجئے گا!

ایک اصحابِ محمدؐ' ایک آلِ محمدؐ ...... اب اس کا فیصلہ میں علماء پر چھوڑتا ہوں...... شریعت کے لحاظ سے ان دونوں میں جو فرق ہے اس فرق کے اعتبار سے آپ حضرات فیصلہ کر لیجئے گا۔ آقا اور غلام کے درمیان جو فرق شریعت نے بتایا' وہ سن لیں کہ غلام کا صدقہ آقا پر حرام ہوتا ہے...... غلام پر صدقہ حلال' آقا پر حرام۔ اب جب میں نے مشکوٰۃ شریف کو دیکھا تو اس میں مجھے روایت ملی کہ پیغمبرؐ کی بزم میں آلِ محمدؐ بھی بیٹھے ہیں' اصحاب اکرامؓ بھی بیٹھے ہیں' کھجور کی فصل تیار ہے اور حسنین شریفینؑ یعنی آلِ محمدؐ بھی بیٹھے ہیں۔ لوگ کھجور کے ٹوکرے لئے ہوئے آئے آپؐ کی خدمت میں سرکارؐ نے صرف اتنا پوچھا:

''یہ ہدیہ ہے یا صدقہ؟''

اب روایت کے فقرے ہیں:

و ان قال صدقة

''تو اگر کہنے والا یہ کہتا ہے کہ یہ صدقہ ہے۔''

تو فقال لاصحابه

رسولؐ صحابہ کرام سے فرماتے:

''یہ تم کھاؤ۔''

پوچھنے لگے:

''سرکارؐ! آپؐ کیوں نہیں کھائیں گے؟''

و ان الصدقة علینا حرام

''صدقہ ہم پر حرام ہے۔''

پوچھنے والے نے پوچھا:

''صدقہ آپؐ پر کیوں حرام ہے؟''

تو رسولؐ نے فرمایا:

''اے لوگو! یہ ہاتھوں کا میل ہوتا ہے اور میل ان کے نزدیک جا نہیں سکتا' جن کے لئے آیہ تطہیر نازل ہوئی ہو۔'' (نعرۂ حیدری)

توجہ ہے یا نہیں!

تو مجھے ایک بات بتا دیں اب ادھر بیٹھے ہیں سرکارؐ اور ادھر اصحاب کرامؓ' ہماری آنکھوں کا نور ہیں' دل کا سرور ہیں' سر کے تاج ہیں...... لیکن اصحاب اصحاب اور آلؑ آلؑ۔ بس ہمیں پتہ چلا کہ ادھر رسولؐ اور آلؑ اور ادھر اصحاب اور بیچ میں پڑا ہے کھجوروں کا ٹوکرہ اور اگر یہ صدقہ ہو گیا اور اگر نسبت ہو گئی ادھر تو حرام۔ ٹوکرہ ایک ہے اور اگر نسبت ہو گئی ادھر تو حلال...... بس صرف نسبت کا فرق ہے کہ نسبت ہو گئی اصحاب کے ساتھ تو حرام ہو گیا' ادھر حلال رہا۔ ارے جب فرق حلال و حرام کا ہے تو مولوی کیسے کہہ سکتا ہے' کچھ فرق نہیں

Presented by www.ziaraat.com

ان چاروں میں؟ (نعرۂ حیدری)

ارے! اس میں کیا شک ہے کہ ہم ان کے غلام ہیں؟ اور مولانا آزاد نے کہا کہ انہوں نے دو فقرے اور فرمائے کہ ہم غلام نہیں تو کیا ہیں؟...... ؟ یاد رکھو! ہماری ماں ان کی ماں جیسی نہیں' ہمارا نانا ان کے نانا جیسا نہیں۔ .... چنانچہ حضرت عمرؓ نے فرمایا:

''ابھی جاؤ اور حسینؑ سے لکھوا کر لاؤ کہ ہم ان کے غلام ہیں اور جس دن میں مر جاؤں تو یہ تحریر میرے کفن میں رکھ دینا۔ میں قیامت کے دن پیغمبرؐ کو یہ تحریر دکھاؤں گا اور یہ میری نجات کا باعث بن جائے گی۔''

مولانا کی تقریر تو یہاں پر ختم ہوگئی' بعد میں میری تقریر شروع ہوئی تو میں نے ان سے صرف اتنا پوچھا کہ جس جلیل القدر عظیم الشان ہستی کے بارے میں آپ نے بیان فرمایا وہ اتنی عظیم ہستی ہیں کہ جس کے متعلق مورخین نے یہ کہا کہ وہ صحابی بھی ہیں' نمازی بھی ہیں' صاحب منبر بھی ہیں وہ...... وہ حاجی بھی ہیں' وہ جنگیں بھی جیت چکے ہیں' انہوں نے کعبے کا طواف بھی کیا' وہ بہت بڑے حاجی بھی ہیں۔ (تکرار) یہاں تک تو میں سب کچھ مان گیا کہ وہ حاجی ہیں' نمازی ہیں' صحابی ہیں' بہت بڑے فاتح ہیں' مگر ابھی تک انہیں اپنی نجات کا یقین نہیں ہے؟ تو میں نے کہا کہ اگر انہیں اپنی ہی نجات کا یقین نہیں ہے تو مولانا! یہاں سے کم از کم اتنا نتیجہ ہی نکال لیجئے کہ نہ صحابی ہونے میں نہ نمازی بننے میں نجات ہے' نہ قرآن پڑھنے میں نجات ہے' نہ کعبے کا حج کرنے میں نجات ہے اگر نجات ہے تو حسنینؑ کی غلامی میں نجات ہے۔ (چمن چمن کلی کلی' علیؑ علیؑ علیؑ علیؑ علیؑ علیؑ ...... نگر نگر گلی گلی' علیؑ علیؑ علیؑ علیؑ)

یاد رکھئے!

کہ ذرا سوچ سمجھ کر لکھا اور بولا کریں' کم از کم ان شہزادوں کے بارے میں کوئی

بات نہ کہیں ورنہ صحابہ بھی ناراض ہو جائیں گے' رسولؐ بھی ناراض ہو جائیں گے' دنیا ن کے عدل کرنے والے مورخ بھی ناراض ہو جائیں گے' کیونکہ حسنینؑ صحابہ کے بھی رے ہیں' حسنینؑ رسولؐ کے بھی پیارے ہیں' حسنینؑ پوری بنی نوع انسان کے پیارے ں اور باقی رہ گیا کہ حسینؑ اللہ کے اتنے پیارے کیوں ہو گئے کہ اللہ نے پوری دنیا میں ان ذکر پھیلا دیا' تو بھائی سیدھی سادی سی بات ہے کہ اگر کوئی اللہ سے ٹکر لے کر کہے کہ تیری وحی بھی غلط ہے' تیرا رسولؐ بھی غلط ہے' تیری کتاب بھی غلط ہے' تو کیا اللہ کا یہ فرض نہیں ا کہ اس سرکش کا منہ توڑ جواب دے؟ بولئے ...؟

سامعین محترم!

یہی واقعہ سن ۶۱ ہجری میں پیش آیا۔ جب شام نگر کا ایک بدمست شہنشاہ یہ پکار اٹھا:

لیس بنو هاشم با الملک ولاملک الجاولا یا نزل

''نہ کوئی فرشتہ آیا' نہ کوئی وحی آئی' نہ کوئی قرآن آیا۔ بنو ہاشم نے حکومت حاصل کرنے کے لئے ڈھونگ رچایا تھا۔''

یزید کی آواز عرش الٰہی سے جا ٹکرائی' اللہ نے جواب دیا:

''یزید تو جھوٹ بولتا ہے۔''

یزید نے کہا:

''نہیں! میں سچ کہتا ہوں۔''

اللہ نے کہا:

''نہیں! تو جھوٹا ہے......''

اس نے کہا:

''نہیں! میں سچا!''

Presented by www.ziaraat.com

یہ مقابلہ حسینؑ اور یزید کے درمیان تو نہیں تھا' بلکہ اللہ اور یزید کے درمیان تھا۔

اللہ نے کہا:

''اچھا! اگر تو سچا ہے تو ایسے کرتے ہیں کہ ایک کھلی عدالت میں مقدمہ دائر کرتے ہیں۔ تو بھی اپنے گواہ لے آ اور میں بھی اپنے سچ کے گواہ لے آتا ہوں۔''

چنانچہ کھلی عدالت لگی' یعنی کربلا کا میدان سجا...... اس سے زیادہ میں کچھ نہیں کہہ سکتا کہ یزید کے گوارے کی گورنری' گورنر' وزیر' فوج' خزانے' دولت...... اور اللہ کے گواہ......؟ اللہ نے اپنے گواہ ڈھونڈنے کے لئے دنیا میں آواز دی:

''ہے کوئی جو میرا اور میرے دین کا گواہ بن کر یزید کا مقابلہ کرے......''

ساری دنیا موجود تھی' مگر کوئی نہ اٹھا اور اگر اٹھا تو چکی پیسنے والی ماں کا بیٹا اٹھا۔ اس نے آواز دے کر کہا:

''پروردگار! فکر نہ کر میں ایسی گواہی دوں گا' ایسی گواہی دوں گا کہ قیامت تک اگر یزید کا نام گالی نہ بن جائے اور تیرے نام کی تکبیر ہر مسجد سے بلند نہ ہو تو مجھے فاطمہؑ کا لال نہ کہنا۔''

اللہ نے کہا:

''شاباش حسینؑ! آ جا میدان میں اور عدالت میں' میری توحید اور میرے قرآن کی صداقت اور میرے رسولؐ کی رسالت کو بحث کر کے ثابت کر دے۔''

چنانچہ حسینؑ روانہ ہوئے اور جب روانہ ہوئے تو ہر ایک نے پوچھا:

''حسینؑ لڑنے جا رہے ہو' مقابلہ کرنے جا رہے ہو؟''

کہا:

''نہیں!''

...ایک فقرہ کہا:

''میں جا رہا ہوں شہادت کیلئے۔''

شہادت کا مطلب ہوتا ہے گواہی دینا! میں اللہ کی توحید' اس کے قرآن اور رسالت ...گواہی دینے کے لئے جا رہا ہوں اور حسینؑ نے گواہی کے لئے تمام ضروری کاغذات ...ٹھے کر کے اونٹوں پر رکھ لئے...... اور عجیب گواہی کے لئے لے کر چلا فاطمہؑ کا لال' کوئی ...غذ ۹۰ سال کا تھا' کوئی کاغذ ۲۰ سال کا اور کوئی تحریر ۱۸ برس کی...... اور اگر سن سکو تو کوئی تحریر ...زہ تازہ ۶ مہینے کی تحریر تھی' جسے لے کر حسینؑ گواہی کے لئے روانہ ہوئے۔

...کہا:

''اکبرؑ تم بھی چلو' قاسمؑ تم بھی چلو' عونؑ و محمدؑ تم بھی چلو۔''

...ور اچانک جب بہن کے سر پر نظر پڑی تو کہا:

''میری بہن! تم بھی چلو۔''

...کسی نے پوچھا:

''حسینؑ! تم تو جا رہے ہو شہادت دینے...... یہ بتولؑ کی چادر کی وارث کو کیوں لے جا رہے ہو؟''

(اب جو جملہ عرض کرنے لگا ہوں اس سے بڑا معرفت کا جملہ میرے پاس اور ہے ...نہیں)۔

ارشاد فرمایا:

''دو میدان درپیش ہیں' ایک میں فتح کروں گا' ایک میری بہن فتح کرے گی۔''

...بہن نے جو یہ جملے سنے تو کہا:

''اچھا! یہ بات ہے تو حسینؑ جو آسان جگہ ہے وہ تو لے لے اور جو مشکل ترین جگہ ہے وہ مجھے دے دے۔''

Presented by www.ziaraat.com

حسینؑ نے کہا:

''سنو بہن! جب کربلا کی عدالت میں اللہ کے حق میں فیصلہ ہو جائے تو تم میرے بچے ہوئے کاغذات کو لے کر شام چلی جانا اور اس سرکش کی سلطنت کے سنٹر میں کھڑے ہو کر' اس کی پوری سلطنت کو نیلام کر کے میری ڈگری کا اجراء کروالینا۔''

عزادارو!

یہ کہہ کر اللہ کا گواہ حسینؑ ۲ محرم کو میدان میں پہنچا۔ ۲ سے لے کر آج تک' آج ۹ محرم تک مقدمے کی ترتیب میں مصروف رہا۔ کاغذات کا معائنہ کرتا رہا' مسلوں کا مطالعہ کرتا رہا اور عاشورہ کی شب تک ضروری کاغذ تلاش کرتا رہا' اللہ کے مقدمے کی وکالت کی تیاری کرتا رہا۔ ساتویں کو اتنا مصروف ہو گیا کہ نہ کھانے کا ہوش نہ رہا اور نہ پینے کا...... اور جب عاشور کی شب آئی ہے تو تمام ضروری کاغذ الگ کر لئے اور باقی جو غیر ضروری کاغذات تھے ان کو نکال کر چراغ گل کر دیا کہ کل جب دسویں کا دن آئے گا تو عدالت میں کیس پیش ہو جائے گا۔

حسینؑ کی بہن نے کہا:

''حسینؑ! گواہوں کو میں تیار کروں گی اور انہیں عدالت میں لے جا کر پیش تم کرنا۔''

بہن گواہ تیار کرتی اور اللہ کے گواہ میدان میں گواہی دیتے رہے اور جب صبح عدالت میں گواہ پیش ہوئے تو......

یاد رکھئے! گواہ معتبر اس وقت ہوتا ہے جب مخالف وکیل اس پر جرح کرے۔ عربی میں جرح کا مطلب ہوتا ہے زخمی کرنا...... اور حسینؑ کے ایک ایک گواہ پر اتنی جرح ہوئی' اتنی جرح ہوئی کہ ایک ۱۳ سالہ گواہ کی مسل کے بارے میں میرا بارہواں امامؑ پکار اٹھا:

''میرا سلام ہو اس نازک مسل پر کہ جس کے پہلے صفحات آخری صفحات کی جگہ اور آخری صفحات پہلے صفحات کی جگہ آ گئے۔''

اور دسویں کے دن جب یہ گواہیاں منظور ہو گئیں اور فیصلہ اللہ کے حق میں ہو گیا تو صاحبان معرفت افراد ایک جملہ سن لیں کہ اس وقت حسینؑ کا چہرہ خوشی سے سرخ ہو گیا۔

ارے نیاز بیگ والو!

آپ نے ساری عمر مصائب سنا ہے' کبھی اس انداز میں بھی سنو کہ حسینؑ کا چہرہ خوشی سے سرخ ہو گیا...... خیمے میں آ کر کہا:

''بہن! مبارک ہو' میری ساری گواہیاں منظور ہو گئیں اور فیصلہ اللہ کے حق میں ہو گیا۔ اب مجھے لباس لا کر دو تا کہ میں اللہ کو خوشخبری سنا دوں۔''

چنانچہ لباس پہنا اور نکلتے وقت ایک ایک کا منہ دیکھا اور کہا:

''میں سخی ابن سخی ہوں' اللہ کی بارگاہ میں خالی ہاتھ جاتے ہوئے شرم آتی ہے۔ کیا تمہارے پاس کوئی ایسا نادر تحفہ ہے جو میں لے جا کر اللہ کی بارگاہ میں پیش کر سکوں؟''

بی بی زینبؑ نے کہا:

''میرے پاس دو ہیرے تھے وہ ہیرے میدان میں کام آ گئے۔''

لیلیٰؑ نے کہا:

''میرے پاس ایک عقیق تھا' میں نے تیرے حوالے کر دیا۔''

حسنؑ کی بیوہ نے کہا:

''میرے پاس ایک زمرد تھا' وہ میں نے تجھے دے دیا' ہمارے پاس اب کچھ بھی نہیں رہا۔''

Presented by www.ziaraat.com

اچانک کونے سے ربابؑ کی آواز آئی:

"میرے پاس ایک نیلم کا چھوٹا سا دانہ ہے' یہ میں آپؑ کے حوالے کرتی ہوں۔"

یہ کہہ کر ربابؑ نے وہ دانہ حسینؑ کے ہاتھوں پر رکھ دیا' چونکہ نیلم کا رنگ نیلا ہوتا ہے' چنانچہ اس بچے کا رنگ بھی نیلا ہو گیا تھا۔ خدا جانے کیا کشش تھی' ان ہاتھوں میں کہ وہ بچہ جو پیاس سے کملایا ہوا تھا' وہ تازہ دم ہو کر کروٹیں بدلنے لگا۔ ماں نے جو دیکھا' تو کہا:

"مولاؑ! میں تو اس کی کنیز ہوں' اصل مالک آپؑ ہیں' دو منٹ کے لئے مجھے دے دیں۔"

اور یہ کہہ کر ماں اسے خیمے میں لے گئی اور واپس آئی ہے تو تبدیلی کیا آ گئی؟ ماں نے کنگھی بھی کر دی' ماں نے سرمہ بھی لگا دیا' ماں نے آستینیں بھی چڑھا دیں اور ایک رومال سے کمر بھی باندھ دی اور کہا:

"چھ مہینے کا ہوا تو کیا ہوا؟ ہے تو حیدر کرارؑ کا پوتا! پہلی دفعہ میدان میں جا رہا ہے' میں سپاہی بنا کر بھیجوں گی' میں اسے تحفہ بنا کر بھیجوں گی۔"

اور جب اصغرؑ کو لے کر حسینؑ خیمہ گاہ سے نکلے تو ربابؑ اصغرؑ کے چھوٹے چھوٹے پاؤں پکڑ کر کہنے لگی:

"سن میرے لال! میں سیدانی نہیں ہوں' میں غیر خاندان کی ہوں۔ میرے دودھ میں زینبؑ کے دودھ کی تاثیر نہیں ہے۔ مجھے پتہ ہے تجھے تیر لگے گا مگر سن جب تیر لگے تو ہنس دینا' رونا نہیں' ورنہ دنیا کہے گی کہ حسینؑ کا بیٹا ہوتا تو نہ روتا' یہ ماں کے دودھ کی خرابی تھی۔ بیٹا علی اصغرؑ! ماں کی لاج رکھ لینا۔"

حسینؑ یہ تحفہ لے کر چلے اور اللہ کی بارگاہ میں یہ تحفہ پیش کر دیا...... باقی سب گواہیاں تھیں اور اصغرؑ تحفہ تھا' اس لئے اسے دفن کر دیا' باقی کسی اور کو دفن نہیں کیا

حسینؑ نے۔ کیونکہ جو شریف ہوتے ہیں ان کا یہ اصول ہوتا ہے کہ وہ تحفہ دے کر اس پر دوبارہ نظر نہیں ڈالتا۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

لٹا کے اصغرؑ کو بھائی اکبرؑ کے پاس شبیرؑ یوں کھڑے تھے
کہ جیسے کوئی عظیم تاجر حسین شے رکھ کے بھول جائے

اور کل جب دوپہر کو سجدۂ شکر کرتے ہوئے حسینؑ اللہ کی بارگاہ میں پہنچ گئے تو آوازِ پروردگار آئی:

"واہ حسینؑ تو نے کمال کر دی۔ حسینؑ! ایسا نادر تحفہ دیا تو نے ہمیشہ کے لئے میری توحید اور رسالت کو بچا لیا۔ چل مانگ کیا مانگتا ہے؟ مانگ لے جو مانگے گا ملے گا۔"

حسینؑ نے کہا:

"یا اللہ! سوچ لے' کیا دے گا؟ رسالت ختم ہو گئی' نبوت ختم ہو گئی' زمین ابو ترابؑ کی جس کا میں بیٹا ہوں' آسمان ابو طاہرؑ کا جس کا میں نواسہ ہوں' جنت جوانانِ جنت کی جن کا میں خود سردار ہوں' باقی رہا پانی! تو وہ میری ماں کو حق مہر میں ملا تھا' یہ اور بات کہ ہم نے اس پر نگاہ تک نہیں ڈالی۔ اب تو خود سوچ لے کہ کیا دے گا؟"

اللہ نے کہا:

"حسینؑ سن! بے شک نبوت ختم ہو گئی' رسالت ختم ہو گئی اور کوئی شے باقی نہیں رہی۔ زمین تمہارے پاس' آسمان تمہارے پاس' جنت تمہاری ملکیت! اب میرے پاس اور تو کچھ نہیں ایک ذاتی چیز ہے' وہ میں تجھے دیتا ہوں۔ اور وہ ہے بقاء...... حسینؑ جا! میں وعدہ کرتا ہوں کہ جب تک میں باقی' تب تک تو باقی! نہ کبھی میں فنا ہوں گا نہ کبھی تو فنا ہو گا۔"

Presented by www.ziaraat.com

اب جس دل میں تو رہے گا اس کے دل میں میں رہوں گا۔ جن بستیوں میں تو رہے گا ان بستیوں میں میں رہوں گا۔ حسینؑ میں اچھی طرح دیکھ رہا تھا کہ دسویں کی دوپہر میں دو لامکان تھے' ایک میں لامکان تھا اور ایک تیرا کوئی مکان نہیں تھا۔ اس لئے آج میں وعدہ کرتا ہوں دنیا جہاں میرا مکان بنے گا وہاں تیرا مکان بنے گا' جہاں جہاں میرا ذکر ہوگا وہاں وہاں تیرا ذکر ہوگا......''

یہ جو مجالس کراتے' یہ مجالس نہیں ہیں' اللہ کی طرف سے دربار لگے ہوئے ہیں اور یہ جو علم ہیں' یہ غازی عباسؑ کے' علم نہیں یہ اللہ کی حکومت و سلطنت کے نشان ہیں۔ اب قیامت تک کوئی حکومت انہیں مٹا سکتی ہے نہ ہٹا سکتی ہے اور نہ ہی جھکا سکتی ہے۔''

میرے دوستو!

اللہ تعالیٰ آپ کو آباد رکھے' شاد رکھے اور آپ کی نسلوں میں مجالس کا یہ سلسلہ سدا چلتا رہے...... اللہ بانی مجلس کو ایک ایسا فرزند عطا فرمائے کہ جو سر سے لے کر پاؤں تک عاشقِ حسینؑ ہو۔ ان الفاظ کے ساتھ اجازت چاہتا ہوں۔ (خدا حافظ!)

☆●☆●☆

مجلس دہم

معزز سامعین!

تمام مرحومین کے لئے بالخصوص بانی مجلس کی والدۂ محترمہ اور ان کے چچا مرحوم ملک سرور خان کے لئے ایک مرتبہ سورۂ فاتحہ پڑھیں۔ خداوند عالم آپ سب کو بتصدق بیمار کربلاؑ شفائے کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے' خصوصاً ملک اسلم صاحب کے والد محترم کو شفائے کلی نصیب ہو۔

معزز سامعین!

خداوند عالم سے ہماری التجا ہے کہ اے رب کائنات' اے خالقِ ارض و سمٰوٰت' اے واجب کی بلندیوں سے امکان کی پستیوں کا جائزہ لینے والے! رحم کر رحم' کرم کر کرم' ہم محتاج ہیں تو غنی' تو اعلیٰ ہے' ہم دنی' ہم سائل ہیں تو مسئول' ہم طالب ہیں تو مطلوب' ہم کشکولِ گدا ہیں تو دستِ عطا...... ہم کاسہ بکف تو ابرِ سخا...... ہم کشکولِ گدائی لئے ہوئے ان مجالس کے وسیلے سے تیری بارگاہِ بے نیازی میں دعا گو ہیں کہ ان تمام افراد کو جو بے اولاد ہیں اور بالخصوص ہمارے بانی مجلس کی جھولی ہری کر دے۔

عزیزانِ گرامی!

میں نے مسلسل آپ حضرات کو زحمت دی اور دین اسلام پر اپنے محدود علم کے

Presented by www.ziaraat.com

ذریعے اختصار کے ساتھ اظہار خیال کیا۔

معزز دوستو! سب مل کر ایک اور دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ آغا رضا نقوی صاحب کو قید ستم سے رہائی عطا فرمائے۔

عزیزانِ محترم! بہت سے سوال آتے ہیں' بہت سی فرمائشیں آتی ہیں' مگر میں تنگ دامانی وقت کی وجہ سے ان موضوعات پر مفصل روشنی نہیں ڈال سکتا۔ مجھ سے ایک سوال کیا گیا تھا' ہوسکتا ہے پھر مجھے اس کی وضاحت کا موقع نہ مل سکے' لہٰذا وضاحت کرتا چلوں...... سوال اذان کے بارے میں تھا کہ اذان تین وقت کیوں دی جاتی ہے؟ اگر نمازیں پنجگانہ ہیں تو اذانیں کیونکر پانچ نہیں دی جاتیں؟

عزیزانِ محترم!

نمازیں بے شک پانچ ہیں' لیکن خداوند عالم نے انہیں قرآن مجید میں تین اوقات میں سمیٹ کر بیان کیا ہے۔

تو جو اوقات قرآن مجید نے ہمیں بتائے ہیں' وہی ہم نے اپنائے ہیں' ہم قرآن مجید سے ہٹ کر کوئی کام نہیں کرتے...... پندرھویں سپارے میں ارشاد رب العزت ہو رہا ہے:

اقیموا الصلوٰۃ لدلوک الشمس الی غسق اللیل و قرآن الفجر

نمازوں کے قیام کے لئے تین اوقات کا ذکر کیا گیا ہے:

"لدلوک الشمس' غسق اللیل اور قرآن الفجر یعنی جب سورج زوال پذیر ہو تو رات شروع ہونے سے پہلے تک ایک وقت ہوتا ہے اور جب رات شروع ہو جائے غسق اللیل نماز تہجد کا جو وقت آدھی رات کا اس کا تذکرہ ہے' یعنی اس وقت سے لے کر اس وقت

تک نماز اور قرآن الفجر یعنی صبح فجر کے وقت کی نماز کہ جسے قرآن کے نام سے تعبیر کیا گیا ہے۔"

توجہ ہے میرے محترم سامعین!

اب اس میں ہوتا کیا ہے؟ یعنی یہ نمازیں ملا کر کیوں پڑھی جاتی ہیں؟ تو اس کے لئے میں آپ حضرات کی خدمت میں عرض کروں کہ اول وقت نماز کی ادائیگی کا حکم ہے' یعنی آپ اگر اول وقت نماز ادا کریں گے تو ثواب زیادہ ملے گا' جسے آپ پرائریٹی (Priority) کے نام سے پکارتے ہیں' یعنی آپ ترجیح کس وقت کو دیں گے؟ تو ظہر کا وقت اول صرف اتنا ہی ہوتا ہے جتنی دیر تک ظہر کی نماز پڑھی جائے اور جیسے ہی ظہر کی نماز ختم ہو عصر کی فضیلت کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ تو اسی لئے حکم ہوا کہ نماز اس طریقے سے پڑھو کہ دوسری فضیلت کا وقت شروع ہو جائے تو دونوں کو ملا دو۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ایک نماز پڑھی جاتی ہے۔ ہوتی دو ہیں لیکن چونکہ پڑھی ایک وقت میں جاتی ہیں تو اس لئے کہتے ہیں کہ ایک نماز ہے' حالانکہ نمازیں دو ہی ہیں۔ ظہر اور عصر کا وقت ایک نہیں ہوسکتا۔ مگر جونہی ظہر کی فضیلت کا وقت ختم ہوتا ہے' عصر کی فضیلت کا وقت شروع ہو جاتا ہے...... اسی طرح سے سورج غروب ہونے سے نماز مغرب کا وقت آدھی رات تک چلا جاتا ہے' مگر نماز مغرب کا اصل وقت اور فضیلت کا وقت صرف اتنا ہوتا ہے کہ جیسے ہی مغرب کی تین رکعت نماز ادا کریں' فوراً عشاء کی نماز کی فضیلت کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ (نعرۂ حیدری)

توجہ ہے! اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ایک ہی وقت میں دو نمازیں ادا کر لی جاتی ہیں...... ایسا ہرگز نہیں ہے۔ چونکہ ان کے وقت اتنے ملے ہوئے ہیں کہ ایک کا وقت ختم ہوتے ہی دوسری کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ ایک ہی وقت میں دونوں پڑھ لی گئیں...... مغرب کی نماز علیحدہ پڑھی جاتی ہے اور عشاء کی علیحدہ' دونوں ایک وقت میں نہیں پڑھی جاتی ہیں' لیکن دونوں کے اوقات فضیلت متصل ہونے کی وجہ سے محسوس

Presented by www.ziaraat.com

یہ ہوتا ہے کہ ایک ہی وقت میں دو نمازیں ادا کر لی گئی ہیں۔ گویا ہم مغرب کو بھی فضیلت کے وقت ادا کرتے ہیں اور عشاء کو بھی فضیلت کے وقت' اور اسی طرح صبح کی نماز بھی فضیلت کے وقت ادا کرتے ہیں...... اب سمجھ میں آ گیا آپ لوگوں کی!

تو دیکھئے! چودھری صاحب نے اشارہ کیا ہے کہ جب حاجی حضرات حج کرنے جاتے ہیں تو وہاں بھی کئی مقامات ایسے آتے ہیں جہاں دونوں نمازیں ملا کر پڑھی جاتی ہیں...... تو میری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ جہاں سے نماز چلی ہے وہاں تو آپ ایک اذان کے ساتھ دو نمازیں ملا دیتے ہیں' تو پھر یہاں تک پہنچتے پہنچتے آپ کو کیا تکلیف ہو جاتی ہے؟ اور الٹا ہمیں کہتے ہیں کہ دو نمازیں ملا دیتے ہیں آپ۔ اور دونوں ایک ہی وقت میں پڑھنے کا طعنہ دیتے ہیں۔

توجہ ہے نا' میرے محترم سامعین!!

میں آپ کی واجب الاحترام خدمت میں یہ گزارش کرتا چلوں کہ یہ جو اذان ہے' یہ جو نمازیں ہیں' تلاوت قرآن ہے' روزے ہیں' تمام عالم اسلام یہ اعمال کیوں بجا لاتا ہے؟...... جب میں نے شیعہ سنی علماء سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ صرف اس لئے کہ دنیا میں تو جیسے گزرنی ہے گزر جائے گی' لیکن آخرت میں تو نجات ملے اور جنت حاصل ہو۔

اب میں کہتا ہوں کہ جتنے فرقے ہیں وہ سارے کے سارے یہی کہیں گے کہ جنت ہماری ہے' جتنے علماء ہیں سبھی کہیں گے کہ ہمارے پاس آؤ جنت ہم دیں گے۔

سامعین محترم!

آیئے! ہم سب مل کر یہ جائزہ تو لے لیں کہ جنت تو سب ہی بیچ رہے ہیں۔ مگر خریدنے سے پہلے اخبار میں بھی اشتہار آتا ہے کہ مشتری ہوشیار باش!...... خریدار کو ہوشیار ہونا چاہئے۔ اب جنت خریدنے سے پہلے خریدار کو یہ تو معلوم ہونا چاہئے کہ جنت ملکیت کس

کی ہے؟

توجہ ہے یا نہیں ہے! کہیں ایسا نہ ہو کہ پیسے لے کر کوئی چلا جائے' جبکہ ملکیت کسی اور کی نکل آئے اور ہم ادھر ادھر دھکے کھاتے پھریں اور عجیب بات ہے کہ خداوند عالم نے جہاں جنت میں جانے والوں کا تذکرہ کیا ہے وہاں کسی سنی کا ذکر کیا نہ کسی شیعہ کا' دیوبندی کا نہ کسی بریلوی کا...... آیت میں سنائے دیتا ہوں فیصلہ آپ خود کر لیں کہ کون کون جائے گا جنت میں! ارشاد ہو رہا ہے:

ایتمـه کـل امر منهم یدخل جنت نعیم کلا ان خلقنا هم مما یعلمون

''کیا ہر شخص یہ لالچ رکھتا ہے کہ وہ میری نعمت والی جنت میں چلا جائے گا......''

معاف کرنا! جنت کوئی لاہور کی بستی کی سرائے نہیں ہے کہ جو شخص چاہے بوریا بستر سر پر رکھ کر اس کے اندر گھس جائے۔

توجہ چاہتا ہوں! آپ آیت کا ترجمہ سن لیں' بس......!

اللہ پاک فرماتا ہے کہ کیا ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ میری نعمت والی جنت میں چلا جائے اور اس لئے نہیں کہ فلاں فرقے سے تعلق رکھتا ہو' فلاں فرقے کا پیروکار ہو۔

اس لئے ارشاد فرمایا:

ان خلقناهم مما یعلمون

''ہم نے تمہیں پیدا ہی ایسی نجاست سے کیا ہے' جسے تم خود جانتے ہو۔''

توجہ کیجئے گا' سامعین!!

اس کا مطلب ہے کہ نجاستوں نے بننے والا انسان اس کی پاک و پاکیزہ جنت

Presented by www.ziaraat.com

میں نہیں جا سکتا۔ تو ہم نے خود ہی اگر جنت کا ہادی' جنت کا وسیلہ کسی ایسے امام کو بنا لیا جو ہماری طرح نجاستوں سے بھرا ہوا ہو تو وہ تو خود بھی جنت میں نہیں جا سکے گا۔ پھر بھلا ہمیں کیسے لے جائے گا...... (نعرۂ حیدری)

لہٰذا آخری فیصلہ یہ ہے کہ جنت کا ہادی' امام اور...... وسیلہ وہ ہوگا جس کی خلقت ہماری اور آپ کی خلقت کی طرح سے نہ ہو...... جو نجاستوں سے پیدا ہی نہ ہوا ہو۔

اب اگر آپ حضرات کو ذہنی پریشانی ہوئی ہو تو اللہ سے دعا کیجئے گا' میں نے تو صرف آیت پڑھی ہے اور اس کا ترجمہ کیا ہے...... ہاں! البتہ آپ کی طرف سے میں بھی اللہ سے دست بستہ عرض کرتا ہوں کہ یااللہ! تو نے اپنے نظام حکمت سے خود تو پیدا کر دیا ہمیں' ہم کو نجاست سے خلق کر دیا' کیا ہمارا کوئی وفد تمہارے پاس گیا تھا کہ ہمیں نجاستوں سے پیدا فرما دے۔ ہم نے کوئی Application دائر کی تھی...... اور پھر ہم سے اتنے اعمال بھی کروائے جنت کے لالچ میں کہ نماز پڑھو گے تو جنت دوں گا' روزہ رکھو گے تو جنت دوں گا' فلاں کام کرو گے تو جنت دوں گا۔

اور اب خود ہی فرما دیا کہ نجاستوں سے بنا ہوا جنت میں جا ہی نہیں سکتا' تو ہمارا کیا قصور ہے؟......

اللہ کی آواز آئی' میرے بندے میرے دربار میں گستاخیاں مت کر! میں نے تمہیں عقل کا میٹر کس لئے عطا کیا ہے؟ اسے استعمال میں لا اور سمجھ لے کہ میں نے صرف تجھے ہی نہیں نجاست سے پیدا کیا' بلکہ میں نے تو کئی اور چیزیں بھی نجاست ہی سے بنائی ہیں اور کوئی ایسی نجس شے نہیں بنائی جس کا پاک کرنے والا نہ ہو۔ ارے! تو پاک کرنے والا کیوں تلاش نہیں کر لیتا! جو تیری خلقت کو پاک کر کے تجھے جنت میں لے جائے۔ یاد رکھ! نجاسات اگر گیارہ ہیں' تو پاک کرنے والے مطہرات چودہ ہیں...... اپنا پاک کرنے والا تلاش کر!

دیکھو دوستو!

شریعت اسلامیہ کا یہ قانون ہے کہ جب کپڑا نجس ہو جائے تو اس کا پاک کرنے والا پانی کو بنایا ہے کہ پانی سے کپڑا دھولو۔ اسی طرح جوتے کا تلا نجس ہو جائے تو اس کا پاک کرنے والا مٹی کو بنایا ہے کہ اس سے رگڑنے سے پاک ہو جائے...... اگر دیوار نجس ہو جائے تو سورج کی شعاعیں اسے پاک کرنے کے لئے موجود ہیں اور اگر لوہا ناپاک ہو جائے تو آگ میں ڈال دو' لال سرخ کر دو یا پگھلا لو تو پاک ہو جائے گا۔

یہ نہ سمجھئے کہ ہر شے کو پانی پاک کرتا ہے' کسی کو آگ پاک کرتی ہے' کسی کو دھوپ پاک کرتی ہے' کسی کو زمین پاک کرتی ہے' کسی کو انتقال پاک کرتا ہے' کسی کو استحالہ پاک کرتا ہے۔

اسلام ظاہر کو پاک کرتا ہے' ایمان باطن کو پاک کرتا ہے' خمس و زکوٰۃ مال کو پاک کرتے ہیں اور علیؑ کی ولایت حسب و نسب کو پاک کرتی ہے۔

(نعرۂ حیدری...... نعرۂ تکبیر' نعرۂ رسالت' نعرۂ حیدری...... حسینیت زندہ باد!)

توجہ ہے نا دوستو!

بھئی! حد ہو گئی کہ کتا اور خنزیر ڈبل (Double) نجس ہیں' اللہ نے ان کا پاک کرنے والا بھی بنا دیا۔ جہاں آپ سائنس کے اتنے مسئلے سمجھ چکے ہیں' وہاں فقہ کے بھی سمجھ لیں گے...... کتا اور سور اگر کسی چیز کو چاٹ جائے تو بے شک سات سمندر میں غوطے دیتے رہیں تو یہ پاک نہیں ہو گی...... اس کے لئے شریعت مطہرہ کا حکم یہ ہے کہ اگر کتا یا سور کسی چیز کو چاٹ جائے تو پہلے پاک مٹی سے پاک کرو...... پھر پانی سے پاک کرو۔ پہلے پاک مٹی سے ملو' پھر پاک پانی سے دھولو' پھر پاک وہ گا...... اب اس کے لئے میڈیکل سائنس کے کیا پوائنٹ ہیں؟

Presented by www.ziaraat.com

محترم سامعین!

میرے پاس وقت نہیں ہے' پھر کسی دن انشاء اللہ میں اس کی وضاحت کر دوں گا' آج کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ اگر کتا اور سور کسی چیز کو چاٹ جائیں تو پہلے مٹی سے پاک کرو' پھر پانی سے۔ یہ ڈبل نجس ہیں' ان کو ڈبل پاک کرنے والے چاہئیں۔ اب میری ایک ملنگانہ بات بھی سمجھ لیں کہ کسی پڑھے لکھے یا مسٹر یا مولانا میں' حافظ قرآن میں یا جاہل میں اگر کتے اور خنزیر کی صفات اور اثرات موجود ہوں تو اسے صرف محمدؐ کا کلمہ پاک نہیں کرے گا' جب تک کہ اسے میرے ابوترابؑ کی مٹی پاک نہیں کرتی.....(نعرۂ حیدری)

کیونکہ وہ ڈبل نجس ہے اور اسے ڈبل طہارت کی ضرورت ہے۔

عزیزانِ محترم!

اسی لئے فرمایا گیا ہے کہ پاک کرنے والا ڈھونڈو! اور جنہیں پاک کرنے والا بنایا انہیں "یطھرکم تطھیرا" کی سند دے کر بھیجا گیا کہ پاک کرنے والے یہ ہیں۔ ان کے دامن کے ساتھ دامن ملا لو' یہ خود پاک ہیں تمہیں پاک کر کے اپنے ساتھ جنت میں لے جائیں گے..... اور یاد رکھئے! جو اہل بیتؑ کا دامن چھوڑ جائے گا' وہ اپنا بیڑا "بوڑ" جائے گا..... جنت میں جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا..... اور یہی وجہ ہے کہ اللہ نے جنت کی ملکیت بھی انہی کے نام کر دی ہے۔

ارے دوستو!

بات یہ ہے کہ اگر آپ کوئی چند مرلے کا یا ایک کنال کا پلاٹ بھی خریدتے ہیں' تو خریدنے سے پہلے کہتے ہیں کہ ذرا اس کے کاغذات ملکیت دکھاؤ کہ یہ کس کے نام ہے؟

اب اگر آپ کا کوئی یار دوست کہے:

"اچھا یار دوست ایں کہ یار بیلی کولوں کاغذات دیکھدا ایں"......

تو آپ کہتے ہیں کہ ہم دونوں تو یار دوست ہیں' ہو سکتا ہے ہماری آنے والی نسلیں یار دوست نہ ہوں' اس لئے مہربانی کر کے کاغذات ملکیت دکھا دو۔

بھائی! اگر آپ ۱۰x۱۰ کا کوئی کمرہ بھی خریدتے ہیں تو پہلے کاغذات ملکیت دیکھتے ہیں اور اگر ایک کنال کا پلاٹ بھی خریدتے ہیں تو کاغذات ملکیت دیکھتے ہیں اور اگر ایک مرلہ خریدتے ہیں تو بھی کاغذات ملکیت دیکھتے ہیں۔ میری سمجھ میں یہ نہیں آتا کہ مولوی صاحبان اتنے اندھے کیوں ہو گئے ہیں کہ جنت خریدتے وقت کاغذات ملکیت تک نہیں دیکھتے کہ یہ جنت ہے کس کے نام؟

توجہ ہے! اب جنت کس کی ملکیت ہے۔ پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا:

الحسنؑ و الحسینؑ سیدا شباب اھل الجنة

جب فاطمہؑ کا ذکر آیا تو:

فاطمة سیدة النساء الجنه

جناب امیرالمومنینؑ کا نام آیا تو ارشاد ہوا:

حب علی جواز للجنه

یہ پیغمبرؐ نے فرمایا اور جب صحابہ کرامؓ سے پوچھا' تو سب سے پہلے جلیل القدر صحابی ابوبکرؓ کا ارشاد ملا' فرمایا:

لا یجوز الصراط الامن کتبه علی عن الجواز

"پل صراط سے کوئی گزر نہیں سکتا' جب تک اس کے ہاتھ میں علیؑ کے ہاتھ کا لکھا ہوا ٹکٹ نہ ہو۔"

اب میں تو دیہاتی ہوں' مولوی صاحبان یہاں ایک اور چکر چلا دیتے ہیں کہ یہاں تو بڑے بڑے بزرگ صحابی بیٹھے ہیں' علیؑ تو ان کے آگے بچہ ہے۔ ارے بھیا! سوال بزرگی اور بچپن کا نہیں ہے یہاں سوال تو جنت کے ٹکٹ کا ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

توجہ ہے' میرے سامعین!

میں تو دیہاتی آدمی ہوں' جھنگ کے ایک کونے کا رہنے والا! بچپن سے دیکھتا آیا ہوں کہ ٹرین میں اگر کوئی بے ٹکٹ مسافر آ جائے اور اوپر سے ٹی ٹی بھی آ جائے اور اسے دیکھ لے' تو یہ میں آپ کے حافظے پر چھوڑتا ہوں' جو ٹرین کا سفر کرتے ہیں کہ بے ٹکٹ مسافر بچنے کے لئے کہاں کہاں چھپتا ہے؟

دیکھئے دوستو!

ہمارے منبر کی ایک تہذیب ہے اور ہم اپنے بیان کو اس تہذیب سے نیچے گرنے نہیں دیتے' اس لئے میں نے آپ پر چھوڑ دیا۔

اور جب ہم اسٹیشنوں پر جاتے ہیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ اسٹیشن کے ٹکٹ گھر کی کھڑکی بند ہے اور سفید داڑھیوں والے بزرگ لاٹھیاں ہاتھوں میں لئے پھر رہے ہوتے ہیں۔ جونہی گھنٹی بجتی اور کھڑکی کھلتی ہے' تو اندر بیٹھا ہوا ایک تازہ دم میٹرک پاس بچہ کھڑکی کھول کر ٹکٹ دینا شروع کر دیتا ہے۔ اب ٹکٹ لینے کے لئے اس ''بابے'' کو بھی کہنا پڑتا ہے:

''بابو ذرا ٹکٹ دیں۔''

حالانکہ بابو تو وہ نہیں ہے' بابو تو یہ بزرگ ہے۔ وہ تو بچہ ہے' وہ تو جوان ہے' بابو تو یہ بوڑھا ہے۔ مگر چونکہ ٹکٹ لینا ہے اس لئے وہ کہتا ہے:

''بابوا ے ٹکٹیں دئیں۔''

اب اگر کوئی مولوی آ جائے اور کہے کہ ٹکٹ تو ''بابے'' کو دینی چاہیے۔ وہ تو بچہ ہے' بابا اس کو بابو کیوں کہہ رہا ہے؟ تو میں یہ کہتا ہوں کہ بابو کی ڈیوٹی گورنمنٹ نے لگائی ہے کہ بابو ٹکٹیں دے گا اور بابے کو کہنا پڑے گا کہ بابو ٹکٹ دینا...... یہی بات ابوبکرؓ کہہ رہے

ہیں کہ جنت کے ٹکٹ علیؑ کے ہاتھ میں ہیں۔ اب چاہے کوئی لاکھ بزرگ آ جائے جب تک علیؑ کو بابو نہیں کہے گا' تو جنت کی ٹکٹ نہیں ملے گی۔ (نعرۂ حیدری)

نہیں ایسے نہیں! ارے بھائی ایسا نعرہ لگائیں کہ آواز نجف تک پہنچے۔

(نعرۂ حیدری)

بھائی!

تھک تو نہیں گئے! آپ سے اس لئے ہم کہتے ہیں کہ جنت جن کی ملکیت ہے ان کے پاس جاؤ اور جنت پر جن کا تصرف ہے' جنت جن کی ملکیت ہے ان سے کہو:

''ذرا کاغذات ملکیت دیکھنے ہیں ہم نے۔''

جواب ملا:

''کاغذات ملکیت ہم نے رکھے ہی نہیں ہر کلمہ پڑھنے والے شخص کے گھر رکھوا دیئے ہیں' جاؤ جا کر اپنے گھر میں ڈھونڈو...... کاغذات ملکیت کا نام قرآن ہے' اور رجسٹری کا نام سورۂ دہر ہے اور اگر ہمارا نام نہ نکلے تو ماننا چھوڑ دو۔''(نعرۂ حیدری)

توجہ کیجئے گا صاحبان!......عزیزانِ محترم!

جب ہم اپنے گھر گئے تو کاغذات ملکیت جس کا نام قرآن تھا' اس میں رجسٹری اور بیع نامہ سورۂ دہر دیکھی تو اس میں سے آواز آئی:

فجزا هم بما صبر و جنة و هريرا

''جنت و حریرہ (لباس جنت) ہم نے دے دیئے ہیں جزا میں......''

کس کی جزا میں؟ صبر کی جزا میں۔ اور جب ہم نے صبر کرنے والوں کا نام پڑھا تو اس میں سے چار نام نکلے' کون کون سے؟ علیؑ' فاطمہؑ' حسنؑ' حسینؑ...... حالانکہ میرے

Presented by www.ziaraat.com

دوستو! فضائل جتنے ہیں سب پنجتنی ہیں۔

دیکھئے! اذان میں محمدؐ و آلِ محمدؐ' نماز میں محمدؐ و آلِ محمدؐ' سورۂ تطہیر میں محمدؐ و آلِ محمدؐ' درود شریف میں محمدؐ و آلِ محمدؐ...... ہر جگہ محمدؐ و آلِ محمدؐ ملے۔ لیکن جنت کے بیع نامے میں صرف آلِ محمدؐ! یہ فضیلت ہے ان کی اور فضیلت بھی کیسی عجیب ہے۔

دوستو!

یہ واقعہ کب ہوا؟ یہ آیت کب نازل ہوئی؟ یہ تو آپ کے بچوں کو بھی یاد ہے۔ اللہ کی مصلحت تھی اس میں! ایک دن حسنین شریفینؑ کو بخار ہو گیا۔ سرکار رسالتؐ نے فرمایا کہ ان کی صحت کے لئے منت کے روزے مان لو۔

اب منت مانی تو چار نے......!

روزے رکھے تو چار نے......!

توجہ کیجئے گا! روزے رکھے تو چار نے......غریبوں' مسکینوں کو روٹیاں دیں تو چار نے۔

ارے! وہ فضہؑ تو ان کے صدقے میں آ گئی بیچ میں!

عزیزانِ محترم!

اور وہ روٹیاں جو جنت کا بیع نامہ اور رسید بن گئیں تو وہ روٹیاں نکالیں چار نے! کسی تحریر میں' کسی تفسیر میں' قرآن کی کسی آیت میں آپ مجھے دکھا دیں کہ پیغمبرؐ کی روٹیاں بھی کہیں جنت کے بیع نامے میں شامل ہوئی ہوں یا مجھے رسول اللہؐ کا روزہ رکھنا دکھا دو' رسول اللہؐ نے صرف اتنا کہا تھا کہ روزے رکھ لو' منت مان لو اور خود چلے گئے تھے۔ روزے رکھے تو چار نے' اور جب افطار کا وقت آیا' تو باہر سے آواز آئی:

''اے گھر والو! میں یتیم ہوں' مجھے کچھ کھانے کو دو۔''

تو ایک نے روٹی اٹھا کر دے دی' دوسرے نے دے دی' تیسرے نے دے دی' چوتھے نے دے دی۔ سب نے دے دیں اپنی اپنی روٹیاں۔ اور خود صبر سے فاقہ کر کے سو گئے۔ صبح پھر روزہ رکھ لیا اور جب افطار کا وقت ہوا تو آواز آئی:

''میں مسکین ہوں۔''

چنانچہ سب نے پھر روٹیاں دے دیں۔

پھر جب تیسرے دن افطار کا وقت آیا تو آواز آئی:

''میں اسیر ہوں۔''

پھر سبھی نے روٹیاں اٹھا کر دے دیں۔

تین دن حسنین شریفینؑ بھوکے رہے اور تین دن میں حسنین شریفینؑ کے چہرے مرجھا گئے۔

اب میں لکھے پڑھے افراد کے لئے ایک جملہ کہہ رہا ہوں اور یہ جملہ کہہ کر آگے بڑھ جاؤں گا کہ تین دن بھوکا رہنے سے حسنین شریفینؑ کے چہرے اتر گئے تو ارے بھائی! اب یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ تین دن میں ان کی صورتیں اتریں اور قرآن کی سورۃ نہ اترے!

چنانچہ قرآن کی سورۃ اتری اور ارشاد رب العزت ہوا:

فجزاء بما صبراً جنتاً و حريرا

''اللہ نے انہیں جنت اور حریر جنت جزا میں دے دی ہے۔''

سامعین محترم!

یہ جو دنیا ہم سے کہتی ہے کہ آپ کو صرف انہی کے نام یاد ہیں' یہ جو مجالس میں' تقاریر میں صرف اور صرف انہی کے نام لیتے ہو کہ علیؑ ہیں' فاطمہؑ ہیں' حسنؑ ہیں' حسینؑ ہیں......ان کے سوا کوئی اور نام نہیں ہے۔''

میں نے کہا:

Presented by www.ziaraat.com

"بھئی! اس میں جھگڑے کی بات کون سی ہے؟ وہ جو سامنے مکان بن رہا ہے وہ کس کا ہے؟"

وہ کہتے ہیں:

"چودھری صاحب کا!"

میں نے پھر پوچھا۔ تو انہوں نے کہا:

"چودھری صاحب!"

میں نے ایک دفعہ پھر پوچھا...... انہوں نے پھر کہا:

"چودھری صاحب کا......"

میں نے دس بار پوچھا' لاکھ بار بھی پوچھوں گا تو یہی جواب ملے گا...... اب میں اگر یہ کہوں کہ جناب لاکھ بار انہیں کا نام لیا ہے' ایک بار تو کسی اور کا نام بھی لے لو۔

جواب ملا' بھئی! جتنی دفعہ بھی پوچھو گے' مالک ہی کا نام لوں گا نا! کسی اور کا نام کیسے لوں گا؟......

دوستو!

یہی بات میں نے کہی کہ جنت کی ملکیت جن کے نام ہے' انہی کا نام لوں گا۔ ایک مرتبہ پوچھو گے تو بھی انہیں کا نام لوں گا' لاکھ مرتبہ پوچھو گے تو بھی انہیں کا نام' اور کروڑ مرتبہ پوچھو گے تو بھی...... اور قیامت تک پوچھتے رہو گے تو بھی انہیں کا نام ہی لیتا رہوں گا۔

بھئی! گھبرا تو نہیں گئے آپ!...... اب اگر پیغمبرؐ یہ کہہ دے تو!

اچھا ایک بات بتائیں کہ فرض کریں' ایک کمرہ ہے یا ایک باغ ہے۔ اس کے مالک کا انتقال ہو جاتا ہے' تو کیا جائیداد کا بھی انتقال ہو جاتا ہے؟

بولو! جائیداد کسے ملتی ہے...... وارث ہی کو نا!

یہی بات میں جنت کے بارے میں بھی کرنا چاہتا ہوں کہ کیا جنت کا قانون بھی

ی اور ہے؟

رامی!

ئی! اب جنت کسے منتقل ہو گی؟ وارث ہی کو نا!

ر قرآن میں کیا ارشاد ہو رہا ہے:

ک الجنتی نورث بھا من عبادنا من کان تقیا

ہ جنت انہیں ورثے میں منتقل ہوتی ہے جو سینٹ پرسینٹ (Cent per

ے کے مالک ہوں۔"

یاد رکھئے! کہ جو سو فیصد تقوے کے مالک ہوں انہی کو فقہ جعفریہ میں معصوم

ی جنت کی جو وراثت ہے وہ معصومینؑ کے نام منتقل ہوتی چلی جاتی ہے۔

یک دفعہ مل کر باآواز بلند صلواۃ پڑھ لیں' محمدؐ و آل محمدؐ پر!)

اں پڑھے لکھے لوگوں کے لئے ایک اشارہ اور کرتا جاتا ہوں۔ جب قرآن کہتا لی ہی ورثے میں ہے تو یہ آیت تو روز قیامت مولویوں کے گلوں میں پٹکا ڈال دے گی...... اس لئے کہ ساری دنیا جائے گی سرکارؐ کی خدمت میں کہ آپؐ کو ت بنا کر بھیجا ہے۔ مہربانی فرما کر ہمارے گناہ معاف کروا دیجئے اور ہمیں انعام لے دیجئے۔

ضورؐ پوچھیں گے:

"تم کون ہو؟"

واب دے گا:

"میں بہت بڑے مولوی صاحبان میں سے ایک مولوی ہوں۔"

Presented by www.ziaraat.com

حضورؐ فرمائیں گے:

"مولوی صاحب! تمہیں اتنا پتہ نہیں ہے کہ جنت ملتی ہے ورثے میں' اور ہم نبی کسی کے وارث ہوتے ہیں نہ کوئی ہمارا وارث ہوتا ہے..... تو جب ہمارا ورثہ ہی نہیں ہے تو ہمارے پاس جنت لینے کیسے آ گئے ہو؟"

توجہ ہے' محترم سامعین!

اب بھی جو نہیں سمجھے انہیں خدا سمجھے.....! (ایک صلواۃ پڑھ لیں)

چلو! آپ کو سمجھانے کے لئے میں اور آسان کئے دیتا ہوں کہ یاد رکھئے! علیؑ ہیں تو جنت' جناب سیدہؑ ہیں تو جنت' سرکارِ امام حسنؑ ہیں تو جنت' امام حسینؑ ہیں تو جنت! یعنی جنت ہے ان چار کے نام..... اب ارشاد کیا ہوا:

حب علي جواز الجنة

"یعنی علیؑ کی محبت جنت میں جانے کا جواز ہے۔"

جواز کسے کہتے ہیں؟ جواز کے کئی معنی ہیں اور آج کل کی ماڈرن عربی میں جواز کہتے ہیں پاسپورٹ کو!

بھئی! جن جن دوستوں کے پاس پاسپورٹ ہیں وہ گھر جا کر دیکھ لیجئے گا' اس پر لکھا ہوا ہے:

رقم الجواز

"پاسپورٹ نمبر....."

توجہ! تو اب اگر جواز کے معنی ہیں پاسپورٹ کے تو پیغمبرؐ کے فرمان کا ترجمہ جدید عربی میں کیجئے ماڈرن اربک (Modern Arabic) میں:

حب علي جواز الجنة

"علیؑ کی محبت جنت کا پاسپورٹ ہے۔"

میرے خیال میں نیاز بیگ والے ویسے ہی بے نیاز ہیں' انہیں پاسپورٹ کی کبھی ضرورت ہی نہیں پڑتی اور اگر بغیر پاسپورٹ کے آنا جانا لگا رہے تو کیا ضرورت ہے پاسپورٹ کی.....!

میری بات پر غور ہے صاحبان!

ارے بھائی! پاسپورٹ بنوانا کوئی آسان کام تھوڑا ہی ہے' شناختی کارڈ لاؤ' یہ لاؤ' وہ لاؤ اور میں تو بیچارے حاجی صاحبان کو دیکھتا ہوں ان کو یہ پتہ ہی نہیں ہوتا کہ یہ جواز کیا ہے؟ وہ پاسپورٹ لے کر "پھتوئی" میں ڈال لیتے ہیں اور ذہن میں تصور ہوتا ہے کہ جا رہے ہیں عرب شریف میں۔ اور قرآن شریف کو لٹکا لیتے ہیں گلے میں' کہ مقدس کتاب ہے راستے میں پڑھتے جائیں گے' وہاں پر بھی یہ کام آئے گی لیکن جدہ پہنچ کر ایئرپورٹ پر لائن میں کھڑے ہوتے ہیں..... میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے..... اور مزے کی بات یہ ہے کہ جتنے جوان جوان حاجی ہوتے ہیں' وہ آتے ہیں انڈونیشیا اور ملائشیا سے اور جتنے ملک الموت کے دوست ہیں وہ جاتے ہیں ہمارے پاکستان سے!

توجہ ہے عزیزانِ گرامی!

اب لائن میں کھڑے ہوتے ہیں' ہاتھ میں قرآن مجید اٹھائے ہوئے کہ یہ اللہ کی کتاب ہے۔ یہی کافی ہے اور اب وہاں جو پاسپورٹ افسر ہے' جو چیک کر رہا ہے۔ اب اس نے کہا:

"جواز' جواز!"

اب یہ بھلا کیا سمجھیں عربی!

تو آرام سے چپ کر کے اللہ کی کتاب کھولی اور سامنے رکھ دی..... وہ آفیسر جواز جواز کر رہا ہے اور حاجی صاحب قرآن آگے رکھ رہے ہیں۔

Presented by www.ziaraat.com

اب پاسپورٹ افسر نے کہا:

این هذا

"یہ کیا ہے؟"

حاجی نے کہا:

"کتاب اللہ!"

بڑے فخر سے اللہ کی کتاب۔

اس نے کہا:

"سعودی عرب کے اندر داخلے کے لئے اللہ کی کتاب کافی نہیں ہے۔
جواز لاؤ جواز!"

حاجی سر پیٹتا ہے:

"بھئی! اللہ کی کتاب ہے۔"

وہ کہتا ہے:

"لاکھ اللہ کی کتاب ہو مگر اس کے ذریعے تم سعودی عرب میں داخل نہیں ہو سکتے۔"

اب میری سمجھ میں نہیں آتا کہ جو اللہ کی کتاب سعودی بارڈر میں داخل ہونے کے لئے کافی نہیں ہے وہ جنت میں داخل ہونے کے لئے کیسے کافی ہو سکتی ہے! اب وہ جواز جواز کر رہا تھا' عربی میں بول رہا تھا اور ہمارے حاجی کو "عربی" (اروی) کبھی سبزی میں بھی پسند نہیں آئی۔ کہنے لگا:

"اوہ کیہہ ہنداائے!"

میں نے کہا:

"بابا جی! پاسپورٹ کو کہتے ہیں جواز۔"

"اچھا پاسپورٹ توں کہندے آ۔"

اس نے فوراً "پھتوئی" میں ہاتھ ڈالا اور پاسپورٹ نکال کر افسر کے ہاتھ میں ے دیا۔ اس نے پاسپورٹ کھولا' ورقہ ورقہ ادھر سے ادھر سے دیکھا' پھر کہا:

پاسپورٹ تو ٹھیک ہے:

من تا عشیرہ؟

"ویزہ کہاں ہے؟"

بے نے کہا:

"او کی ہونداائے؟"

س نے کہا:

"ہمارا ایک نمائندہ جسے سفیر کہتے ہیں' تمہارے پاکستان میں ہوتا ہے' بغیر اس کی تحریر' دستخط اور مہر کے جسے ویزہ کہتے ہیں ہم صرف پاسپورٹ کے ذریعے سعودی عرب میں داخل نہیں ہونے دیتے...... لاکھ پاسپورٹ تمہارے پاس ہے مگر ہمارے نمائندے کے دستخط اور تحریر ہونی چاہئے۔"

عزیزان!

وہیں سے یہ مسئلہ میری سمجھ میں آیا کہ قیامت کے دن ساری دنیا جنت میں جانے کے لئے کھڑی ہو گی اور ہر ایک سنی' شیعہ' بریلوی اسلام کے پورے تہتر (۷۳) کے تہتر (۷۳) فرقے کہیں گے:

"علیؑ کی محبت کا پاسپورٹ ہمارے پاس ہے۔ ہم بھی علیؑ سے محبت کرتے ہیں' وہ بھی علیؑ سے محبت کرتا ہے' وہ بھی علیؑ سے محبت کرتا ہے۔"

مگر رضوان جنت علیؑ کی محبت کا پاسپورٹ لے کر دیکھے گا اور پھر کہے گا:

Presented by www.ziaraat.com

"ویزہ کدھر ہے' ویزہ دکھاؤ؟؟"

اب وہ کہے گا:

"اوہ کی ہوندا اے۔"

تو جواب ملے گا:

"جنت کا ایک نمائندہ تمہاری دنیا میں ہمیشہ رہا ہے۔ جب تک اس امام زمانہ اور نمائندے کی تحریر نہ دکھاؤ گے جنت میں نہیں جا سکو گے۔" (نعرۂ حیدری......صلواۃ)

آج آپ کو اتنی ہی زحمت دینا تھی۔ بھئی! کئی دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے...... اچھا میں ایک دفعہ لندن جا رہا تھا' علاج کیلئے! تو میرے پاس پاسپورٹ بھی تھا اور ویزہ بھی......لیکن پھر بھی مجھے روک لیا گیا کہ آپ اندر داخل نہیں ہو سکتے۔ میں نے کہا:

"کیوں؟"

جواب ملا:

"ہیلتھ کارڈ دکھاؤ؟"

میں نے کہا:

"وہ کیا ہوتا ہے بھئی؟"

اس نے کہا:

"اپنے ملک سے ہمارے ملک میں آئے ہو تو ٹیکے لگوائے تھے؟"

نہیں سمجھ آ رہی میری بات!

ارے بھیا! میرے پاس پاسپورٹ بھی تھا' ویزہ بھی تھا۔

مگر اس نے کہا:

"تین بیماریاں بہت اہم ہیں ایک ہے چیچک (Small Pox)'

دوسری ہیضہ (Cholera) اور تیسری ہے ایڈز (Aids)......! ان سب کے ٹیکے لگوائے تھے؟"

میں نے کہا:

"وہ تو یاد نہیں رہے!"

اس نے کہا:

"پھر آپ اندر نہیں جا سکتے۔"

چنانچہ وہاں بیٹھ کر تین ٹیکے لگوائے۔

چیچک سمجھتے ہیں نا! چیچک کیا ہے؟

واہ کیا نام ہے ماتا!

ارے سبحان اللہ! کیا خوبصورت نام دیا ہے۔ یہ ہندی کا لفظ ہے۔ ہندی میں ماتا کا ترجمہ ہے ماں...... یہ کیسی اماں ہے جو بچوں کو چمٹ گئی...... یہ بات سمجھ میں نہیں آئی میری!

اور اس نے کہا' لگواؤ ٹیکہ اس کا! تو اس کا ٹیکہ لگوایا' ہیضے کا بھی ٹیکہ لگوایا اور ایڈز کا بھی ٹیکہ لگوایا۔

تب اجازت ملی اندر جانے کی۔

میں کہتا ہوں' ساری دنیا پاسپورٹ بھی لے جائے جنت کا ویزہ بھی لے جائے مگر رضوان جنت کہے گا:

"ہیلتھ کارڈ ہے۔ کہیں تم ساری دنیا کے جراثیم لے کر تو جنت میں نہیں آ رہے ہو۔"

ارے ہم نے کہا:

"وہ ہیلتھ کارڈ کیسے ملے گا......"

اس نے کہا:

Presented by www.ziaraat.com

"یاد رکھنا! جب تک ظالموں، خائنوں اور غاصبوں کے خلاف تبرے کا ٹیکہ نہیں لگواؤ گے، جنت میں نہیں جا سکتے۔"

اور ہم نے کہا:

"کیا اس کے لئے قرآن نے بھی کچھ کہا ہے؟"

جواب ملا:

"ہاں، بالکل!! اس کے لئے قرآن میں پوری سورۂ برات موجود ہے۔ اور یہ برات اس لئے ہے کہ تم ان بیماریوں سے، ان جراثیموں سے اپنے آپ کو بچا کر اور برات کا انجکشن لگوا کر جنت میں آؤ۔"

توجہ ہے دوستو!...... بزرگانِ محترم!

آج کا بیان میں یہیں سمیٹوں گا کہ سرکار دو عالمؐ نے اسی لئے ان شہزادوں کو پیش کیا تھا کہ اگر جنت مطلوب ہے تو ان سے رجوع کرو۔

میں پوچھتا ہوں کہ آج ساری دنیا جو جنت میں جانے کے لئے تیار بیٹھی ہے۔ آپ ایمان سے بتائیں کہ آج میں سندھ میں سندھیوں کی مخالفت کر کے نہیں رہ سکتا، پنجاب میں پنجابیوں کی مخالفت کر کے نہیں رہ سکتا، دوبئی یا کویت میں وہاں کے حکمرانوں کے خلاف آواز اٹھا کر نہیں رہ سکتا...... نہیں نا!

تو پھر یہ کیسے عقل میں آ گیا کہ جنت کے مالکوں کی مخالفت بھی کریں اور جنت میں جانے کی آس بھی لگائیں۔

توجہ ہے میرے دوستو!

جنت کے سرداروں سے وفاداری نہ کر کے آپ کیسے جنت میں جا سکتے ہیں؟ جب تک ان کے ساتھ وفاداری نہیں کرو گے، جنت نہیں پاؤ گے۔

ارے دنیا میں کسی سے مخالفت کر کے اس کے چھوٹے سے ٹکڑۂ زمین پر نہیں رہ سکتے، تو کیا جنت کے فرشتے تمہاری نافرمانی اور مخالفت کے باوجود تمہیں جنت میں رہنے دیں گے؟

اب پوچھتے ہیں کہ کیسے وفاداری کا اظہار کریں، جنت کے مالکوں سے......؟

تو وفاداری یہ ہے کہ ان کے غم میں غم مناؤ اور ان کی خوشی میں خوشی مناؤ۔ یہ نہ ہو کہ ان کے گھر میں میت پڑی ہو، لاشے پڑے ہوں اور تمہارے چہرے پر مسکراہٹ ہو، پھر دنیا کا کوئی انسان تمہیں وفادار نہیں کہے گا۔

عزیزانِ محترم!

اس سے بڑا ظلم اور کیا ہوگا کہ جنت کا وارث تھا اور لاشوں پہ لاشے لا رہا تھا۔ آج کی رات شب عاشور کہلاتی ہے۔ آج کی شام شامِ شہیداں کہلاتی ہے اور کل جو شام آئے گی وہ شام غریباں ہوگی...... آج شہیدوں کی شام ہے کل غریبوں کی شام ہوگی، آج ہر بہن کا بھائی موجود ہے، ہر ماں کا بیٹا موجود ہے اور ماؤں کی جھولیاں بھی آباد ہیں۔

تاریخ میں لکھا ہے کہ آج کی رات سید الشہداءؑ نے ایک ایک جائزہ لیا خیموں میں جا کر اور جب ایک خیمے میں گئے ہیں تو دیکھا کہ ہم شکل پیغمبرؐ جوان ماں کی گود میں لیٹا ہوا تھا، اس کا سر ماں کی گود میں تھا اور سرہانے ایک شمع جل رہی تھی۔ اس روشنی میں ماں بیٹے کا منہ چوم چوم کر کہہ رہی تھی کہ کل میرا چاند سا بیٹا مجھ سے جدا ہو جائے گا، میں اس چاند چہرے سے محروم ہو جاؤں گی۔ اتنے میں امام حسین علیہ السلام اندر داخل ہوئے اور فرمایا:

"لیلیٰؑ! گھبرا نہیں، میں حسینؑ ہوں، میں تجھ سے وعدہ کرتا ہوں کہ کل تیرے بیٹے کو فخر خلیل نہ بنا دیا تو نواسہ رسولؐ نہ سمجھنا......"

فخر خلیل سمجھتے ہیں آپ! کسے کہتے ہیں فخر خلیل؟

بھائی! خلیلؑ نے بھی دیا تھا نہ بیٹا...... بوڑھا باپ تھا جوان بیٹا تھا، منزل کٹھن تھی،

Presented by www.ziaraat.com

امتحان سخت تھا' مگر کمر ہمت کس کر باندھ لی۔ اور اس کے باوجود کہ ابراہیمؑ اللہ کے اولوالعزم پیغمبرؑ بھی تھے۔ مگر پھر بھی ماں کو نہیں بتایا کہ کہاں لے کر جا رہا ہوں' بیٹے کو...... سارا راستہ اس کا منہ چومتے گئے' سینے سے لگاتے گئے اور جب منزل پر پہنچے ہیں تو اپنی عبا اتاری اور زمین کو صاف کیا...... کہ آخر بیٹا ہے میرا' اس کو کہیں کنکر نہ چبھ جائے' کہیں کانٹا نہ لگ جائے۔ زمین کو اچھی طرح صاف کیا اور پھر بھی نہیں لٹایا' اپنی عبا کی تین چار تہیں لگائیں اور اسے زمین پر بچھایا...... پھر بھی بیٹے کو اس پر نہیں لٹایا' بیٹے کو سینے سے لگا لگا کر بڑا آہستہ آہستہ اس پر لٹایا۔

پھر پوچھا:

''بیٹا! کہیں کنکر تو نہیں چبھے' کہیں زمین سخت تو نہیں معلوم ہوئی' کوئی تکلیف تو نہیں ہوئی؟؟؟''

پھر بھی نہ جانے کیا خیال آیا کہ آنکھوں پر پٹی باندھ لی' بیٹے کے ہاتھ پاؤں باندھ دیئے' بسم اللہ' اللہ اکبر! کہہ کر چھری چلائی' گردن کی رگیں کٹتی ہوئیں محسوس ہوئیں' مگر آنکھوں سے پٹی ہٹائی تو دیکھا کہ نیچے دنبہ ذبح ہوا پڑا تھا اور بیٹا مسکرا رہا تھا۔ ہم جیسے عام آدمی ہوتے تو سجدۂ شکر میں گر جاتے کہ بیٹا بچ گیا تھا' مگر وہ پیغمبرؑ تھے' تھر تھر کانپنے لگے۔

''یا اللہ! کیا مجھ سے کوئی خطا ہو گئی؟ میری قربانی میں کوئی کھوٹ تھا؟ میرے خلوص میں کوئی کمی نظر آئی کہ میری قربانی منظور نہیں کی؟''

اللہ نے آواز دے کر کہا:

''نہیں' ابراہیمؑ! ہم نے تمہاری قربانی ادھار رکھ لی ہے' اب تیری نسل کے کسی فرد سے وصول کریں گے۔ اور یہ ادھار اس لئے رکھتے ہیں کہ ابھی اس کی ماں میں ابھی اتنا دم خم نہیں آیا کہ جوان بیٹے کو ایڑھیاں رگڑتے ہوئے سرتا دیکھ سکے۔ سن ابراہیمؑ! ابھی وہ مائیں پیدا ہوں گی جو ساری ساری رات مصلے پر بیٹھ کر دعائیں مانگیں گی' یا اللہ! پہلے

میرے بیٹے کی لاش آئے' یا اللہ! پہلے میرے بیٹے کی میت آئے۔ اور ابراہیمؑ تو بھی اس وقت جا کر اپنی آنکھوں سے دیکھ لینا کہ کیسے بوڑھا باپ جوان بیٹے کے سینے سے برچھی کا پھل کھینچے گا۔ نہ آنکھوں پر پٹی بندھی ہوگی' نہ بیٹے کے ہاتھ پاؤں بندھے ہوں گے۔ اور یاد رکھنا! تو نے چھری چلاتے وقت جو کہا تھا اللہ اکبر' اب اللہ کے ساتھ ساتھ اکبرؑ کو بھی یاد رکھنا!''

نسل خلیلؑ کربلا میں پہنچ چکی تھی اور جب صبح عاشور ہوئی تو فخر خلیلؑ نے فخر ذبیح حضرت علی اکبرؑ کو حکم دیا:

''بیٹا! اب ہم حکم دیتے ہیں کہ تم جاؤ میدان جنگ میں......''

وہاں اللہ کا حکم تھا اور یہاں فاطمہؑ کا لال کہہ رہا تھا:

''اکبرؑ! میں حکم دیتا ہوں' تم جاؤ!''

اکبرؑ نے فوراً رکابوں پر پاؤں رکھے اور میدان کا رخ کیا۔ حسینؑ نے بیٹے کے چہرے کو دیکھا' جوانی کی رعنائی دیکھی' شبیہ پیغمبرؑ کو دیکھا' اپنے چلتے پھرتے دل پارے کو دیکھا اور کہا:

''اکبرؑ یوں گیا تو لطف نہیں آئے گا' جاؤ پہلے اپنی ماں سے ملو' اپنی پھوپھیوں اور بہنوں سے ملو۔ ان سے مل لو' پھر رخصت ہونا۔''

نیاز بیگ کے شرکائے مجلس!

جیسے ہی شہزادے نے خیمے میں قدم رکھا' ماں مصلے پر بیٹھی تھی' شہزادے کی نظر جیسے ہی ماں کے سر پر پڑی۔ مصلے پر بیٹھی ماں کے قدموں پر ہاتھ رکھ دیئے......

اللہ نے جنت میں آواز دے کر کہا:

''اسماعیلؑ کی ماں ہاجرہؑ! اگر ہمت ہے تو یہ منظر بھی دیکھ!''

Presented by www.ziaraat.com

خدا کی قسم! ہاجرہؑ نے بھی اس وقت آنکھیں بند کر لیں کہ جب بیٹے نے ماں کے چہرے کی طرف دیکھا تو ماں نے منہ دوسری طرف کر لیا' اس طرف آ کر دیکھا تو ماں نے منہ دوسری طرف پھیر لیا۔ بیٹے نے ماں کے قدموں پر ہاتھ رکھ کر کہا:

"کوئی ناراضگی ہے اماں!"

کہا:

"نہیں' ہرگز نہیں۔"

بیٹے نے کہا:

"پھر آپ مجھے دیکھ کر منہ کیوں موڑ لیتی ہیں؟"

آواز آئی:

"میں کیا دیکھ رہی ہوں کہ تو ابھی تک زندہ ہے! تو زندہ ہے میرے لال..... دیکھ اکبرؑ! میں نے منت مانی تھی' تیری شادی کی نہیں' تیرے بیاہ کی نہیں' بلکہ یہ کہ جب تیری لاش دیکھوں گی تو چار رکعت نماز شکرانہ ادا کروں گی۔"

کہا:

"میں آخری رخصت کی اجازت مانگنے آیا تھا۔"

کہا:

"اجازت لینی ہے تو اس حقیقی ماں سے لے' جس نے تجھے ۱۸ سال پالا ہے۔"

چنانچہ وہاں سے چھوٹی ماں کی طرف گیا' جس نے ۱۸ سال پالا تھا۔ جب اکبرؑ وہاں پہنچا تو اوپر سے امامؑ بھی تشریف لے آئے اور کہا:

"آج ہم بھی دیکھیں گے کہ پھوپھی بھتیجے میں کیا کیا باتیں ہوتی ہیں!"

عزاداران!

ذرا ایک فقرہ سن لینا! جیسے ہی پھوپھی نے اکبرؑ کو آتا دیکھا تو عالمہ غیر معلمہ شہزادی نے کہا:

"بھائی حسینؑ! میں سمجھ گئی کہ اکبرؑ کیوں آ رہا ہے؟ مجھے صرف اتنا بتا دیں کہ کیا عونؑ و محمدؑ کا صدقہ دے کر اکبرؑ کے سر سے موت کا سایہ نہیں ٹل سکتا؟"

شہزادے نے یہ سنا تو سمجھ گیا کہ پھوپھی اماں اجازت نہیں دیں گی۔ مگر اکبرؑ نے بھی ایسا سوال کیا کہ پھوپھی مجبور ہو گئی۔

قریب آ کر ماں زینبؑ کے قدموں پر ہاتھ رکھ کر کہا:

"ماں! مجھے آج ایک سوال کرنا ہے۔"

زینبؑ نے کہا:

'بتاؤ میرے لال! آج کون سا سوال یاد آیا؟"

کہا:

"اماں! یہ بتا دیں کہ آپ افضل ہیں یا دادی فاطمہؑ!"

زینبؑ نے اکبرؑ کا ماتھا چوم کر کہا:

"بیٹے! کجا تیری دادی فاطمہؑ' کجا میں! میں تو تیری دادی کی خادمہ ہوں۔"

بیٹے نے کہا:

"اچھا اماں! اس کا مطلب ہے کہ دادی افضل ہیں۔"

یہ کہہ کر شہزادہ پاؤں میں بیٹھ گیا اور کہنے لگا:

"دیکھو اماں! حسینؑ ہے فاطمہؑ کا بیٹا اور میں ہوں تمہارا بیٹا! آج اپنے

Presented by www.ziaraat.com

بیٹے کو فاطمہؑ کے بیٹے پر قربان کر دو۔"

ماں نے کھڑی ہو کر اکبرؑ کو سینے سے لگایا اور بازوؤں پر سورۂ حمد تلاوت کی اور یہ کہہ کر خیموں میں چل دی کہ میرے ساتھ آخری دفعہ بہنوں کو مل لے اور جب یہ شہزادہ خیموں میں داخل ہوا تو کسی نے آستین چومی' کسی نے ماتھا چوما' کسی نے منہ چوما' کسی نے دامن چوما اور ایک بہن ایسی بھی تھی کہ جس نے کہا:

"اکبرؑ بھائی! میرا قد بہت چھوٹا ہے' میرا منہ تمہارے سینے تک نہیں پہنچ سکتا' اگر اجازت ہو تو میں آپ کے پاؤں چوم لوں۔"

خدا کی قسم! اکبرؑ نے جھک کر شہزادی سکینہؑ کو سینے سے لگایا...... سب نے مل کر اکبرؑ کو رخصت کیا۔

لو بھائیو!

غور سے یہ فقرہ سننا! اب ایک ایسا منظر آ گیا کہ حسینؑ جیسا صابر بھی آنکھوں پہ ہاتھ رکھ کر خیمے سے باہر نکل گیا۔ کیا منظر تھا یہ؟...... اچانک ایک کانپتی ہوئی آواز آئی:

"اکبرؑ! مجھ سے نہیں ملنا!...... اکبرؑ تو مجھ سے دور جا رہا ہے!"

اب جو پلٹ کر دیکھا تو بیمار بھائی کمر پکڑے ہوئے کھڑا ہے' بستر بیماری سے اٹھ کر آ گیا اور کہا:

"اکبرؑ! تیرا امتحان آ گیا۔"

اکبرؑ نے کہا:

"بھیا! آپؑ نے تو مجھے رخصت کر دیا تھا' پھر آپؑ نے کیوں تکلیف کی؟"

اربابِ درد!

جواب بھی سن لیجے......

ٹھنڈی سانس لے کر کہا:

"اکبرؑ! کاش! تیرا بھی کوئی اکبرؑ ہوتا' پھر تجھے پتہ چلتا کہ کیسے جوان بھائیوں کو موت کے منہ میں بھیجا جاتا ہے؟"

بیمار بھائی سے الوداع کے بعد حسینؑ مظلوم نے اکبرؑ کو الوداع کیا' گھوڑے کے ساتھ ساتھ آئے اور ایک اونچے ٹیلے پر کھڑے ہو کر فرمایا:

"اکبرؑ! میں یہاں کھڑا ہوں' تم جہاں جہاں جاؤ مڑ مڑ کر مجھے دیکھتے رہنا۔"

لو میرے دوستو!

اب آگے پڑھنے کی ہمت نہیں...... اکبرؑ گھوڑے پر' حسینؑ ٹیلے پر' فضہؓ خیمے کے دروازے پر' پھوپھی خیمے کے اندر' اکبرؑ کی ماں اکبرؑ کی پھوپھی کے ساتھ مصلے پر' اکبرؑ کی نظر شہادت پر' حسینؑ کی نظر اکبرؑ پر' فضہؓ کی نظر حسینؑ پر' ماں کی نظر فضہؓ پر!

میرے دوستو!

اکبرؑ گھوڑے سے گرے' فضہؓ در پر گری' ماں سجدے میں گری۔

عزادارو! اکبرؑ اور دوسروں کی شہادت میں ایک فرق یاد رکھے گا۔ آپ نے علماء و ذاکرین سے اکبرؑ کی شہادت سنی ہوگی کہ اکبرؑ کی شہادت سینے پر برچھی لگنے کی وجہ سے ہوئی ہے' مگر میری تحقیق یہ ہے کہ کسی میں اتنی جرات ہی نہ تھی کہ بنی ہاشم پر سامنے سے حملہ آور ہو سکے...... سنان بن انس ملعون نے پیچھے سے چھپ کر اس طرح نیزہ مارا جس طرح حبشی

Presented by www.ziaraat.com

(وحشی) نے جناب حمزہؑ کو مارا تھا۔

دوستو!

وہ نیزہ لگا ہے پیچھے سے! اگر سامنے سے نیزہ لگتا تو اکبرؑ زین کے پیچھے گرتے۔ مگر روایت یہ ہے کہ جب اکبرؑ کو نیزہ لگا تو اکبرؑ نے جلدی سے گھوڑے کے گلے میں بانہیں ڈال لیں اور نیزہ لچک کر ٹوٹ گیا۔ شبیہ پیغمبرؐ زین سے گرنے لگا تو برچھی کا پھل نکل آیا پیچھے کی طرف سے..... گرتے گرتے عام شہیدوں کی طرح اکبرؑ نے بابا کو نہیں بلایا۔

گرتے گرتے اکبرؑ کہتا کیا ہے:

''بابا! میدان میں نہ آنا' قاتل بہت ہیں' میدان میں نہ آنا بابا! خنجر بہت ہیں' نیزے بہت ہیں' تلواریں بہت ہیں' تو اکیلا ہے..... نہ آنا میدان میں بابا......!''

مگر حسینؑ نے جب بیٹے کی آواز سنی تو بیٹے کی طرف چل پڑے۔ علامہ علی نقی قبلہ فرماتے ہیں کہ اتنی جلدی میں چلے ہیں حسینؑ کہ خیمے کی طنابوں سے قدم الجھے اور حسینؑ گر گئے۔ یاعلیؑ کہہ کر اٹھے' پھر گر گئے' پھر اٹھے' پھر گر گئے۔

مجتہدین نے لکھا ہے کہ ستر (۷۰) مرتبہ اٹھے اور ستر مرتبہ گرے اور حسینؑ بیٹے کی لاش پر اس طرح گئے جس طرح ڈیڑھ سال کا بچہ کہنیوں اور گھٹنوں کے بل چلتا ہے۔

اور یہ کہہ کر چلے' بیٹا میں آ گیا' اکبرؑ میں آ گیا اور حسینؑ نے جیسے اکبرؑ کی زلفیں خون سے بھری دیکھیں تو ساری داڑھی ایک دم سفید ہو گئی۔

اکبرؑ سے کہا:

''اکبرؑ کوئی فرمائش ہے؟''

اکبرؑ نے ہچکی لیتے ہوئے کہا:

''بابا! میں آخری دفعہ اماں سے ملنا چاہتا ہوں' آپؑ مجھے اماں سے ملا

دیں.....!''

کہا:

''فکر نہ کر میرے لال! میں لے جاتا ہوں تجھے۔''

یہ کہہ کر فاطمہؑ کا لال اٹھا' جوانان جنت کے سردار نے ایک ہاتھ اکبرؑ کی گردن میں اور دوسرا ہاتھ پاؤں میں ڈال کر یاعلیؑ کہہ کر اکبرؑ کو اٹھایا' اکبرؑ کو ہچکی آ گئی۔

حسینؑ نے لٹا دیا' پھر یاعلیؑ کہہ کر اٹھایا' اکبرؑ کو پھر ہچکی آئی۔ پھر لٹا دیا' پھر اٹھایا اور جب چوتھی مرتبہ اٹھایا تو حسینؑ کے ہاتھ کانپنے لگے۔ اکبرؑ کو زمین پر رکھا' گھٹنے ٹیکے اور اکبرؑ کے پاس آ کر کہا:

''اکبرؑ بیٹا! میں بوڑھا ہو گیا ہوں' تجھ جوان کی لاش مجھ سے نہیں اٹھتی..... اکبرؑ ایک کام کر تو مجھے سہارا دے' میں تجھے سہارا دیتا ہوں۔''

کہا:

''بابا! حکم کریں۔''

کہا:

''اکبرؑ! اپنے دونوں ہاتھ میرے گلے میں ڈال دو۔ ادھر سے میں زور دوں ادھر سے تو آسرا دے.....''

اکبرؑ تجھ پر ہماری لاکھوں جانیں قربان..... اکبرؑ نے ایک ہاتھ رکھا ہوا تھا سینے پہ دوسرا ہاتھ سینے پر' ایک باپ کے گلے میں ڈالا۔''

حسینؑ نے کہا:

''بیٹا! دوسرا ہاتھ میری گردن میں ڈال دے۔''

بیٹے نے کہا:

''نہیں بابا! میری مجبوری ہے۔''

حسینؑ نے کہا:

Presented by www.ziaraat.com

"بیٹا! تجھے میرے حق کی قسم! میں امام زمانہؑ حکم دیتا ہوں دوسرا ہاتھ ہٹا لے۔"

لو نیاز بیگ والو! ادھر اکبرؑ نے ہاتھ ہٹایا' حسینؑ کی نظر اکبرؑ کے سینے پر پڑی۔ فرشتوں نے عبادات چھوڑ دیں' رسولؐ نے روضہ چھوڑ دیا' علیؑ نے نجف چھوڑ دیا' فاطمہؑ نے بقیع چھوڑ دیا۔

حسینؑ نے کیا دیکھا کہ اکبرؑ کے سینے سے ۶ انچ کی برچھی باہر نکلی ہوئی ہے اور ۶ انچ سینے کے اندر ہے۔ حسینؑ حسینؑ نہ رہا حیدرؑ ہو گیا۔ حسینؑ زمین پر بیٹھے' مدینے کی طرف منہ کر کے برچھی پر ہاتھ ڈالا اور آواز دی:

"نانا رسولؐ! دادا ابراہیمؑ کو لے آیئے۔ آ کر دیکھ لیں میری آنکھوں پر پٹی نہیں ہے' میرے بیٹے کے ہاتھ پاؤں بندھے ہوئے نہیں ہیں۔"

آواز آئی:

"میرے لال! ہم سب یہیں موجود ہیں۔ تیری ماں بھی ہے' تیرا باپ بھی ہے' تیرا بھائی بھی ہے' تیرا نانا میں بھی کھڑا ہوں۔"

بس جیسے ہی کہا نہ میں کھڑا ہوں' حسینؑ نے برچھی کو ہلایا' اکبرؑ کا سینا ہلا' زمین کربلا ہلی' خیمے ہلے' بی بی زینبؑ کا دل ہلا' سر سے چادریں سرکیں۔ حسینؑ نے بسم اللہ و اللہ اکبر کہہ کر برچھی کا پھل کھینچا۔ اکبرؑ نے ہچکی لی رسولؐ نے دوڑ کر فاطمہؑ کی آنکھوں پر ہاتھ رکھ دیا۔

کہا:

"فاطمہؑ اب نہ دیکھنا' فاطمہؑ اب نہ دیکھنا۔"

عزیزو!

فاطمہؑ کا لال ابھی اسی عالم میں بیٹھا کہ اچانک ایک سوار آگے بڑھا۔ یہ منظر دیکھ

کر گر گیا' پھر قریب جا کر پوچھنے لگا:

یا ایھا الغریب

"اس صحرا میں کوئی حسینؑ بھی ہے؟"

مولاؑ نے کہا:

"میں ہی حسینؑ ہوں' تو کیا چاہتا ہے؟"

سوار ایک دم کہتا ہے:

"کون حسینؑ؟ چکی پینے والی ماں کا بیٹا حسینؑ تو ہے! عید کے دن نانا کی زلفیں پکڑ کر سواری کرنے والا حسینؑ تو ہے!"

مولاؑ نے کہا:

"ہاں! میں ہوں' تو کیا کہنا چاہتا ہے؟"

مسافر نے کہا:

"میں مدینے سے یمن جا رہا تھا کہ راستے کے جنگل میں کسی کے رونے کی آواز سنائی دی۔ میں اس آواز کی طرف گیا' وہاں ایک بیمار بچی کھڑی رو رہی تھی' جس کا نام صغریٰؑ تھا۔ اس نے مجھے یہ خط دیا کہ میرے بابا حسینؑ کو دے دینا اور کہنا کہ اکبرؑ کی شادی پر صغریٰؑ کو نہ بھلانا' صغریٰؑ کو ضرور بلانا۔"

ادھر صغریٰؑ کا نام آیا..... اکبرؑ کو ہچکی آئی' زبان سے نکلا:

"ہائے صغریٰؑ' ہائے صغریٰؑ اور روح پرواز کر گئی۔"

انا للہ و انا الیہ راجعون

اللہ آپ کو سوائے غم شبیرؑ کسی غم میں مبتلا نہ کرے!

میں چلتے چلتے اپنی ماؤں بہنوں کے لئے ایک روایت اور سنا دوں۔ مولانا محمد اسماعیل کو اللہ جنت نصیب کرے' وہ فرماتے کہ جب برچھی کھینچی تو کربلا میں طوفان آیا' ہوا کا

Presented by www.ziaraat.com

طوفان مدینے پہنچا۔ بچے' بوڑھے' جوان گھروں میں بند ہو گئے۔ عبداللہ بن عمر کہتا ہے' میں نے طوفان میں کسی کے رونے کی دردناک آواز سنی۔ میں نے اپنی بیوی سے کہا' جلدی دیکھ طوفان میں کس کا بچہ پھنس گیا ہے؟ بیوی باہر گئی' سینے سے ایک گٹھڑی لگا کر لائی۔ میں نے کہا کیا ہے؟

اس نے کہا' کیا نہیں ہے' جلدی پردہ کر' شہزادی صغریٰ ہے' میری شہزادی صغریٰ ہے۔ اس بی بی نے شہزادی صغریٰ کی زلفیں صاف کیں' چہرہ چوما' ماتھا چوما۔ ٹھنڈی سانس لے کر کہنے لگی' سارا دن.................... (افسوس کہ آگے کیسٹ ختم ہو گئی!)

☆●☆●☆

Presented by www.ziaraat.com

نسیم المجالس

مجموعہ مقالات

2

مد ظلہ العالی
علامہ سید نسیم عباس رضوی

ادارہ منہاج الصالحین لاہور

نسیم المجالس 2 ★ علامہ سید نسیم عباس رضوی ★

Presented by www.ziaraat.com